

زیارت رسول ﷺ



۱۔ اتباع رسول ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

۲۔ محبت رسول ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

۳۔ درود و وظائف کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

۴۔ حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و کریمہ صفات اپنانے کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

۵۔ خوش نصیب حضرات جن کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی

۶۔ زیارت رسول ﷺ کے مثالی واقعات

۷۔ حضور ﷺ کی بے ادبی سے ڈرنا اور زیارت رسول ﷺ

۸۔ حضور ﷺ کی نافرمانی اور گناہ سے بچ کر زیارت رسول ﷺ

۹۔ نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

مرتبہ
ام صالحہ عقی عنہا

(ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی، فاضلہ وفاق المدارس)
پرنسپل جامعۃ الصالحات راولپنڈی

زیارتِ رسول ﷺ

مرتبہ

محترمہ ام صالحہ صاحبہ
پرنسپل جامعۃ الصالحات (فاضلہ وفاق المدارس)
ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی، بی ایڈ

ناشر

مکتبہ جامعۃ الصالحات
ڈھوک مستقیم روڈ، پشاور روڈ، راولپنڈی

0321-8538190, 051-5462347, 0333-5193204

بسم الله الرحمن الرحيم



جملہ حقوق طباعت و اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب _____ زیارت رسول ﷺ
مرتبہ _____ ام صالحہ پرنسپل جامعۃ الصالحات
ناشر _____ مکتبہ جامعۃ الصالحات
اشاعت اول _____ ستمبر 2013
تعداد _____ 1100

ملنے کے پتے

- 051-5461469 مکتبہ مصفوریہ: دکان نمبر 6 المدد پلازہ مصریال روڈ چوہڑ چوک راولپنڈی
- 051-5771798 کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار راولپنڈی
- 051-5553248 مکتبہ خلیل: کمیٹی چوک راولپنڈی
- 0321-5123698 قرآن محل: نزد کمیٹی چوک راولپنڈی
- 091-2212535 مکتبہ سرحد: خیبر بازار پشاور
- 091-2567539 مکتبہ دارالخلاص قصہ خوانی بازار پشاور
- 092-3630594 مکتبہ عالمیہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک
- 042-37228272 مکتبہ سید احمد شہید: 10 اکرم مارکیٹ اردو بازار لاہور
- 051-2653178 مکتبہ جامعہ فریدیہ اسلام آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

زیارت کی بشارت

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي
”جس شخص نے نیند میں میری زیارت کی پس بے شک اس نے میری ہی زیارت کی
بے شک شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔“
(بخاری شریف)

زیارتِ رسول ﷺ کے اسباب

زیارت حبیب ﷺ کے لیے کیا کیا اعمال درکار ہیں؟ کیسے کیسے یہ نعمتِ عظمیٰ ملتی ہے؟ زیارت کی سعادتیں کیسے دامن میں جگہ پاتی ہیں؟ نصیب کیسے ہرے بھرے ہو جاتے ہیں؟ بخت اور مقدر کیسے بلند ہو جاتے ہیں؟

حضرت مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں: اس مقامِ بلند تک پہنچنے کے لیے نرا زبانی جمع خرچ کافی نہیں۔ دل میں مکینِ گنبدِ خضریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے گہری محبت اتباعِ سنت، ظاہری و باطنی گناہوں سے اجتناب اور بدرجہ اتم زیارت کا شوق ہو، جب یہ سب چیزیں جمع ہوں تب کامیابی کی امید کی جاسکتی ہے۔

(ذکر اللہ اور درود شریف کے فضائل و مسائل)

قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں: زیارتِ فخرِ دو عالم ﷺ اختیاری بات نہیں، درود شریف کی کثرت و محبت موجب اس (زیارت) کا ہے۔ (مکاتبِ رشیدیہ)

اجمالی فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
19	عرضِ ناشر	
22	تقاریظ	
26	عرضِ مرتبہ	
35	اتباع رسول ﷺ کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	1
61	محبت رسول ﷺ کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	2
117	درود و وظائف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	3
149	حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات اپنانے کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	4
197	خوش نصیب حضرات جن کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی	5
211	زیارت رسول ﷺ کے مثالی واقعات	6
239	حضور ﷺ کی بے ادبی سے ڈرنا اور زیارت رسول ﷺ	7
261	حضور ﷺ کی نافرمانی اور گناہ سے بچ کر زیارت رسول ﷺ	8
285	نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	9

تفصیلی فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	افضل ترین درود	1
2	زیارت کی بشارت	2
3	زیارت رسول ﷺ کے اسباب	3
4	عرضِ ناشر	19
5	تقریظ حضرت مولانا خلیل الرحمن انوری مدظلہ	22
6	تقریظ حضرت مولانا مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ	24
7	عرض مرتبہ	26
8	رسول اللہ ﷺ کا تعارف اللہ تعالیٰ کے الفاظ کی روشنی میں	31
9	رسول اللہ ﷺ کا تعارف، احادیث کی روشنی میں	32
35	اتباع سنت علیہ السلام کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	35
1	اتباع سنت علیہ السلام کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	36
2	اتباع سنت علیہ السلام کی اہمیت	36
3	اتباع رسول ﷺ کیوں ضروری ہے؟	42

باب: 1

56	اتباع سنت کے متاثر کن واقعات	4
59	اتباع سنت پر عظیم الشان انعام	5
61	محبت رسول ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	باب: 2
62	محبت رسول ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	1
63	محبت کی اقسام	2
67	اللہ تعالیٰ کا مختلف القابات اور پیارے پیارے ناموں کے ذریعے اظہار محبت	3
69	صحابہ کرامؓ کی کامیابی کا راز یہی محبت تھی	4
71	حقیقی محبت رسول ﷺ کے چند واقعات	5
77	خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نعمت عظمیٰ ہے	6
77	حضور ﷺ سے کامل محبت کئے بغیر ایمان نامکمل	7
81	حضور اکرم ﷺ سے محبت کے تقاضے	8
81	حضور اکرم ﷺ سے محبت کا پہلا تقاضا	9
84	حضور ﷺ سے محبت کا دوسرا تقاضا	10
85	حضور ﷺ سے محبت کا تیسرا تقاضا	11

88	حضور ﷺ سے محبت کا چوتھا تقاضا	12
90	حضور ﷺ سے محبت کا پانچواں تقاضا	13
93	حضور ﷺ سے محبت کا چھٹا تقاضا	14
94	حضور ﷺ سے محبت کا ساتواں تقاضا	15
96	حضور ﷺ سے محبت کا آٹھواں تقاضا	16
100	حضور ﷺ سے محبت کا نوواں تقاضا	17
104	حضور ﷺ سے محبت کا دسواں تقاضا	18
117	<div style="text-align: center;"> باب: 3 درود و وظائف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ </div>	
118	درود و وظائف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	1
120	قرآنی آیت سے زیارتِ رسول ﷺ	2
122	اسماءِ رسول ﷺ سے زیارتِ رسول ﷺ	3
123	اسماءِ الرسول ﷺ	4
125	نبی علیہ السلام کے ذاتی نام سے زیارتِ رسول ﷺ	5
125	درود شریف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ	6
138	درود شریف کے متعلق حکایات	7

145	درود شریف پڑھنے کے فوائد	8
149	باب: 4 حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات اپنانے کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	
150	حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات اپنانے کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	1
151	خلقِ عظیم	2
163	رقتِ قلبی	3
165	نرمی کی خوبی	4
167	رحم و رحم کی صفت	5
170	حلم اور عفو کی صفت	6
174	صبر و شکر کی صفت	7
179	مسکنت و تواضع کی صفت	8
182	قناعت و توکل کی صفت	9
185	جود و سخا کی صفت	10
188	خوفِ خدا اور عبادت	11

192	محبت الہی کی صفت	12
197	حضور ﷺ کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات	باب: 5
198	حضور ﷺ کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات	1
198	دیدار رسول ﷺ کی حقیقت	2
199	کثرت درود کی برکت	3
200	حضرت شیخ الحدیثؒ کی قبولیت کی بڑی وجہ	4
200	اتباع سنت کی برکات	5
201	صحابہ سے محبت نبی اکرم ﷺ سے محبت کی علامت ہے	6
201	مدینہ شریف میں ہر کام میں احتیاط انتہائی ضروری ہے	7
202	حضور اکرم ﷺ کی قربت بڑی چیز ہے	8
202	اسلام کے لیے نقصان دہ چیز کو بند کرنا نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے	9
203	ہر حال میں شریعت کی پابندی نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے	10
204	کتاب کی قبولیت کا انعام	11
205	بدبودار چیزوں کی نحوست	12
206	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی قبولیت	13

206	حلال کی برکات	14
208	نسبت کی برکت	15
208	شیخ کے حکم کی اطاعت میں بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں	16
209	یاد الہی اور درود شریف کی برکات	17
211	عشق رسول ﷺ اور زیارت رسول ﷺ کے مثالی واقعات	باب 6:
212	عشق رسول ﷺ اور زیارت رسول ﷺ کے مثالی واقعات	1
212	درود پاک کی برکت	2
213	حضرت شاہ عبدالغفور عباسی مدنیؒ کا واقعہ	3
216	حضرت امیر شریعتؒ کا عشق رسول ﷺ	4
219	روضہ اقدس ﷺ میں نقب زنی کی جسارت	5
223	نبی اکرم ﷺ کے فرمان عالیشان کی پیروی میں نجات ہے	6
224	رسول اللہ ﷺ کی شفقت کا سایہ اور کثرت سے زیارت	7
225	رسول اللہ ﷺ کے ہر نقش قدم پر قدم	8
226	ہم تو صرف تمہاری عیادت کے لیے آئے ہیں	9
227	نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی زیارت	10
227	نبی اکرم ﷺ کی طرف سے علم کا تحفہ	11

228	خواب میں محبوب ﷺ کے تلوے چاٹنا	12
229	پھانسی کی کوٹھری میں محبوب ﷺ کی کثرت زیارت	13
230	مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیعؒ کو زیارت نبی ﷺ	14
231	محبوب ﷺ کے قدموں میں جگہ مل گئی	15
232	مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو زیارت نبوی ﷺ	16
232	رسول اکرم ﷺ کی نظر عنایت اور علم کا تحفہ	17
233	رسول اللہ ﷺ مجھے بلا رہے ہیں	18
234	تحریک ختم نبوت کی صداقت کے عینی گواہ	19
235	شیخ الاسلام کی انوکھی کرامت عشق رسول ﷺ	20
236	رحمۃ للعالمین ﷺ کا داڑھی منڈانے والوں سے اعراض	21
237	حضرت مولانا قاضی زاہد الحسنیؒ ”کو زیارت نبی ﷺ	22
237	محبوب ﷺ کی طرف سے بشارت اور اتباع سنت	23
238	فناء فی الرسول ﷺ کا مقام	24
238	ہر ہفتہ میں زیارت حبیب ﷺ	25
239	رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی سے بچ کر زیارت رسول ﷺ	باب: 7
240	حضور ﷺ کی بے ادبی سے ڈرنا اور زیارت رسول ﷺ	1

240	ادب کی اہمیت	2
241	زیارت رسول ﷺ کے لیے ادب ضروری ہے	3
241	بارگاہ رسالت کی شان	4
244	قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور ﷺ کا ادب	5
247	صحابہ کرامؓ کا نبی اکرم ﷺ کا ادب کرنا	6
250	آداب حدیث کے چند واقعات	7
252	بے ادبی کی سزا	8
252	گستاخ رسول ﷺ کی سزا	9
253	بے ادبوں کو دنیا اور آخرت میں سزا	10
257	بے ادبی سے بچنا کیوں ضروری ہے؟	11
261	باب: 8 رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر زیارت رسول ﷺ	
262	رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر زیارت رسول ﷺ	1
262	نافرمانی، گمراہی اور بد بختی ہے	2
264	رسول اکرم ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں	3

265	جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کر دے گا	4
269	اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے ذلیل ہوں گے	5
269	فرمانبرداری کرنے والے کو جنت کی بشارت	6
270	فرمانبرداری کے چند واقعات	7
272	نافرمانی کرنا عشق رسول ﷺ کے خلاف ہے	8
273	رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے عبادت قبول نہیں ہوتی	9
274	نافرمانی رسول ﷺ کے ساتھ عشق رسول کا دعویٰ باطل ہے	10
274	گھر میں تصویر لگانے کی حرمت	11
276	ٹخنے چھپانا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے	12
277	بیوی کو دیکھ کر نہ مسکرانا سنت کی نافرمانی ہے	13
277	داڑھی منڈھانے والوں سے حضور ﷺ کا اظہار نفرت	14
278	بڑی مونچھیں رکھنے پر وعید	15
278	نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کی عبرت ناک سزا	16
279	سنت کی نافرمانی کی سزا	17

285	نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	باب: 9
286	نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارت رسول ﷺ	
287	سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے	1
288	جس خواب میں ہو جائے دیدار نبی حاصل	2
289	مدینے کے والی	3
290	میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے	4
291	اس نے نبی کی امت سے ہمیں پیدا کیا سبحان اللہ	5
293	مدینے سے ہم جانثاروں کی دوری قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟	6
294	سارے مل کر یہ مانگو دعائیں ہم جلدی مدینے کو جائیں	7
295	یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے چھوڑ آیا ہوں	8
296	ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا	9
297	یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے	9
298	نبی ﷺ کے نام لیو انغم سے گھبرا یا نہیں کرتے	10
299	پھر کروں عرض آقا غلام آ گیا	11
300	قرب حاصل ہو تب لطف جینے میں ہے	12

301	میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے	13
302	وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیغام آئے	14
303	ارادہ ہو مدینے کا تو عشق نبوی ﷺ پیدا کر	15
304	کراپنے حبیب ﷺ کا عشق عطا سارے جگ توں بے نیاز چا کر	16
305	جگ دے حسیناں کو لوں ودھ کے حسین دی	17
307	چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ	18
308	ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے	19
310	تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے	20
311	نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے	21
312	وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا	22
314	درود کی سوغاتیں	23
315	شمع رسالت	24
316	آیات کے جھر مٹ میں تیرے نام کی مسند	25
317	جب تک کہ نہ ہوگا ہمیں دیدار مدینہ	26
318	مروں کعبے میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے	27
319	رحمت کا فیض	28
320	سنور جائے گی زندگی دھیرے دھیرے	29
321	خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے	30

323	آپ کے روضے پہ جا کر ہی مرادم نکلے	31
324	عشق کی انتہا کو دیکھیں گے	32
325	سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا	33
326	خدا دے تو دے آرزوئے محمد ﷺ	34
327	جس سینے میں قرآن اتر اہو، اس سینے کی عظمت کیا کہنا	35
328	نرالی شان	36
329	نظروں میں رہے جس کے جمال شہہ والعلیہ ﷺ	37
330	جس نے عشق احمد ﷺ کو اپنے دل میں پالا ہے	38
331	دھرتی کا نگینہ	39
332	طیبہ مری حیات کا عنوان ہو گیا	40
333	یوں ترا اسم گرامی میرے لب پر آ گیا	41
334	نعت کہتا رہوں	42
335	پنہاں ملی دلوں میں عقیدت حضور ﷺ سے	43
336	قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور ﷺ کی	44
337	دیکھ کر روضہ اطہر کتنی	45
338	دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو	46
339	دیکھ لوں پھر ز میں مدینے کی	47
340	نعت کہتا ہوں تو طیبہ کی ہوا آتی ہے	48

341	دل کو مدینہ دیکھتا ہوں	49
342	شہہ ہر دوسرا کا مجھ کو روضہ یاد آتا ہے	50
343	حریم رسالت کا فیضان ہے یہ	51
344	دیار طیبہ	52
345	آتے ہیں نظر ہر سوا نوار مدینے میں	53
346	طیبہ مجھے دکھا کہ بہت جی اداس ہے	54
347	وہ صبح مدینہ وہ شام مدینہ معطر معطر ہوئے مدینہ	55
348	محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے	56
349	ترے سبز گنبد پہ ہر دم نظر ہے نہ سوزالم ہے نہ درد جگر ہے	57
350	یہی آرزو ہے	58
351	حبیب خدا	59
352	ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیے	60
353	جناب مصطفیٰ ﷺ آئے بہار آئی مدینے میں	61
355	نہ ہو گر رہبر کامل، سفر کامل نہیں ہوتا	62
357	عشق شہ لولاک لما مانگ رہے ہیں	63
358	رسائی آپ ﷺ کی سمجھے گا کیا کوئی کہاں تک ہے	64
359	کمالات نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر	65
360	ملتی ہے اضطراب میں راحت کبھی کبھی	66

362	کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں؟	67
363	چند بہترین اشعار کا انتخاب	68
364	کچھ سوچتا ہی نہیں ہے محبت کے سامنے	69
365	سر سے ہو گا نہ در احمد مختار ﷺ جدا	70
367	مرحبا سید کی مدنی العربی	71
368	ترے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا	72
369	نظر میں مدینہ ہے، دل میں مدینہ	73
370	رحمت حق کا خزانہ آ گیا	74
371	یہ کس کا تصور ہے ہم جھوم رہے ہیں	75
372	جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے	76
373	میں تو اس قابل نہ تھا	77
375	زیارت رسول ﷺ کے طریقے	
376	کتابیات	

عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَّا بَعْدُ:
آحضرت ﷺ کی محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے اور کسی بھی مسلمان کا
ایمان اس کے بغیر نامکمل ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

”نبی ﷺ کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا بہترین اور آسان ترین طریقہ بتایا کہ میرے
حبیب ﷺ سے محبت کرو تو میں رب العالمین خود تم سے محبت کروں گا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

”اے اللہ کے رسول! آپ لوگوں کو بتلا دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو تم
میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔“

نبی اکرم ﷺ خود محبت رسول ﷺ کو اتنا ضروری سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ نے خود امت کو
تلقین کی ہے کہ اپنے رب کی محبت کے حصول کے لئے مجھ سے شدید ترین محبت کرو۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
”تم میں کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک

اس کے والدین اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

محبت محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن

وہ محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

ہر دور کے مسلمان محبت رسول ﷺ کو بڑھانے کے لئے مختلف طریقے اختیار کرتے رہے ہیں تاکہ کامل محبت رسول ﷺ کے ذریعے کامل اتباع رسول ﷺ کا حصول ممکن ہو سکے۔

محبت کے لیے لازم ہے آقا ﷺ کی اطاعت بھی

نتیجہ کیا؟ اگر دعویٰ فقط حسنِ بیاں تک ہے

محبت رسول ﷺ بڑھانے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ زیارت رسول ﷺ کا بھی ہے۔ لیکن چونکہ صحابہ کرامؓ کے بعد کسی مسلمان کے لئے دنیاوی زندگی میں زیارت رسول ﷺ ممکن نہیں لہذا بزرگوں نے خواب میں زیارت رسول ﷺ کے لئے کوششیں کی ہیں۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان نبی علیہ السلام کی شکل میں خواب میں نہیں آ سکتا۔ صحابہ کرامؓ کے بعد ہر مسلمان کی زندگی کی سب سے بڑی حسرت یہی رہی ہے کہ کسی طرح خواب میں زیارت رسول ﷺ سے مشرف ہو سکیں۔

جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی حاصل

اے عشق! کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا

اس کتاب میں پرنسپل جامعۃ الصالحات صاحبہ نے بھی اسی نکتہ کو انتہائی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ خواب میں زیارت رسول ﷺ کے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں، مختلف درود شریف جن کے ورد سے اکابر کو خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور اسی طرح ان خوش نصیبوں کے سچے واقعات جو زیارت سے فیض یاب ہو چکے ہیں، اس کتاب کا ایک انتہائی اہم حصہ ہیں۔

چونکہ محبت رسول ﷺ کا سب سے اہم مقصد اتباع رسول ﷺ ہے اس لئے اس

کتاب کے سب سے پہلے باب میں اتباع رسول ﷺ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چوتھے باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا کچھ نمونہ پیش کیا گیا ہے تاکہ ہم یہ جان سکیں کہ محبت رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے اندر کیا کیا اخلاق پیدا کرنے ہیں تاکہ محبوب ﷺ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشابہت پیدا ہو سکے۔

نبی ﷺ کی سنتوں پر جو کوئی عامل نہیں ہوتا

وہ کچھ بھی کر رہا ہو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

کرشمے کچھ دکھائے یا ولی اس کو کہے کوئی

گروہ اولیاء میں وہ کبھی شامل نہیں ہوتا

محبت رسول ﷺ کو بڑھانے میں نعت رسول ﷺ کے کردار سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟ جو سلسلہ حضرت حسان بن ثابتؓ سے شروع ہوا تھا وہ آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے اور مومنین اپنا حال دل اشعار کی شکل میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں انتہائی خوبصورت نعتوں کا ایک مجموعہ ترتیب دیا گیا ہے جو ہمارے اندر محبت رسول ﷺ کی آتش کو یقیناً بھڑکانے کا سبب بنے گا۔

آخر میں اس عاجز کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور ہر مسلمان کو اپنے انسان کامل، رہبر کامل، نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سچی اور سچی محبت اور کامل اتباع کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد ہمایوں نقشبندی مجددی

كَانَ اللَّهُ لَهُ عَوْضًا عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

تقریظ

حضرت مولانا خلیل الرحمن انوری مدظلہ

محبت رسول ﷺ کے بغیر ایمان کامل کا حصول ناممکن ہے اور ایمان کامل کے بغیر دنیا اور آخرت میں سراسر خسارہ ہی خسارہ ہے، اسی لئے نبی علیہ السلام نے کئی احادیث میں کامل محبت رسول ﷺ پیدا کرنے پر زور دیا ہے۔ محبت رسول ﷺ ایک ایسی چیز ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج اسی محبت رسول ﷺ کے نام پر انتہائی افراط و تفریط دیکھنے میں آتی ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ کسی کامل متبع سنت شیخ کی صحبت میں رہ کر محبت رسول ﷺ کو باقاعدہ سیکھا جائے اور زیارت رسول ﷺ کے لیے کوششیں کی جائیں تاکہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک قلبی تعلق قائم و دائم رہے۔ اس کے طور طریقوں اور آداب کی خوب رعایت کی جائے تاکہ ایمان کامل کی حلاوت نصیب ہو سکے۔

اس زیارت کی تمنا عام کرنے کے لئے ہماری محترمہ بہن نے یہ بہت اچھی کتاب ترتیب دی ہے جس میں محبت رسول ﷺ کو بڑھانے کے مختلف طریقے اور خصوصاً خواب میں زیارت رسول ﷺ کے طریقے جمع فرمادیئے ہیں۔ اب ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اسے خود بھی زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی کوشش کریں اور زیادہ سے زیادہ دوسرے مسلمانوں تک پہنچائیں تاکہ لوگ محبت رسول ﷺ کے حقیقی مفہوم سے آشنا ہو سکیں اور افراط و تفریط سے بچ کر زیارت رسول ﷺ سے مشرف ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ جیسی محبت رسول ﷺ عطا فرمادیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایمان

کے کمال کے حصول کے لئے خود محبتِ رسول ﷺ کی تلقین کی ہے۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس سے اس کے

والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری شریف)

اسی محبتِ رسول ﷺ اور زیارتِ رسول ﷺ کے جذبے کو پیدا کرنے کے لیے کسی شاعر نے عجیب بات کہی ہے:

بس اتنی سے تو حقیقت ہے ہمارے دین و ایمان کی

کہ اُس جانِ جہاں کا آدمی دیوانہ ہو جائے

تقریظ

حضرت مولانا مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ

زیارتِ رسول ﷺ کی تمنا رکھنا ہر مخلص مومن کی دلی تمنا اور حسرت ہوتی ہے۔ یہی حسرت بڑھتے بڑھتے زیارتِ رسول ﷺ کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو زیارتِ رسول ﷺ کی شدید ترین تمنا رکھنی چاہیے تاکہ زیارتِ رسول ﷺ میں آسانی پیدا ہو سکے۔

اے عشقِ نبی میرے دل میں بھی سما جانا

مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

دیدارِ محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی

بجز اس کے ہر اک حسرت اس دل سے مٹا جانا

زیارتِ رسول ﷺ کا سچا جذبہ رکھنے کی وجہ سے انسان کو عشقِ رسول ﷺ پیدا ہوتا ہے، عشقِ رسول ﷺ کی برکت سے اتباعِ رسول ﷺ آسان ہو جاتی ہے اور اتباعِ رسول ﷺ کرنے سے رضائے الہی حاصل ہو جاتی ہے اور انسان کا مقصدِ زندگی پورا ہو جاتا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

”اے اللہ کے رسول! آپ لوگوں کو بتلا دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو تم میری اتباع کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا۔“

میرے گھروالوں کے دل میں محبتِ رسول ﷺ اور روضہِ رسول ﷺ کی شدید تڑپ

ہے جو کہ اس کتاب کی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے لاکھوں لوگوں کے دلوں میں زیارتِ رسول ﷺ کا سچا جذبہ پیدا فرمادے جس کی وجہ سے انہیں کامل اتباعِ سنت کی توفیق ہو جائے۔ جب کامل اتباعِ سنت کی توفیق ہو جاتی ہے تو خواب میں ایک دفعہ نہیں بہت سی دفعہ زیارتِ رسول ﷺ نصیب ہو جاتی ہے۔ بس ہماری زندگیوں میں کامل اتباعِ سنت کی کمی ہے اگر اس کمی کو درود شریف کی کثرت اور شدید زیارتِ رسول ﷺ کی آرزو کے ذریعے پورا کر لیا جائے تو زندگی کامل سنت کا نمونہ بن جاتی ہے اور یہی زندگی انسان کے لیے جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ اس دور میں سب سے زیادہ اتباعِ سنت کی کمی ہے اسی کمی کو دور کرنے کے لیے اس کتاب کو لکھا گیا ہے۔

شرطِ ایمان مصطفیٰ سے والہانہ پیار ہے

پیار مگر پیروی ہے ، پیروی دشوار ہے

آخر پر اتباعِ سنت کا شوق پیدا کرنے کے لیے اور زیارتِ رسول ﷺ کی شدید آرزو رکھنے کے لیے چند اشعار کا ورد رکھیں:

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو

ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو

میں مدینے جاؤں پھر آؤں پھر مدینے جاؤں

تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

کئی شب سے خوابوں کی دنیا میں کھو کر

جمالِ ربِ مصطفیٰ ﷺ ڈھونڈتا ہوں

عرض مرتبہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى أَمَّا بَعْدُ:

میں نے اس ذات پہ لکھنے کی جسارت کی ہے
جس کے دامن میں فرشتوں نے عبادت کی ہے
کس کی جرأت ہے کہ میرے آقا کے برابر آئے
میرے آقا نے نبیوں کی امامت کی ہے
اللہ اللہ وہ بھی کیا لوگ ہیں
جنہوں نے چلتے پھرتے محمد ﷺ کی زیارت کی ہے

نبی اکرم ﷺ کی یاد ہر مومن عاشق صادق کو تڑپاتی ہے اور دیدار کا طالب بناتی ہے۔ ہر مرد و عورت اور بچوں کی بھی یہ شدید تمنا ہے کہ انہیں خواب میں نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہو جائے۔ یہ عاجزہ بھی ان میں سے ایک ہے، نبی اکرم ﷺ کی ادنیٰ سی روحانی بیٹی ہر وقت بیقرار رہتی ہے، کبھی خواب میں زیارت کے لیے اور کبھی روضہ اقدس پر حاضری کے لیے تڑپتی ہے۔ جب بھی عمرے اور حج کے قافلے چلتے ہیں، دل مچلتا ہے اور جذبات اٹھ اٹھاتے ہیں:

بلاو اب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا
تڑپ کر یوں دل مضطر کا مر جانا نہیں اچھا
الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے اس عاجزہ پر کئی بار مہربانی فرمائی مگر یہ ایسا نشہ ہے جو دیکھنے
سے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے:

۔ اک نشہ سا ہے جو چھائے ہے تیرے نام کے ساتھ
 اک لذت سی ہے جو آئے ہے تیرے نام کے ساتھ
 ہر عاشق اپنے محبوب کو ملنا، دیکھنا، زیارت کرنا چاہتا ہے۔ بن دیکھے گزارا نہیں
 ہوتا۔ اسی طرح نبی ﷺ کا ہر عاشق اپنے محبوب ﷺ کی زیارت کے لیے تڑپ رہا ہوتا
 ہے، کسی کی یہ تمنا پوری ہو جاتی ہے کوئی آخری وقت تک اس نعمت کے مشاق ہوتے
 ہیں، اس عاجزہ کے دل کی ترجمانی کسی درد مند عاشق نے یوں کی ہے:

۔ اس عرب کے والی کی کیا شان نرالی ہے
 اک میں ہی نہیں شیدا دنیا بھی دیوانی ہے
 یہ عاجزہ ان دیوانوں اور عاشقوں کو بھی یہ بتانا چاہتی ہے اگر محبوب کی زیارت
 کرنا چاہتے ہو تو کسی کامل شیخ اللہ والے کا دامن پکڑ کر عشق کی منزلیں طے کر لو جو آپ
 کے اندر اللہ اور رسول ﷺ کی محبت چنگاری لگا دے گا جب وہ چنگاری سلگ گئی تو محبت
 کی آگ بھڑک اٹھے گی، محبت کی آگ لگ گئی تو اتباع کرنا آسان ہو جائے گا۔ جب
 اتباع اور محبت آگئی تو باقی منزلیں آسان ہو جائیں گی پھر اس کے ساتھ ساتھ
 محبوب ﷺ کو درودوں کے تحفے پیش کریں، تحفے سے محبت دیوانگی میں تبدیل ہو جاتی
 ہے۔

۔ عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
 تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام
 اس کتاب میں جو موتی بکھیرے گئے ہیں اگر اس کے مطابق زندگیاں ہو گئیں تو

انشاء اللہ تعالیٰ زیارت رسول ﷺ نصیب ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ حرام کھانے اور حرام کاموں سے ہر ممکن طریقے سے بچیں، آپ ﷺ کی نافرمانی اور بے ادبی کے قریب بھی نہ جائیں۔

آپ ﷺ کی محبت کا یہ تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کرنا..... آپ ﷺ کی سنتوں پر مرثنا..... آپ ﷺ کی خلوت و جلوت کی اداؤں کو اپنانا..... آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا..... آپ کے ایک ایک فرمان کو اپنی زندگی کے معمولات میں زندہ کرنا..... ورنہ وہ محبت، محبت ہی نہیں رہے گی۔

۔ رسول اللہ ﷺ سے جن کو محبت ہے عقیدت ہے

وہ ان کے حکم کو دانش کبھی ٹھکرا نہیں سکتے

زبان سے تو محبت کے دعوے..... مگر عمل، سنت رسول ﷺ کے خلاف حالانکہ محبت کرنے والا محبوب کی اداؤں پر مرثنا ہے۔ عاشق کو اپنے معشوق کی اداؤں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہوتی:

۔ محبت جن کی صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

جو شخص جتنا زیادہ نبی ﷺ کو یاد کرے گا، محبت کرے گا، اتباع سنت کرے گا، اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ان کی اداؤں کو اپنائے گا انشاء اللہ اس کو نبی علیہ السلام کا دیدار نصیب ہو جائے گا۔ جیسے ماں دن میں بچے کو یاد کرتی رہتی ہے اور رات کو خواب میں بھی اسے ہی دیکھ رہی ہوتی ہے۔ جیسے کاروبار کرنے والی رات کو بھی ملازموں کو آؤر ڈر

دے رہا ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذہن پر وہ چیزیں سوار ہیں۔ اسی طرح نبی ﷺ کو زیادہ یاد کرنے والا، محبت کرنے والا، سنت پر چلنے والا رات کو نبی ﷺ کی ہی زیارت کرے گا۔

الحمد للہ یہ کتاب اپنی مرضی سے نہیں لکھی گئی بلکہ لکھوائی گئی ہے اور یہ میرے اللہ کا فضل ہے۔ جب اس کتاب کی پروف ریڈنگ ہو رہی تھی تو اس کتاب کی قبولیت کا ایک واقعہ ایک شاگردہ نے سنایا کہ اس نے خواب دیکھا کہ روضہ رسول ﷺ پر ہوں اچانک جالیوں کا دروازہ کھلتا ہے اندر چلی جاتی ہوں اس کے اندر ایک اور دروازہ ہے آواز آتی ہے اندر آ جاؤ، تو وہ اندر کا دروازہ عالم رویاء میں عاجزہ کھولتی ہے اور اس شاگردہ کا ہاتھ پکڑ کر قبر مبارک پر لے جاتی ہے، آؤ حضور ﷺ نے بلایا ہے تم یہاں بیٹھو اور دعائیں مانگو۔ شاگردہ کہتی ہے کہ میں اتنی خوش نصیب کیسے جو یہاں پہنچ گئی ہوں۔ وہ سوچتی ہے کہ اللہ کرے یہ لمحے یہیں رک جائیں آنکھ کھلتی ہے درود پڑھتی ہوں پڑھتے پڑھتے پھر آنکھ لگتی ہے پھر سلسلہ وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام قارئین کو بھی زیارت رسول ﷺ نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ میرے تمام معاونین کو خصوصاً میرے مربی، میرے شیخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم جنہوں نے مجھے اس عشق نبی ﷺ کے راستے پر چلایا اور میرے شوہر حضرت مولانا مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ جو دینی کاموں میں اور پروف ریڈنگ وغیرہ میں میرے مددگار ہیں اس کے علاوہ باقی

تمام معاونین کو بھی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے اور زیارت رسول ﷺ سے بہر مند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قیامت کے دن میری شفاعت کا ذریعہ بنادے اور مجھے عشق رسول ﷺ کا دیوانہ بنادے۔ آمین ثم آمین

۔ اے عشق نبی میرے دل میں بھی سما جانا

مجھے محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا

یہ عاجزہ اپنے دل کی بے چینی، محبت، تڑپ اور بے قراری کا اظہار اس کتاب میں پیش کرتی ہے۔ یا اللہ جس طرح مچھلی پانی کے بغیر نہیں رہ سکتی بچہ ماں کے بغیر نہیں رہ سکتا محبت محبوب کی زیارت کے بغیر نہیں رہ سکتا یا اللہ ہمیں دنیا میں بھی بار بار اپنے نبی ﷺ کی زیارت نصیب فرما اور آخرت میں بھی اپنے فضل و کرم سے اپنا اور اپنے نبی ﷺ کا دیدار نصیب فرماتا۔

۔ بس ہم تم ہی آگاہ ہیں اس ربط خفی سے

اور کسی کو یہ راز معلوم نہیں ہے

جھ سا کوئی ہدم ہمساز نہیں ہے

باتیں تو بہت ہیں لیکن آواز نہیں ہیں

ام صالحہ

پرنسپل جامعۃ الصالحات

رسول اللہ ﷺ کا تعارف، اللہ تعالیٰ کے الفاظ کی روشنی میں

۱۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو قرآن حکیم میں نبی امی کا لقب عطا کیا:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ

”وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہے۔“

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

”اور ہم نے تو تمہیں تمام جہانوں کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایک اور محبت بھرے لقب سے نوازا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

”محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے

پر ہیں۔“

وَأَنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

۴۔

”بے شک آپ بلند اخلاق پر فائز ہیں۔“

۵۔ اِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ

”یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا

(تا کہ اے مسلمانو!) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو

اور اس کا ادب کرو۔“

رسول اللہ ﷺ کا تعارف، احادیث کی روشنی میں

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱. أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ ذُوْنَهُ وَلَا فَخْرُ وَأَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ
تَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)
”یاد رکھو میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں (اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں) اور میں اللہ تعالیٰ کی
حمد و ثنا کا جھنڈا قیامت کے دن اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم اور اولاد آدم ہوگی
(اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں) اور میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور
میں ہی وہ ہوں جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی، اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت
کروں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔“

۲. وَمُحَمَّدٌ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

”اور محمد ﷺ پر ایمان لانا ہی کافر اور مسلمان کے درمیان حد فاصل ہے۔“

۳. أَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ أَنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ

”میں رحمت کا نبی ہوں، میں رحمت کا رسول ﷺ ہوں۔“

۴. وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخْرُ

”میری عزت اللہ تعالیٰ کے ہاں سب پہلے اور پچھلے لوگوں سے زیادہ ہے اور یہ کوئی فخر
کی بات نہیں۔“

۵. وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخَتَمَ بِي النَّبِيُّونَ

”اور مجھے سب مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور میرے آنے سے سب نبی ختم کر دیئے گئے۔“

۶. إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ (مشکوٰۃ شریف)

”میں اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہوں جو اس نے مخلوق کو عطا کی ہے۔“

۷۔ امام الانبیا سید دو عالم ﷺ نے اپنی نبوت کاملہ، خاتمہ کایوں تعارف فرمایا:

مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَحَدًا لَيَعْلَمُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا غَاصِي الْجَنِّ

وَالْإِنْسِ (سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۱۱)

”زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ ہوں مگر نا فرمان جن

اور انسان (نہیں جانتے)۔“

۸۔ اپنے ارشاد عالی میں فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا

الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي

لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (بخاری و مسلم)

”میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں مٹانے والا ہوں (اللہ تعالیٰ میرے ذریعے

سے کفر کو مٹائے گا) اور میں حاشر ہوں (سب لوگ میرے قدموں پر اکٹھے کیے جائیں

گے) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے۔“

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے

مدینے کو جائیں یہ جی چاہتا ہے

مقدر بنائیں یہ جی چاہتا ہے

مدینے کے آقا دو عالم کے مولا

ترے پاس آئیں یہ جی چاہتا ہے

محمد ﷺ کی باتیں محمد ﷺ کی سیرت

سنیں اور سنائیں یہ جی چاہتا ہے

درو پاک کے سامنے دل کو تھامے

کریں ہم دعائیں یہ جی چاہتا ہے

دلوں سے جو نکلیں دیارِ نبی ﷺ میں

سنیں وہ صدائیں یہ جی چاہتا ہے

پہنچ جائیں بہرِ ادب جب ہم مدینے

تو خود کو نہ پائیں یہ جی چاہتا ہے

(بہرِ ادب و کنوی)

باب: 1



اتباعِ سنتِ رسول ﷺ کے ذریعے
زیارتِ رسول ﷺ

کرو پیروی سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی
یقیناً بنو گے ولی دھیرے دھیرے
سند مل گئی جس کو پیارے نبی ﷺ سے
وہی ہو گیا جنتی دھیرے دھیرے

اتباع سنت ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

اتباع سنت ﷺ کی اہمیت

زیارت رسول ﷺ کے لیے اتباع سنت کا ہونا بہت ضروری ہے جتنا نبی ﷺ کے طریقوں کو اپناتے جائیں گے اتنا ہی نبی ﷺ کے قریب ہوتے چلے جائیں گے جتنے نبی ﷺ کے قریب ہو جائیں گے اتنی محبت زیادہ بڑھ جائے گی جتنی محبت زیادہ بڑھ جائے گی اتنی ملاقات کے لیے بے چینی بڑھ جائے گی جب بے چینی، اضطراب اور تڑپ بڑھ جاتی ہے اللہ مہربانی فرمادیتے ہیں اور زیارت ہو جاتی ہے۔ انسان کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کی ہر ہر ادا کو نوٹ کرتا ہے مثال کے طور پر بچی کو کوئی ٹیچر اچھی لگتی ہے تو وہ گھر آ کر بھی اس کی باتیں کرتی ہے کہ آج میری ٹیچر نے یہ کہا وہ کہا، میری ٹیچر ایسے دوپٹہ لیتی ہیں، وہ ایسے بولتی ہیں، وہ ایسے کھاتی ہیں، وہ ایسے ملتی ہیں، وہ ایسے بیٹھتی ہیں، غرض کہ وہ ہر طریقہ اس کا اپنانے کی کوشش کرتی ہے، اس کے دل و دماغ پر وہی سوار ہوتی ہے کسی اور کا طریقہ اس کو اچھا نہیں لگتا۔ ٹیچر کو پتا چلتا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اسی طرح جب نبی کا عاشق نبی ﷺ کے طور طریقوں پر چلتا ہے تو نبی ﷺ کو بھی خوشی ہوتی ہے جب ہماری صبح بھی..... ہماری شامیں بھی..... ہمارے دن بھی..... ہماری راتیں بھی..... نبی ﷺ کے طور طریقوں پر گزریں گی تو کیا نبی ﷺ کو خوشی نہیں ہوگی؟ صبح اٹھتے ہی ہم سوچیں نبی ﷺ کیسے صبح کرتے تھے دعائیں پڑھتے تھے، چہرہ پر ہاتھ پھیرتے تھے، ہاتھ روم کیسے جاتے تھے، عبادات کیسے کرتے تھے، کھانے پینے کے کیا معمولات تھے، دن کیسے گزارتے تھے، لوگوں سے ڈیلنگ

(معاملات) کیسی تھی..... گھر والوں سے تعلقات کیسے تھے..... باہر والوں سے کیسے تھے..... بچوں سے..... بوڑھوں سے..... نوجوانوں سے..... فقراء سے..... غریبوں، امیروں سے..... تاجروں سے..... چھوٹے بڑوں سے..... رشتہ داروں سے..... ہمسایوں سے..... ساتھیوں سے کیسے تعلقات اور برتاؤ تھے۔ آپ ﷺ کے معاملات کیسے تھے..... معاہدات کیسے تھے..... آپ ﷺ کا اخلاق کیسا تھا..... آپ ﷺ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا کیسا تھا۔ کیا ہمارا یہ سب کچھ نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہے؟ اگر ہمارا سونا نبی ﷺ کے سونے کی طرح ہو جائے..... ہمارا کھانا پینا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی کیونکہ ہمارے رگ وریشے میں نبی کے طریقے رچ بس جائیں گے۔

خدا کی بندگی کا لطف ہرگز پا نہیں سکتے

رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جو اپنا نہیں سکتے

ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچیں کہ میرے نبی ﷺ نے یہ کام کیسے کیا؟ اگر اتباع سنت کے مطابق کر لیا تو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب بھی مل جائے گا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ بھی راضی ہو جائیں گے۔ جب ہمارا ہر کام سنت کے مطابق ہو جائے گا تو ہماری زندگیاں نبی ﷺ کی زندگی کے مطابق ہو جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے“

سنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ نمونہ سامنے ہو یا ماڈل سامنے ہو تو وہ چیز بنانی آسان ہو جاتی ہے جیسے درزی کو سوٹ سلائی کے لیے دیں اس کے ساتھ اس کو سائز اور ڈائزین وغیرہ بھی دے دیں اب اس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ پہلا ماڈل یا نمونہ بنانا مشکل ہوتا ہے بعد میں اس کو دیکھ کر بناؤ آسان ہوتا ہے۔ اگر سائز، ماڈل یا نمونے سامنے ہیں ایک ہی وقت میں وہ پانچ پانچ سوٹوں کی اکٹھی کٹنگ کر لیتا ہے وہ جانتا ہے کہ ایک ہی ڈائزین کے سلنے ہیں۔ اگر درزی ۵۰۰ کے سوٹ میں سائز یا ڈائزین میں کمی بیشی کر دے تو ہم اس سے لڑتے جھگڑتے ہیں، اس کو برا بھلا کہتے ہیں کہ تمہیں نظر نہیں آتا کہ ہم نے نمونہ اور سائز ساتھ دیا تھا پھر یہ کمی بیشی کیوں کی گئی؟ کہتے ہیں نیا سوٹ لے کر سلائی کر کے دو۔

اللہ کا دین بڑا قیمتی ہے اللہ بھی اپنے دین میں کمی بیشی کو پسند نہیں کرتے اس لیے اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو ہمارے لیے نمونہ (ماڈل) بنا کر بھیج دیا فرمایا کہ میرے نبی ﷺ کو دیکھ کر زندگیاں گزارو، میں بھی اپنے دین میں کمی بیشی کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:

وَمَا اتَّكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

”جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔“

کاش! ہم ایسے ہی ہو جائیں جو نبی نے کیا وہی ہم کریں اور جو نہیں کیا یا جن چیزوں سے منع کیا ہم اس سے رک جائیں۔

۱۔ ماں باپ کی بات مانیں تو فرمانبردار بچے ماں باپ کو اچھے لگتے ہیں۔

- ۲۔ استادوں کی بات مانیں تو فرمانبردار شاگرد استادوں کو اچھے لگتے ہیں۔
 ۳۔ شیخ کی بات مانیں تو فرمانبردار مرید شیخ کو اچھے لگتے ہیں۔
 ۴۔ نبی ﷺ کی بات مانیں تو فرمانبردار روحانی بیٹیاں اور بیٹے نبی ﷺ کو اچھے لگتے ہیں۔

- ۵۔ اللہ کی بات مانیں تو فرمانبردار بندے اللہ کو اچھے لگتے ہیں۔
 کاش ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مان لیں تو پھر دیکھیں کہ دنیا و آخرت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیدار کیسے کیسے نصیب ہوگا۔
 اتباع کیسی ہو؟:

اتباع وہ عمل ہے جس میں ناگوار اطاعت کی بجائے خوشگوار اطاعت کی کیفیت حاصل ہو۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے خادم کو حکم دیتا ہے کہ فلاں چیز لاؤ۔ خادم اپنی نوکری کو بچانے کی خاطر تیز دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی میں انتہائی ناگواری سے چیز لے آئے اور دل ہی دل میں مالک کو کوس رہا ہو کہ ”یہ کوئی وقت تھا کام کہنے کا؟ بس منہ اٹھا کے زبان چلا دی۔ اس کو دوسرے کی تکلیف کا ذرا احساس نہیں۔“ دوسری طرف ایک معلم اپنے سعادت مند شاگرد کو بلا کر کسی چیز کو لانے کے لیے کہتا ہے اور ساتھ مشورہ دیتا ہے کہ ابھی گرمی کی شدت زیادہ ہے سورج ڈھل جائے یہ کام اس وقت سہولت سے کر لینا۔ لیکن سعادت مند شاگرد کڑکتی و چلچلاتی دھوپ اور جھلسا دینے والی گرمی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فرط سعادت سے دوڑتا ہوا جاتا ہے اور پورے قلبی اطمینان کے ساتھ وہ چیز لے کر آتا ہے۔ اسے پسینے میں شرابور ہونے کی

پردہ نہیں بلکہ استاد کے دل کی خوشی مطلوب ہوتی ہے۔ پہلی صورت میں خادم نے ناگواری سے کام کیا، دوسری صورت میں شاگرد نے خوشگواری سے کام کیا۔ اسی دوسری صورت کا نام اتباع ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کے لیے نبی علیہ السلام کی کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ (عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

رسول اللہ ﷺ سے جن کو محبت ہے عقیدت ہے وہ ان کے حکم کو دانش کبھی ٹھکرا نہیں سکتے نبی ﷺ کے عاشقوں نے نبی ﷺ کے طریقوں پر چل کر کیسی کیسی عمدہ مثالیں پیش کر دیں۔ ایک صحابی کی اتباع سنت کا واقعہ:

ایک صحابیؓ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ افریقن ملک کے تھے جن کے بال عام طور پر Curl (گھٹھر یا لے) ہوتے ہیں، تو ان کی مانگ نہیں نکلتی تھی جب کہ نبی ﷺ درمیان سے مانگ نکالتے تھے۔ سردی کا موسم تھا، ایک دن وہ آگ سینک رہے تھے ان کے پاس لوہے کی کوئی راڈ تھی جس سے وہ آگ کو ٹھیک کر رہے تھے وہ گرم گرم انہوں نے سر پر پھیر لی تو سر کی جلد جلی زخم بن گیا لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا کیا؟ خواہ مخواہ آپ نے اپنے آپ کو تکلیف دی؟ کہنے لگے کہ میری تکلیف تو ختم ہو جائے گی مگر اس بات کی خوشی ہے کہ اب دیکھنے سے میرے سر کے درمیان مانگ نظر آئے گی مجھے اپنے آقا ﷺ سے مشابہت حاصل ہو گئی ہے۔

حضرت حذیفہؓ کا واقعہ:

سیدنا حذیفہؓ ایران فتح ہونے کے بعد جب وہاں تشریف لائے تو دسترخوان پر

لقمہ گرا اور انہوں نے اٹھا کر کھالیا، ساتھ والے نے کہا کہ یہاں کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں تو دیکھئے انہوں نے کیا عاشقانہ جواب دیا، فرمایا:

اَتَرُكُ سُنَّةَ حَبِيبِي لِهَؤُلَاءِ الْحَمَقَاءِ

”ان احمقوں کی خاطر کیا میں اپنے حبیب ﷺ کی سنت کو چھوڑ دوں؟“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں سنت کی کیا عظمت ہوا کرتی تھی، پس پتہ چلنے کی دیر ہوتی تھی کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے تو انہیں عمل کیے بغیر چین نہیں آتا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ:

ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ فلاں دروازہ اگر عورتوں کے لئے Separate (مخصوص) کر دیا جائے تو بہت اچھا ہوگا اس کو باب النساء کہا جاتا تھا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پوری زندگی اس باب النساء سے کبھی مسجد میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ میرے آقا ﷺ نے فرمادیا کہ یہ عورتوں کے لئے الگ کر دیا جائے۔

ایک صحابی کی اتباع رسول ﷺ کا واقعہ:

ایک صحابیؓ آتے ہیں، ایک پاؤں مسجد کے اندر ہے ایک پاؤں دروازے کے باہر ہے، جو لوگ مسجد میں تھے نبی اکرم ﷺ ان کو فرماتے ہیں کہ اجلسوا اور یہ لفظ ان کے کان میں پڑ گیا اور وہ صحابیؓ وہیں بیٹھ گئے، بعد میں آنے والے نے پوچھا کہ یہ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے؟ ایک پاؤں اندر ایک پاؤں باہر دہلیز پہ؟ کہنے لگے کہ میرا ایک پاؤں اندر تھا کہ اتنے میں میرے کان میں آقا ﷺ کا فرمان پڑا اجلسوا اب

میرے لئے تعمیل کے سوا چارہ نہیں تھا۔ ان صحابہؓ کے دلوں میں حکم نبی ﷺ کی کتنی وقعت اور عظمت تھی کہ اس لئے ایک ایک سنت پر بڑے اہتمام کے ساتھ وہ عمل کرتے تھے۔

اتباع رسول ﷺ کیوں ضروری ہے؟

مقصدِ زندگی ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا، اس کا آسان طریقہ اتباعِ مصطفیٰ ﷺ ہے اور اتباعِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے محبتِ رسول ﷺ انتہائی ضروری ہے۔ یہ محبتِ رسول ﷺ کا جنون اتباعِ رسول ﷺ کو آسان کر دے گا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے گی۔ اس طرح مقصدِ زندگی پورا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان بھی ہے:

مَنْ يُطِيعِ رَسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

”جس نے رسول کی اطاعت کی پس بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

۔ عشق کا اے دوستو ہم سب کا یہ معیار ہو

مقبول سنت ہو اور بدعت سے بیزار ہو

اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور رضا کو حاصل کرنا بھی ضروری بلکہ ایمان کی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝

”اور اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنا ان کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں۔“ (توبہ ۶۲)

اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ایمان کی شرط

فرمایا گیا۔ چنانچہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَوْمَ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدَيْهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
”تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس سے اس کے
والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“ (بخاری شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
جان سے بھی زیادہ پیارا سمجھا جائے۔ جیسے حضرت عمرؓ بن الخطاب نے ایک دفعہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تمام چیزوں سے زیادہ
پیارے ہیں سوائے میری جان کے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے“ اس پر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک
میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔“ پھر حضرت عمرؓ نے
فرمایا کہ اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔“ مذکورہ روایات سے
معلوم ہوا کہ ایمان کی تکمیل کے لیے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت لازمی ہے
اس کے بغیر کوئی بندہ کامل ایمان والا نہیں بن سکتا۔

شرط ایمان مصطفیٰ ﷺ سے والہانہ پیار ہے

پیار مگر پیروی ہے پیروی دشوار ہے

حکمت اور سنت:

حکمت اور سنت میں کیا فرق ہے؟ ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ حسنی سباعی موجودہ دور کے
عظیم عالم، مفکر اور محقق ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”حکمت سے (جمہور علمائے محققین کے نزدیک) مراد قرآن کے منشا اور دین کے نظام اور شریعت کے مقاصد کا وہ فہم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نوازا تھا۔ یہی فہم جب آپ ﷺ کے قول و فعل میں ظاہر ہوا تو سنت کہلایا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے اس سے مراد قرآن ہے اور جس حکمت کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں ہمیں نے اپنے دیار کے اہل علم سے یہی سنا ہے کہ وہ سنت ہے۔

حکمت کا ذکر جگہ جگہ کتاب کے ذکر کے بعد آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنے اس احسان کو بیان فرمایا ہے کہ انہیں رسول ﷺ کے ذریعے کتاب اور حکمت سکھائی جا رہی ہے۔ یہاں حکمت سے سنت رسول ﷺ کے علاوہ کچھ اور مراد لینا ممکن نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے منصب نبوی ﷺ میں تعلیم کتاب کے ساتھ تعلیم حکمت کو بھی جمع کیا ہے۔ اور دوسری طرف نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور اس کے اتباع امر کو فرض قرار دیا ہے۔ اب کتاب اللہ کے علاوہ جو شے فرضیت کا مقام حاصل کر سکتی ہے وہ صرف سنت رسول ﷺ ہے اور یہی دوسرے لفظوں میں الحکمۃ ہے۔“

”پس یہ ثابت و متعین ہو گیا کہ حکمت سے مراد وہ احکام و اقوال ہیں۔ جو نبی اکرم ﷺ کی ذات سے بحیثیت شارع صدور میں آئے اور آپ ﷺ کو قرآن کے علاوہ ایک شے مزید بھی ایسی دی گئی ہے جس کا اتباع واجب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصب کی تشریح میں فرمایا:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط
 ”رسول ان کو معروف پر عامل ہونے کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے ان کو منع فرماتے ہیں اور اچھی چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور بری چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان پر سے وہ بوجھ اور وہ زنجیریں دور کرتے ہیں جن میں وہ پھنسے ہوئے تھے۔“

(الاعراف ۱۵۷)

”اس آیت کے الفاظ بالکل عام ہیں اور ان سے مراد حلت اور حرمت کے وہ احکام ہیں جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں اور وہ احکام بھی جو نبی اکرم ﷺ نے دیئے ہیں۔ ابوداؤد نے مقدم بن معدیکربؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”دیکھو! مجھے کتاب اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور شے دی گئی ہے۔“ اس کے علاوہ متعدد مقامات پر قرآن میں آنحضور ﷺ کو مصدر احکام قرار دیا گیا ہے اور آپ کے امر و نہی کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔

وَمَا اتَّكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ج وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

”جو رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔“

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

”اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

”اے مسلمانو! جب اللہ اور رسول تمہیں دعوت دیں کہ انکی یہ دعوت تمہارے لیے پیغام

حیات ہے تو تم اس پکار کو قبول کرو اور انہی کی بتائی ہوئی راہ پر چلو۔“ (انفال ۲۴)

بلکہ اطاعت رسول ﷺ کو اطاعت اللہ کا ہم معنی و مترادف اور محبت الہی کا مدار قرار دیا گیا ہے۔

مَنْ يُطِيعِ رَسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء ۸۰)

”جس نے رسول کی اطاعت کی پس بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

(آل عمران ۳۱)

”فرمادیجئے (کہ اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو۔ (ایسی صورت میں) اللہ تم سے محبت فرمانے لگے گا اور تمہارے سارے گناہ بخش دے گا۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی عدم اطاعت اور مخالفت حکم پر عذاب الیم کی دھمکی دی گئی ہے اور اسے کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

”جو لوگ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ اس حکم عدولی کی بدولت وہ کسی فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے یا ان پر دردناک عذاب نازل ہو جائے گا۔“ (نور ۶۳)

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

”فرمادیجئے (کہ اے لوگو!) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ پھر اگر یہ لوگ پلٹ جائیں اور اطاعت نہ کریں تو سن لیں کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں اور کافروں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔“ (آل عمران ۳۲)

ڈاکٹر شیخ مصطفیٰ حسنی سباعی آگے چل کر لکھتے ہیں:

”صرف اطاعت وعدم اطاعت (رسول ﷺ) کو مدارِ ایمان و کفر نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ اس امر کو بھی لوازمِ ایمان میں قرار دیا گیا ہے کہ مومنین کسی اجتماعی کام میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوں تو بلا اجازت وہاں سے رخصت نہ ہوں۔“

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأُذِنَ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ ۚ وَاسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

”وہ مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب وہ کسی اجتماعی کام کے لیے جمع ہوتے ہیں تو اس اجتماع سے اس وقت تک نہیں جاتے جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں۔ جو لوگ آپ سے (اس طرح) اجازت طلب کرتے ہیں دراصل وہی اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان لائے ہیں۔ تو اگر یہ لوگ اپنی کسی ضرورت سے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جسے چاہیں اسے اجازت دے دیجیئے اور ان کی بخشش کی اللہ سے دعا مانگیے۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“ (نور 62)

”امام ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین جلد ۱، صفحہ ۵۸ میں فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ کے پاس جانے کے لیے استیذان کو (از روئے قرآنی) لازمہ ایمان قرار دیا گیا ہے تو پھر زندگی کے دوسرے اقوال و افعال میں بدرجہ اولیٰ استیذان (اجازت) ایک مومن کے لیے ضروری اور ناگزیر ہوگئی۔ آج یہ استیذان اس سنت کے مطابق ہوگا جو

ہمارے پاس موجود ہے۔“

”انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرامؓ احکام قرآنہ کی تفسیر، مشکلات کے حل اور متنازع فیہ مسائل کے فیصلے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے ادا و نواہی کی پابندی کا التزام کرتے تھے اور عبادات و معاملات میں آپ ﷺ کی سنت کا اتباع کرتے تھے۔“

اتباع کا کمال:

طبقات ابن سعد جلد 2 صفحہ 7 میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز ظہر کی دو رکعتیں قبلہ اول بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی تھیں کہ اسی اثنا میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا اور آپ ﷺ نے مسجد حرام کی طرف منہ پھیر لیا۔ چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ بھی جو نماز میں شریک تھے فوراً قبلہ رو ہو گئے۔ امتثال امر کی یہ کیفیت اس درجہ صحابہ کرامؓ میں موجود تھی کہ بظاہر نہایت معمولی اور غیر اہم امور میں بھی صحابہ کرامؓ فوراً تعمیل کرتے تھے۔ ابو داؤدؒ اور ابن عبد البرؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ جمعہ کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو حضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ یکایک ان کے کان میں حضور ﷺ کی آواز آئی کہ بیٹھ جاؤ، حضرت ابن مسعودؓ اس وقت مسجد کے دروازے میں تھے، یہ سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے جب آپ کو بیٹھے دیکھا تو فرمایا اے ابن مسعود! آگے آ جاؤ۔

ان چند مثالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو حکم شرعی سمجھتے تھے۔ اس امر پر اجماع تھا اور کسی ایک کو اس بات میں اختلاف نہ تھا۔

اتباع رسول ﷺ کی پابندی لازمی ہے:

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حیات طیبہ کے بعد سنت پر عمل کرنے کے لیے ابھارا ہے اور اس کی تاکید فرمائی ہے۔ اس ضمن میں بکثرت احادیث مروی ہیں جو حد تو اترا کو پہنچتی ہیں۔ مثلاً حاکم اور ابن عبد البرؒ نے جامع بیان العلم جلد ۲ صفحہ ۸۰ میں عبد اللہ ابن عمرؓ اور ابن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم انہیں تمہارے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور میری سنت۔“

یہی حدیث بیہقی نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے واسطے سے یہ فرمان نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ جب تمہارے سامنے کتاب اللہ سے کچھ رکھا جائے تو وہ واجب التعمیل ہے۔ اس کے ترک میں کسی کے لیے کوئی عذر جائز نہیں۔ اگر کوئی چیز کتاب اللہ سے نہ ہو لیکن نبی اکرم ﷺ کی سنت ماضیہ سے ہو تو وہ بھی ویسی ہی واجب التعمیل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ آپ کی سنت سنت ماضیہ (گزری ہوئی سنت) کا درجہ انہیں لوگوں کے لیے اختیار کرتی ہے جو آپ ﷺ کی حیات کے بعد اسلام کے راستے پر چلنے والے ہوں۔

ابوداؤد، احمد، ابونعیم اور ابن ماجہ نے عریاض ابن ساریہؓ سے آنحضور ﷺ کی ایک تقریر نقل کی ہے جو آپ نے ایک روز نماز صبح کے بعد فرمائی تھی۔ اس میں آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس تم میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت پر جمے رہنا۔ اسے دانتوں سے پکڑے رہنا

اور خبردار! محدثات اور بدعات سے بچنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نہ صرف خود سنت سے غایت درجہ اعتنا کیا بلکہ اس کو امانت رسول ﷺ کے طور پر اپنے بعد کی نسلوں کی طرف بھی منتقل کیا۔ اس تبلیغِ علم کی رغبت رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے اس ارشاد کے ذریعے سے دلائی تھی:

”اللہ اس آدمی کو آسودہ رکھے جس نے میری بات کو سنا اور پھر اسے جیسے سنا تھا آگے پہنچا دیا۔ بسا اوقات سننے والے سے بڑھ کر محافظ اور خدا شناس وہ شخص ہوتا ہے جس تک سننے والا بات پہنچاتا ہے۔“

اتباع سنت کا مزاج بنائیں:

علامہ اقبال نصیحت فرماتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی مت کرو، تاکہ تمہیں بہترین صلہ ملے۔ اے غافل! اطاعت میں سرگرم رہ۔ اس جبر ہی سے تو اختیار کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اتباع اور فرمانبرداری کی برکت سے نا اہل بھی اہل بن جاتا ہے۔ آگ بھی ہو تو اس کے شعلے بجھ جاتے ہیں۔ جو کوئی ماہ و پروں کی تسخیر کا ارادہ کرتا ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ خود کو ایک آئین، ایک ضابطے کا پابند بنائے تبھی اسے ایسی طاقت حاصل ہو سکے گی۔ دیکھو! ہوا ایک کلی میں بند رہتی ہے تو اس کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ اسی طرح مشک نافہ میں پابند ہو جاتی ہے تو کیسی خوشبودار بن جاتی ہے۔ ستارے منزل کی طرف قدم بڑھائے چلے جا رہے ہیں مگر ایک آئین کے سامنے وہ بھی سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ سبزہ نشوونما کے قانون کا پابند ہوا تو اسے روئیدگی حاصل ہوئی، اور اس نے یہ آئین چھوڑ دیا تو پامال ہو گیا۔ ہمیشہ آگ کی طرح دھکنا

لالہ کا قانون ہے اسی لیے اس کی رگوں میں سے خون جوش مارتا رہتا ہے۔ وصل کا آئین قطروں نے سیکھا تو سمندر بن گئے۔ یہی قانون ذروں نے اپنایا تو صحرا بن گیا۔ ہر چیز کو ایک قانون، ایک آئین وقعت بخشتا ہے۔ تو کیوں اس متاع سے غفلت برتا ہے۔ تو جو اس قدیم دستور سے آج آزاد ہو گیا ہے اپنے پاؤں میں وہی سنہری زنجیر پھر پہن لے (اس لیے کہ اطاعت و اتباع کے بغیر تجھے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا)۔ اس آئین (دین اسلام) کی پابندیوں کی سختی کی شکایت مت کر (اگر تجھے دین و دنیا کی فلاح مطلوب ہے اور تو مادی و روحانی ترقی چاہتا ہے تو) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے معین کیے ہوئے راستوں سے ذرا سا بھی تجاوز مت کر۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سامانِ اوست

بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست

”جو کوئی عشق مصطفیٰ کو اپنا سامانِ زندگی بنا لیتا ہے سمندر اور خشکی اس کے دامن کے ایک گوشہ سے بندھ جاتے ہیں۔

اتباع سنت کی ضرورت:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہم بے سرو سامان مفلسوں کو سید الاولین و الآخین ﷺ کے اتباع کی دولت سے مشرف فرمایا۔ آپ ﷺ کی محبوبیت کے صدقے ہی اس نے اپنے اسما و صفات کو عالم ظہور میں ظاہر کیا ہے۔ اس نے آپ ﷺ کو مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور بہتر خلق فرمایا ہے۔ اللہ آپ ﷺ کو بہترین اور افضل ترین صلوٰۃ و سلام سے مشرف

کرے اور ہمیں آپ ﷺ کے اتباع سے سرفرازی بخشے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرے۔ اس لیے کہ آپ کے اتباع کی فضیلت کا ایک شہہ اور ایک ذرہ بھی تمام دنیاوی لذتوں اور اخروی انعامات سے بہت بہتر ہے۔ آپ ﷺ کی روشن سنت کی پیروی ہی میں ساری فضیلت پوشیدہ ہے۔ اور آپ ﷺ کی شریعت کو جاری کرنے میں ساری بڑائی مضمر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سنت کے اتباع میں دو پہر کو سوتا ہے تو اس کا یہ عمل ہزاروں شب بیداریوں سے جواز راہ متابعت رسول ﷺ نہ ہوں بہتر اور بڑھ کر ہے۔ اسی طرح شارع علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایک جیتل (چھوٹا سا سکہ) مصرف خیر میں دینا اس پہاڑ برابر سونے کے خرچ کرنے سے بہتر ہے جو آدمی خود اپنی مرضی سے خرچ کرتا ہے۔ اس میں بھید یہ ہے کہ شریعت کے مطابق کوئی عمل کرنا حق کی مرضی پر چلنا ہے اور شریعت کے خلاف کوئی عمل کرنا حق کی مرضی کے خلاف چلنا ہے تو خدا کے سامنے ناپسندیدہ کام میں ثواب کا کیا محل ہے۔ بلکہ اس پر تو عذاب کی توقع ہونی چاہیے۔ خود اس دنیا میں اس بات کو سمجھنے کے لیے شواہد موجود ہیں۔ ذرا سی توجہ سے آدمی سمجھ سکتا ہے۔ تو یہ (یاد رکھو کہ) تمام سعادتوں کا سرمایہ اور مرکز اتباع سنت ہے اور تمام فسادات کا سبب شریعت کی مخالفت ہے۔“

۔ محمد عربی ﷺ کا بروئے ہر دو سرا ست

کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

”نبی اکرم محمد عربی ﷺ دونوں جہانوں کی آبرو ہیں جو آپ کے در کی خاک نہیں بننا چاہتا اس کے سر پر خاک پڑے۔“

اتباع کامل:

عشق اس وقت بے معنی ہے جب تک محبوب کا اتباع نہ کیا جائے۔ محبوب کے عادات و شمائل، افعال و اقوال، رفتار و گفتار، عادات و اطوار، اخلاق و خصائل، پسند و ناپسند کو اپنے لیے نمونہ بنانا اور تقلید و اتباع کا اہتمام کرنا از بس لازم ہے۔ محبوب کی ہر ادا، ہر انداز، ہر شیوہ، ہر بات، ہر حرکت، ہر اقدام کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنا کر خود کو اسی طرز پر ڈھالنا عشقِ صادق کا تقاضا ہے۔ اس لیے عاشق پر لازم ہے کہ ہر ہر امر میں محبوب کے نقشِ قدم پر چلے۔ اتباعِ کامل کے بغیر عشق کا ہر دعویٰ بے معنی ہے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ شرابِ عشق پی کر کیف ہی کیف حاصل ہوتا ہے مگر خیال رہے کہ تقلید و اتباع، عشق کے ناموں میں سے ہی ایک نام ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کی مثال یاد کرو۔ آپ اتباعِ رسول ﷺ میں اس قدر سرگرم تھے اور تقلیدِ نبوی ﷺ پر ایسے کاربند کہ آپ نے ساری عمر خر بوزہ اس لیے نہیں کھایا کہ آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ پھل کس طرح کھایا تھا۔ اسی کامل تقلید کا نام عشق ہے تو اگر تم عشق کے دعوے دار ہو تو اپنے محبوب اور یار کی تقلید میں پختہ ہو جاؤ۔ پھر تمہاری کند میں وہ طاقت آجائے گی کہ عرشِ بریں تک پہنچا سکے گی۔ ذرا تم اپنے دل کے غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار کرو پھر تم اتباعِ کامل سے مزین ہو جاؤ گے۔

۔ تازہ میرے ضمیر پہ معرکہ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

اتباع کا طریقہ:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اتباع کے معنی یہ ہیں کہ ہر چیز جو محبوب کے اخلاق و عادات، اطوار و گفتار سے علم میں آئے اسے تقلید کی دھن میں محبوب سمجھا جائے، یہی رمز اس آیت شریف کے مضمون میں ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

”اگر تم اللہ سے محبت کے دعوے دار ہو تو تم میرا اتباع کرو۔ ایسی صورت میں خود اللہ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کا اجر عظیم یہ ہے کہ انسان اللہ کی محبوبیت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تصدیق کرنے والے خیر الامم میں سے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

”تم تمام امتوں میں سب سے بہتر ہو جنہیں عالم بشریت کے لیے بھیجا گیا۔“

اور حضور ﷺ کی تکذیب کرنے والے بنی آدم میں سب سے بری مخلوق ہیں۔

ارشاد الہی ہے: الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا

”آپ کی تکذیب کرنے والے اہل عرب کفر اور نفاق میں سب سے زیادہ شدید ہیں۔“

جو بھی خوش بختی اور اقبال مندی کی دولت سے مالا مال ہوا اسے حضور نبی کریم ﷺ کی درخشاں و روشن سنت کی پیروی کی توفیق عطا ہوتی ہے اور اسے شریعت حقہ کی

متابعت کی عزت حاصل ہوتی ہے۔ آج وہ زمانہ آ گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین متین کی صداقت کی تصدیق سے متعلق تھوڑا سا عمل بھی عمل کثیر کے برابر ثواب کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک اور مکتوب شریف میں امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ نماز فجر کے بعد حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ پر نظر ڈالی تو ایک صاحب کو موجود نہ پایا۔ ان کے نہ ہونے کا سبب دریافت کیا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ شب زندہ دار شخص ہیں۔ ساری رات کی عبادت کے بعد شاید ان کی آنکھ لگ گئی جو جماعت سے رہ گئے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر افسوس فرمایا اور کہا کہ اگر وہ تمام رات سوتے رہتے مگر فجر کی نماز جماعت سے ادا کرتے تو بہتر ہوتا۔

نتیجہ: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اس واقعہ کو نقل کر کے فرماتے ہیں:

”تمام نیک بختی اور اقبال مندی کا سرمایہ سنت رسول ﷺ کی پیروی میں مضمر ہے اور جملہ خرابیوں کی جڑ شریعت حقہ کے خلاف اقدامات ہیں۔“

محبت کا اضطراب پہلے، اطاعت بعد میں ہے:

شریعت کے علم کے علاوہ، اللہ تک رسائی کسی اور طرح نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح سنت رسول ﷺ پر عمل کرنا ہے تو پہلے محبت رسول ﷺ سے دل میں گرمی پیدا کرو اور اتباع رسول ﷺ کو اپنا شعار بناؤ۔ پھر دنیا و آخرت سب تمہارے ہیں، تم ریاض مصطفوی ﷺ کی ایک کلی ہو، بہار مصطفوی ﷺ کی ہواؤں سے کلی سے بڑھ کر پھول بن جاؤ۔ یاد رکھو کہ یہی وہ بہار ہے جس سے رنگ اور بو حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح

حضور ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور مناقب جلیلہ کا پر تو اپنے اندر پیدا کرو۔ حضرت مولانا رومؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

”حضرت خاتم المرسلین ﷺ سے اپنا رابطہ مت توڑو، اپنے ہنر اور عمل پر بھروسہ مت کرو، بلکہ اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو کہ یہی راہ نجات ہے۔“

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی کتاب عوارف المعارف کے باب چہارم حال صوفیہ کا آغاز اس پورے ارشاد نبوی ﷺ سے کرتے ہیں:

”حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے فرزند! اگر تم صبح و شام اس حال میں کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے میل نہ ہو تو ایسا کرو۔ پھر فرمایا اے فرزند! میری ایک سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے خود مجھے زندہ کیا، اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔“

اتباع سنت کے متاثر کن واقعات

مال و زہاں کی تمنا نہیں ہے:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک اونچا قبہ دیکھا تو پوچھا، یہ کس کا ہے؟ آپ ﷺ کے صحابہؓ نے عرض کیا، فلاں انصاری کا۔ حضور ﷺ سن کر خاموش ہو رہے اور آپ ﷺ نے دل میں یہ بات رکھی۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے اور لوگوں کی موجودگی میں انہوں نے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے اعراض فرمایا (اور سلام کا جواب نہ دیا) چند بار ایسا ہی ہوا کہ وہ سلام کرتے، حضور ﷺ اعراض

فرما لیتے۔ آخر وہ سمجھ گئے کہ حضور ﷺ ناراض ہیں اس لئے اعراض فرما رہے ہیں۔ انہوں نے صحابہؓ سے اس کی وجہ پوچھی اور یوں کہا، اللہ کی قسم میں آج اللہ کے رسول ﷺ کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں، خیر تو ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ حضور ﷺ باہر تشریف لائے تھے تو تمہارا قبہ دیکھا تھا۔ یہ سن کر انصاری فوراً گئے اور قبہ کو گرا کر بالکل زمین کے برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا۔ (پھر آ کر حضور ﷺ سے عرض بھی نہ کیا) ایک دن حضور ﷺ کا اس جگہ سے گزر رہا تو آپ ﷺ کو وہاں قبہ نظر نہ آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اس قبہ کا کیا ہوا؟ صحابہؓ نے عرض کیا قبہ والے انصاری نے آپ ﷺ کے اعراض کا ہم سے ذکر کیا تھا، ہم نے اسے بتا دیا تھا انہوں نے آ کر اسے بالکل گرا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضروری اور مجبوری کی ہو۔

ابن ماجہ میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کسی موقع پر حضور ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضور ﷺ کو وہ قبہ وہاں نظر نہ آیا۔ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو صحابہؓ نے بتایا کہ جب ان انصاری کو پتہ چلا تو انہوں نے اس قبہ کو گرا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے، اللہ اس پر رحم کرے۔

حضور ﷺ کے ایک اشارے پر:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

میں حضور ﷺ کے ساتھ عقبہ اذاخر گیا (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) میرے اوپر سرخ رنگ کی ایک چادر تھی۔ حضور ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا، یہ کیسا کپڑا ہے؟ میں سمجھ گیا کہ حضور ﷺ کو یہ چادر پسند نہیں آئی۔ میں اپنے گھر

واپس آیا، گھر والے تنور میں آگ جلا رہے تھے، میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس چادر کا کیا ہوا؟ میں نے کہا، میں نے اسے تنور میں ڈال دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے گھر والوں میں سے کسی کو کیوں نہ دے دی؟ (عورتوں کے لئے اس رنگ کے کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

صحابہ کا سرخ چادروں کا اتارنا:

حضرت رافع کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جا رہی ہے۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کر اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً چادریں اتار دیں۔

جو ہم نے ان کو کرتے دیکھا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن شریف میں مقیم کی نماز کا بھی ذکر ہے اور خوف کی نماز کا بھی واضح ذکر ہے، مسافر کی نماز کا ذکر نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ برادر زادہ اللہ جل شانہ نے حضور اقدس ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہم لوگ انجان تھے، کچھ نہیں جانتے تھے۔ بس جو ہم نے ان کو کرتے دیکھا ہے وہ کریں گے۔

اہل وفا کا شیوہ:

غزوہ بدر میں جب نبی علیہ السلام نے کفار کے مقابلہ میں صحابہ کرامؓ کو طلب کیا تو حضرت مقدادؓ بولے، ہم وہ نہیں ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح کہہ دیں

کہ تم اور تمہارا خدا دونوں جاؤ اور لڑو، بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں سے، بائیں سے، پیچھے سے، آگے سے لڑیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ جاننا نہ فقرے سنے تو خوشی کی زیادتی سے چہرہ مبارک چمک اٹھا۔

سبحان اللہ یہ شیوہ نہیں ہے باؤفاؤں کا
 پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
 نبی ﷺ کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
 جہاں کو محو کر دیں نعرۃ اللہ اکبر میں
 ان چند مثالوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو حکم شرعی سمجھتے تھے۔ اس امر پر اجماع تھا اور کسی ایک کو اس بات میں اختلاف نہ تھا۔

اتباع سنت پر عظیم الشان انعام

محبوب کی سنت سے پیار حقیقت میں محبوب سے پیار ہی تو ہوتا ہے۔ محبوب نے فرمایا:
 مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ
 ”جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

سبحان اللہ! کتنا بڑا انعام ہے اتباع سنت پر..... اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پاکیزہ سنتوں پر عمل ہی اصل میں محبت نبوی ﷺ ہے یہ محبت نبوی ﷺ ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ جو شخص رسول ﷺ کی دل و جان سے اتباع کرے گا تو اللہ رب العزت اس کو محبوب ﷺ کی زیارت نصیب فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نہ پوچھو خیالوں میں کیا ڈھونڈتا ہوں

نہ پوچھو خیالوں میں کیا ڈھونڈتا ہوں
 دیارِ حبیبِ خدا ڈھونڈتا ہوں
 بہت دور ہے ہند سے شہرِ طیبہ
 سفر کا کوئی سلسلہ ڈھونڈتا ہوں
 نبیِ مکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر
 درِ خُلد کا راستہ ڈھونڈتا ہوں
 شہنشاہیت جس کے قدموں تلے ہو
 محمد ﷺ کا ایسا گدا ڈھونڈتا ہوں
 مداوائے قلب و نظر کے لئے میں
 مدینے کی خاکِ شفا ڈھونڈتا ہوں
 کئی شب سے خوابوں کی دنیا میں کھو کر
 جمالِ ربِّ مصطفیٰ ﷺ ڈھونڈتا ہوں
 بتا دے کوئی، میں حبیبِ خدا ﷺ کے
 مقدس بدن کی قبا ڈھونڈتا ہوں
 خدا کی رضا کے لئے لمحہ لمحہ
 خدا کے نبی ﷺ کی رضا ڈھونڈتا ہوں
 قلمِ نعت گوئی میں بہکے نہ قاصر
 غلامِ نبی ﷺ کی دعا ڈھونڈتا ہوں

باب: 2



محبت رسول ﷺ کے ذریعے
زیارت رسول ﷺ

وہ جو کچھ کہا ہے آپ ﷺ نے اے فخر کائنات
وہ میری جان ہو گیا ایمان ہو گیا
جس کو شعاع عشق محمد ﷺ عطا ہوئی
سرور اس کا راستہ آسان ہو گیا

محبت رسول ﷺ کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

زیارت رسول ﷺ کے لیے محبت رسول ﷺ کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ رب العزت نے جو مرتبہ و فضیلت، عظمت و مرتبت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ﷺ محبوب کائنات بھی ہیں اور محبوب رب کائنات بھی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت واجب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صراحتاً ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ نِ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

”اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا قبیلہ اور تمہارے وہ مال جن کو تم نے محنت سے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کے مندا پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے رہنے کے مکانات جو تم کو پسند ہیں، وہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب) اور فیصلہ نافذ کر دے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے۔“

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی محبت بھی ضروری اور لازمی ہے۔

محبت کی اقسام

محبت دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) عقلی محبت جیسے استاد کو شاگرد سے یا شاگرد کو استاد سے ہوتی ہے۔

(۲) طبعی محبت جیسے والدین کو اولاد سے یا انسان کو مال سے ہوتی ہے۔

محبت کی ان اقسام کو اگر سادہ لفظوں میں ادا کیا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ محبت طبعی تو وہ محبت ہے جو انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے۔ اس میں قصد اور ارادے کا کوئی دخل نہیں بلکہ ہر شخص اس محبت پر مجبور ہے۔ جیسے والدین کے دلوں میں اولاد کی محبت فطری طور پر ڈال دی گئی ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ کچا جس کے وجود سے فی الوقت والدین کو کوئی نفع نہیں لیکن اس بچے سے والدین کی محبت اس قدر ہوتی ہے کہ بچے کی خاطر جان دینے کے لیے بھی تیار ہوتے ہیں یہ طبعی محبت ہے۔

محبت عقلی وہ محبت ہے جو قصد اور ارادے سے کی جائے اور سوچ سمجھ کر محبت کی جائے کہ کون سی چیز محبت کے قابل ہے اور کون سی چیز محبت کے لائق نہیں۔ محبت عقلی کی واضح دلیل اور بہترین ثبوت صحابہ کرامؓ کا یہ طرز عمل ہے کہ وہ جب کسی چیز یا عمل سے محبت کرتے تو یہ سوچ کر کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ چیز یا عمل محبوب تھا یا نہیں تھا۔

ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربہ حاضر خدمت کیا جس میں کدو اور گوشت تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے اطراف میں سے کدو کو

تلاش کر کے کھاتے تھے چنانچہ اس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔ (مشکوٰۃ شریف)
صحابہ کرامؓ کا کھانے پینے کی بعض چیزوں کو محض اس لیے پسند کرنا کہ یہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھیں یہ محبت عقلی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے
پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون سی محبت ہونی چاہیے طبعی یا عقلی؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:
”محض محبت طبعی سے کام نہیں چلتا محبت عقلی کی ضرورت ہے۔ ابو طالب کو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طبعی محبت تو تھی لیکن عقلی نہ تھی وہ (طبعی محبت) کچھ بھی کام نہ آئی۔
اگر ان کو عقلی محبت ہوتی تو سب سے پہلے وہ ایمان لاتے۔“

حضرت تھانویؒ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ محبت عقلی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ ہونی چاہیے نیز فرمایا کہ اس کا معیار یہ ہے:
”احکام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو اور تعارض کے وقت حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے حکم کو دوسروں کے احکام پر ترجیح دی جائے۔ گو طبعی محبت میں کمی ہو۔ غور
کرنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبعی محبت بھی ہر مسلمان شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ اپنے ماں باپ اولاد وغیرہ سب سے ہی زیادہ ہے۔ مگر اس کا ظہور خاص
مواقع پر ہوتا ہے۔“

(حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا طریقہ اصلاح)
ایک مرتبہ مولانا مظفر حسین صاحبؒ سے ایک رئیس نے کہا کہ حضرت مجھے تو ایسا
شبہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے اپنے والد سے محبت ہے۔ مولانا
نے اس وقت تو فرما دیا کہ واقعی ہوگی۔ لیکن بعد میں اس شبہ کا جواب یوں دیا کہ باتوں

باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات و کمالات کو بیان کرنا شروع کر دیا۔ سب بہت محظوظ ہو رہے تھے وہ رئیس صاحب بھی مزے لے کر سن رہے تھے۔ اچانک مولانا درمیان میں فرمانے لگے کہ اچھا اس قصہ کو رہنے دیں اب میں کچھ آپ کے والد صاحب کے کمالات و محاسن بیان کرتا ہوں کہ وہ بھی بڑے صاحب کمالات تھے۔ اس لفظ کے سنتے ہی رئیس صاحب کا رنگ بدل گیا اور کہا کہ مولانا توبہ توبہ! میرے والد بھی کوئی چیز ہیں کہ جن کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے کو روک کر کیا جائے۔ نہیں آپ پہلے والا بیان ہی جاری رکھیں۔ اب مولانا صاحب نے فرمایا آپ تو کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ والد صاحب کی محبت معلوم ہوتی ہے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ میں والد صاحب کا تذکرہ کیوں ناگوار ہوا؟ اب جو رئیس صاحب نے موازنہ کر کے غور کیا تو بے ساختہ کہنے لگے کہ مولانا! جزاکم اللہ آج آپ نے میرا شبہ حل کر دیا۔ واقعی! مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی زیادہ محبت ہے اور والد کے ساتھ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی محبت نہیں۔

بہر حال طبعی محبت بھی ہر مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے زیادہ ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ طبعی محبت اگر کم بھی ہو تو مضائقہ نہیں کیونکہ طبعی محبت غیر اختیاری ہے۔ عقلی محبت سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہونی چاہیے کیونکہ عقلی محبت اختیاری ہے۔ اور یہی وہ محبت ہے جس کو حدیث مبارکہ میں شرط ایمان قرار دیا گیا ہے۔

میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی:

جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں گھر کر جائے تو دنیا اور دنیا کی

چیزوں کی محبت کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا کے محبوب ہیچ نظر آتے ہیں اور ایک پناہ
مسلمان نبی اکرم ﷺ کے حکموں کی اطاعت کرنے کے لیے اپنی ہر چیز قربان کرنے پر
تیار ہو جاتا ہے۔ اصل میں یہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم چیز ہی ایسی ہے۔

ایک صحابی ایمان لائے اور کچھ عرصہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے کے
بعد گھر واپس گئے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل و جان میں بس چکی تھی۔
اپنے محلہ میں کسی عورت کے ساتھ ان کے مراسم اور تعلقات تھے وہ عورت ان سے ملنے
کے لیے آئی۔ انہوں نے رخ پھیر لیا وہ کہنے لگی کیا بات ہے؟ وہ بھی وقت تھا جب تم
میری محبت میں بے قرار ہو کر گلیوں کے چکر لگاتے تھے، مجھے ایک نظر دیکھنے کے لیے
تڑپتے تھے۔ میری ملاقات کے شوق میں ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ جب میں تم سے
ملاقات کرتی تھی تو قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت کی یقین دہانی کرواتے تھے۔ اب میں خود
چل کر تمہارے پاس ملنے کے لیے آئی ہوں تو تم نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ فرمانے
لگے کہ میں ایک ایسی ہستی کو دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میری نگاہیں کسی غیر پر نہیں پڑ سکتیں
میں دل کا سودا کر چکا ہوں۔ سبحان اللہ!

۔ اب کھلتی ہی نہیں ہیں آنکھیں میری

یہ جی میں کس کا تصور آ گیا

وہ عورت ضد میں آ کر کہنے لگی اچھا ایک مرتبہ میری طرف دیکھ تو لو۔ اس صحابی نے
فرمایا اے عورت! چلی جا ورنہ میں تلواریں سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ اللہ اکبر کبیرا!

۔ میں نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں ساقی

جام مے کی مجھے حاجت ہی نہیں

مذکورہ واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آجائے گی تو اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کے حکموں پر چلنا بھی آسان ہو جائے گا کیونکہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت بھی ضرور کرتا ہے

اللہ تعالیٰ کا مختلف القابات اور پیارے پیارے ناموں کے

ذریعے اظہار محبت

اظہار محبت کا ایک انداز قرآن حکیم میں ملاحظہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو مخاطب فرمایا تو ناموں سے تذکرہ فرمایا مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب فرمایا تو فرمایا:

يَا أَدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

حضرت آدم علیہ السلام کا نام لے کر خطاب فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا
يُحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب فرمایا

يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب فرمایا

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمَ

حضرت داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ

حضرت زکریا علیہ السلام کو خطاب فرمایا

يَزْكِرِيَا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا

يَعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتُ لِلنَّاسِ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب فرمایا

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى

لیکن جب پیارے حبیب ﷺ سے خطاب فرمانا چاہا تو اندازِ محبت بدل گیا، طرزِ مخاطب بدل گیا، کہ جیسے ماں اپنے بیٹے سے محبت کرتی ہے تو ایک نام کو پیار سے لیتی ہے پھر تسلی نہیں ہوتی تو کبھی کہتی ہے میرا لال، محبت اور جوش مارتی ہے تو کہتی ہے میرا چاند، اس پر بھی بس نہیں ہوتا تو کہتی ہے میرا دل کا ٹکڑا، میرا جگر اور پتہ نہیں کیا کیا نام اپنے بیٹے کے رکھتی ہے۔

بغیر تشبیہ کے ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی محبت بھرا پیارا اور انداز اختیار کیا، القابات و اعزازی ناموں سے یاد فرمایا۔ شاعر کہتا ہے:

کبھی یسین کہا کبھی طہ کہا
نام لے کر خدا نے پکارا نہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کبھی بھی نام لے کر مخاطب نہیں کیا جب ضرورت پڑی تو فرمایا یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول، یا ایہا المزمّل، یا ایہا المدثر، یسین، طہ بقول اقبال:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا بہت ہی زیادہ اکرام فرمایا۔

زبان سے محبت کا دعویٰ مگر عمل اس کے خلاف:

محض زبان سے محبت کا دعویٰ محبت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کوئی شاگرد اگر زبان سے کہے، یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے استاد کا فرمانبردار ہے اس کی بہت عزت کرتا ہے اس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے اس کے حکم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے لیکن دوسری طرف وہ نہ اس کے دیئے ہوئے سبق کو یاد کرتا ہے نہ کلاس میں پابندی سے حاضر رہتا ہے سکول کے اوقات میں کھیل تماشوں میں لگا رہتا ہے۔ نہ کتاب پڑھتا ہے، نہ بات مانتا ہے تو پھر اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹا اور فریب ہے۔ ایسا طالب علم اپنے امتحان میں شرطیہ ناکام ہوگا۔ اسی طرح زبان سے محبت کے بلند و بانگ دعوے اور عمل صفر ہو اور شکل و صورت بھی نبی ﷺ جیسی نہ بنا سکیں تو اس محبت کا کیا اعتبار ہے۔ صحابہ کرام کی کامیابی کا راز یہی شدت محبت اور اتباع کامل تھی۔ ہمیں بھی شدت محبت اور اتباع کامل کے امتحان میں پاس ہونا پڑے گا تب بات بنے گی۔

شرط ایمان مصطفیٰ سے والہانہ پیار ہے

پیار مگر پیروی ہے، پیروی دشوار ہے

صحابہ کرامؓ کی کامیابی کا راز یہی محبت تھی

داعی اسلام نبی اکرم ﷺ نے پیغام حق دیا تو ان کی آواز پر لبیک کہنے والے چند غلام، کچھ نو عمر لڑکے، کچھ عورتیں اور کچھ بوڑھے تھے۔ ایک یتیم اور بے سہارا شخص مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو نہ کوئی طاقت و حکومت، نہ مال و دولت، نہ روساء و امراء کی

امداد کا بھروسہ ہے۔ تیرہ سال کی مسلسل کوشش و جستجو کے بعد ایک مختصر سی جماعت تیار کرتا ہے وہ بھی مادی طور پر اتنی کمزور کہ مکہ کے شب و روز اس پر تنگ تھے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان کے عشق کی بلندیاں آسمان کو چھو رہی تھیں۔ ان پر اذیتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں مگر سچے عشاق کی زبانوں سے اف تک نہیں نکلتی۔ کبھی جلتی ریت پر کمیڈ جاتے ہیں تو کبھی لوہے کی زر ہیں پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں، کبھی چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی جاتی ہے تو کبھی انگاروں پر لٹایا جاتا ہے۔ ان کے محبوب کا بھی یہ حال ہے کہ کبھی ان کو قریش کے سردار زخمی کر دیتے ہیں تو کبھی ان کی گردن میں چادر ڈال کر کھینچتے ہیں اور کبھی سجدہ کی حالت میں ان کی پشت پر غلاظت بھری اوجھری رکھ دیتے ہیں۔ جوان کی حمایت کا دم بھرتا ہے اس کا مقاطعہ (Social Boycott) کر دیا جاتا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ظاہری طور پر اتنی کمزوری جماعت جس کے پاس کسی بھی طرح کے مادی وسائل نہیں تھے۔ اپنے اتنے طاقتور دشمن پر کس طرح حاوی ہو گئی؟ چند غلاموں، بوڑھوں اور لڑکوں نے اول عرب کے نامور سرداروں کو خاک میں ملا دیا۔ پھر عرب کے صحرا سے نکل کر ایران و روم کی حکومتوں کو تہہ و بالا کر ڈالا۔ ایسی حکومتوں کو جن کا کوئی ثانی اس وقت دنیا میں نہیں تھا ان کے ظلم کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

۔ یاد کرتا ہے زمانہ ان انسانوں کو

روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو

دراصل اس عشق رسول ﷺ نے ایک ایسی جماعت تشکیل دی تھی جن کی زندگی کا

حاصل محمد..... محمد..... محمد ﷺ کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ ایک ایسا گروہ تھا جو فانی الرسول تھا۔ ان کا کردار اسوۂ رسول ﷺ کے سانچے میں پوری طرح ڈھل گیا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کا شعار رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو بنالیا تھا۔

”جب تک تم اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگو گے، تب تک تم مومن نہیں ہو سکتے۔“

حقیقی محبت رسول ﷺ کے چند واقعات

حضرت زید بن وثینہؓ کو کفار مکہ نے گرفتار کر لیا۔ جب پھانسی دینے لگے تو ابو سفیان نے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہا: زید! تجھے قسم ہے، بتا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تیری جگہ محمد (ﷺ) کو پھانسی دی جاتی اور تو آرام سے گھر میں سوہتا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا، خدا کی قسم! میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے حضور ﷺ کے پائے مبارک میں کاٹنا بھی چھ جائے۔

حضرت ابو بکرؓ کا حقیقی بیٹا عبدالرحمن بن ابی بکر کفار کے ساتھ بدر کے میدان میں موجود تھا۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی نظر اس پر پڑی تو تلوار لے کر اس کے قتل کو لپکے اور پکارا ”اے اللہ کے دشمن سن! مگر رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے پر آپ اس کے قتل سے باز رہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے اپنے باپ عبداللہ بن الجراح کو قتل کر ڈالا۔ اسی میدان میں حضرت ابو حذیفہؓ نے اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کے لیے طلب کیا مگر وہ سامنے نہ آیا۔

عاص بن ہشام حضرت عمرؓ کا حقیقی ماموں تھا جب وہ ان کی زد میں آیا تو پکارا انت

یا ابن اختی ”میرے بھانجے کیا تو مجھے قتل کرے گا؟“ تو حضرت عمرؓ نے کہا نعم یا
عدو اللہ ”ہاں اے اللہ کے دشمن“ اور اس کا کام تمام کر ڈالا۔

حضرت عمیر بن امیہؓ کی بہن ان کے سمجھانے پر بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت
دینے سے باز نہ آئی تو انہوں نے اس کافرہ کو قتل کر ڈالا۔ ان کی خونی محبت عشق
رسول ﷺ کے مقابلے میں کہاں ٹکنے والی تھی۔

صحابہ کرامؓ اسوۂ رسول ﷺ کی پابندی کا خیال زندگی کے ہر میدان میں رکھتے
تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے اوصافِ حسنہ ان کی زندگی میں پوری طرح از
چکے تھے امانت و دیانت، عدل و انصاف، ایثار و قربانی، حق گوئی و بیباکی، غفور و درگزر،
عفت و پاکبازی، شرم و حیا، عدل و انصاف ان کی زندگی میں رچ بس گئے تھے۔ یہی
وجہ تھی کہ تین سو تیرہ افراد کی بے سروسامان ایک مختصر سی جماعت، جس میں بوڑھوں،
بچوں اور غلاموں کی کثرت تھی، بدر کے میدان میں ایک ہزار جنگجو لوگوں پر، جو ہر طرح
کے سامانِ حرب سے لیس تھے، بھاری ثابت ہوئی اور انہیں شکستِ فاش دی۔

یہ عشق رسول ﷺ ہی کا پیدا کیا ہوا جوش تھا کہ جب آپ بدر میں لشکر کو ترتیب
دیتے ہیں تو بچے اپنا لمبا قد ظاہر کرنے کے لیے ایڑیاں اٹھا لیتے ہیں اور بوڑھے اپنا سینہ
پھلا کر اکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ کہیں ان کی کمزوری کی بنا پر انہیں
جنگ میں شرکت سے روک نہ دیا جائے اور وہ اپنے محبوب کی حفاظت میں جان دینے
سے محروم نہ رہ جائیں۔ احد کے میدان میں وقتی طور پر کفار غالب آ جاتے ہیں۔ ان کی
بھرپور کوشش ہے کہ شمعِ نبوت کی اس لو کو ہمیشہ کے لیے بجھا دیا جائے۔ مگر پروانے اس

شع کے گرد جمع ہیں اور عشق کی آگ میں خود کو فنا کر ڈالتے ہیں۔

۔ عقل کو تنقید سے فرصت نہیں

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

حضرت ابو دجانہؓ انصاری ہیں کہ دشمن کے تیروں کی طرف اپنی پشت کر کے اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی تیر رسول اللہ ﷺ کو نقصان نہ پہنچا سکے یہاں تک کہ ان کی کمر چھلنی ہو جاتی ہے اور گر پڑتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ نشانِ رسول ﷺ کو بلند کیے ہوئے ہیں۔ دشمن کے وار سے ہاتھ کٹ جاتا ہے تو دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں۔ جب وہ ہاتھ بھی کٹ جاتا ہے تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے جھنڈے کو سینے سے لگا کر تھام لیتے ہیں اور جب تک دشمن ان کو شہید نہیں کر دیتا تب تک علم رسول ﷺ کو بلند ہی رکھتے ہیں۔

۔ پوری کرے خدائے محمد تیری مراد

کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

حضرت طلحہؓ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے تو اس خوف سے ڈھال اٹھانے کے لیے نہیں جھکتے کہ کہیں وہ جھکیں اور کوئی وار ان کے محبوب پر نہ ہو جائے۔ ہر وار کو اپنے ہاتھ پر ہی روکتے ہیں یہاں تک کہ اس عاشق صادق کا ہاتھ زخموں سے شل ہو جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی یہ داستانِ محبت ہمیں درس دیتی ہے کہ آج بھی اگر ہمیں کچھ پانا ہے تو اس ذوق و شوق کو زندہ و بیدار کرنا پڑے گا۔ اگر وہ ذوق و شوق اور پیش و گداز

پیدا ہو جائے تو یقیناً ہمیں نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اطاعت رسول ﷺ کے ساتھ محبت رسول ﷺ کی بھی توفیق سے نوازیں۔ آمین
(عاشقان رسول کے ایمان افروز واقعات)

آپ ﷺ کی زیارت کے لیے دو عمل:

حضرت مولانا ٹمس الدین رومی، حضرت مولانا جامیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ میری آرزو تھی کہ مجھے خواب میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔ میری والدہ نے ایک دعا شب جمعہ کو چند بار بالالتزام پڑھنے کو بتائی میں نے یہ بھی سنا تھا کہ جو شخص شب جمعہ میں تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کو نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔ غرض یہ دونوں عمل کر کے میں سو گیا۔

خواب میں دیکھا کہ میں گھر سے باہر ہوں اور والدہ میرے انتظار میں ہیں اور فرما رہی ہیں کہ میں تمہاری منتظر ہوں۔ نبی اکرم ﷺ گھر میں رونق افروز ہیں آؤ تمہیں بھی آپ ﷺ کی خدمت میں لے چلوں۔ والدہ میرا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ کچھ تحریر کر رہے ہیں۔ اور لوگ یہ تحریریں اطراف عالم میں بھیج رہے ہیں۔ حضرت مولانا اشرف الدین عثمان زیارت گا ہی جن کا شمار علماء ربانی میں ہوتا ہے لکھ رہے ہیں۔ میری والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ لڑکا جس کی آپ ﷺ نے بشارت دی تھی وہ عمر دراز، دولت مند اور بزرگ صفات ہوگا۔ کیا یہی ہے؟ آپ ﷺ نے میری جانب نظر ڈالی اور تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے۔
(عاشقان رسول کے ایمان افروز واقعات)

محبت کا تسلط محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا کر دیتا ہے:
جب انسان کے دل پر شدید محبت کا تسلط ہو جاتا ہے تو محبوب کے سوا ہر چیز سے
اندھا ہو جاتا ہے اور یہ محبت اس کی رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہو جاتی ہے۔
اس کی نظر ہر چیز میں محبوب ہی کو دیکھتی ہے اور ہر صورت میں اس کو محبوب ہی جلوہ گر نظر
آتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

واللہ ما طلعت شمس ولا غربت
الا وانت فی قلبی ووسواسی
ولا جلست الی قوم احدہم
الا وانت حدیثی بین جلاسی
ولا هممت بشرب الماء من عطش
الارایت خیالا منک فی الکاس
ولا ذکر تک محزوننا ولا طربنا
الا وحبک مقرون بانفاسی
فلو قدرت علی الاتیان زرتکم
سجدا علی الوجه او مشیا علی الراس

”اللہ کی قسم جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے تو تو میرے دل اور میری
سچوں میں ہوتا ہے۔ اور جب بھی میں لوگوں میں باتیں کرنے بیٹھتا ہوں تو میری
زبان پر تیرا ہی تذکرہ ہوتا ہے اور جب کبھی پیاس کی حالت میں پانی پینا چاہتا ہوں تو

پیالہ کے پانی میں بھی تیری تصویر نظر آتی ہے۔ میں نے جب کبھی تیرا ذکر کیا، غم ہو یا خوشی ہو، تو تیری محبت میرے سانسوں کے اندر لپٹی ہوتی ہے۔ اے کاش کہ اگر تیرے دیدار کے لیے آنے کی طاقت ہوتی تو میں منہ کے بل یا سر کے بل چل کر حاضر ہوتا۔“

”محبت میں جب شدت آ جاتی ہے اور قوی ہو جاتی ہے تو ایسی محبت کا نام عشق ہو جاتا ہے۔“

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
وہ محبت نہیں جس میں شدت نہیں

عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

حضرت شبلی کا قول:

العشق نار يقع في القلب فاحرقته ماسوى المحبوب
”عشق ایک ایسی آگ ہے جو دل میں اترتی ہے اور محبوب کے سوا ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے۔“
مولانا مسعود بک چشتی نظامیؒ نے عشق کے کمالات کو اس طرح واضح کیا ہے۔
”اے عزیز! عشق جب دل میں اتر جاتا ہے اسے خون کر دیتا ہے، جب یہ آنکھ میں پہنچتا ہے اسے دریا بنا دیتا ہے، جب کپڑوں میں پہنچتا ہے انہیں پھاڑ دیتا ہے، جب جان میں پہنچتا ہے اسے مٹی بنا دیتا ہے، جب مال میں پہنچتا ہے اسے قے بنا دیتا ہے، عشق جنوں الہی اور دیوانہ نبی ﷺ بنا دیتا ہے۔“

حضرت ذوالنون مصریؒ سے پوچھا گیا کہ عاشق صادق کون ہے؟ فرمایا:
 ”جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو پریشان صورت، مفقود القلب، مغلوب العقل،
 بہت رونے والا، موت کا طلبگار اور فنا کا خواہشمند ہو اور اس سب کچھ کے باوجود اس
 میں ادب ہو اور اوقات کا پابند ہو تو سمجھ لو کہ وہ عاشق صادق ہے۔“

(عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نعمت عظمیٰ ہے

علماء کرام نے لکھا ہے جس نے سرور کائنات ﷺ کو زندگی میں ایک دفعہ خواب
 میں دیکھ لیا تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ شیخ شاہ عبدالغنیؒ کو بارہ مرتبہ سرور عالم ﷺ کی
 زیارت نصیب ہوئی اور شیخ شاہ عبدالغنیؒ نے خود فرمایا کہ ایک مرتبہ ایسی زیارت نصیب
 ہوئی کہ مجھے حضور ﷺ کی چشم مبارک کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے، اتنا واضح خواب
 تھا، اور انہوں نے خواب ہی میں پوچھا بھی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا عبدالغنی نے آپ کو خوب
 دیکھ لیا تو سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہاں عبدالغنی! تم نے مجھے دیکھ لیا۔

(عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

حضور ﷺ سے کامل محبت کئے بغیر ایمان نامکمل

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْدُو كُمْ بِهِ مِنْ نِعَمِهِ ”تم اللہ رب العزت سے محبت کرو کہ اس نے
 تمہیں کھانے کے لئے کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں۔“ وَأَحِبُّونِي لِحُبِّ اللَّهِ ”اور مجھ
 سے محبت کرو کہ میں اللہ رب العزت کا محبوب ہوں، اللہ مجھ سے محبت فرماتے ہیں۔ نبی

اگر ﷺ کی محبت ایمان کا حصہ ہے، اس کے بغیر کوئی انسان مومن نہیں ہو سکتا۔
 نماز اچھی ہے حج اچھا زکوٰۃ اچھی ہے روزہ اچھا
 مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
 نہ جب تک مردوں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
 خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا
 نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک قلبی محبت کا ہونا یہ ہر مومن کی صفت ہوتی ہے۔
 نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
 ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے
 والد، اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“
 ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ”تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس بندے
 میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت ملے گی“، ان میں سے ایک اَنْ يَكُونَ اللَّهُ
 وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ”اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمام جہان سے
 زیادہ اس کو محبوب ہو جائیں۔“

سیدنا عمر بن خطابؓ حاضر ہوئے، کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے آپ سب سے
 زیادہ محبوب ہیں، سوائے اپنی جان کے، تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت
 تک کوئی بندہ کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ

محبوب نہ ہو جاؤں۔ عمرؓ نے جواب میں عرض کیا وَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَاأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبِي ”اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں“ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ”نبی ﷺ نے فرمایا الان یا عمرؓ ”اے عمر! اب تمہیں ایمان کا کامل رتبہ نصیب ہو گیا۔“

حضور ﷺ سے محبت کا انعام:

طالب علم کے ذہن میں سوال آتا ہے کہ ہم اگر نبی اکرم ﷺ سے اس قدر ٹوٹ کر محبت کریں کہ وہ ہمیں ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہو جائیں تو اس پر کیا ملے گا؟ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ ”ایک نوجوان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کے اس نے یہ Question (سوال) پوچھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! قیامت کب آئے گی؟“ فَقَالَ ”نبی علیہ السلام نے پوچھا:“ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا ”تم نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے؟“ قَالَ اس نے جواب میں عرض کیا: مَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحَبُّ إِلَهِ وَرَسُولُهُ ”اے اللہ کے حبیب ﷺ بہت زیادہ نمازیں اور روزے اور صدقے والی عبادتیں تو میں نے نہیں کیں، ہاں اتنی بات پکی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں“، نبی ﷺ نے فرمایا أَنْتَ مَعَ مَنْ أُحِبُّ ”تو جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھ کو محبت ہے۔“ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں

کہ اس حدیث پاک کو سن کر ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ اتنی خوشی ہمیں کسی اور بات پر نہیں ہوئی تھی۔

صحابہ کرامؓ کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت :

چنانچہ ایک اور صحابی آئے اور کہنے لگے یَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اے اللہ کے حبیب ﷺ! "لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي" "آپ مجھے میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب ہیں" وَإِنِّي لَأَذْكُرُكَ "اور جب کبھی میں آپ کو یاد کرتا ہوں" فَمَا أَصْبِرُ، حَتَّى أَجِئُ فَاَنْظُرَ إِلَيْكَ "مجھے سے رہا نہیں جاتا، آپ کی یاد تڑپاتی ہے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں اور آپ کی زیارت سے آنکھوں کو میں ٹھنڈا کر لیتا ہوں" وَإِنِّي ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتِكَ "اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ ایک دن مجھے بھی موت آنی ہے اور ایک دن آپ کو بھی پردہ فرمانا ہے" فَعَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رَفَعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ "اور میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ آپ جنت میں جائیں تو آپ کا درجہ تو انبیاء کے ساتھ جنت میں اونچا ہوگا" اور میں پہنچ گیا تو میرا درجہ تو نیچے ہوگا۔ مقصد یہ تھا کہ اے اللہ کے حبیب ﷺ! نیچے والا تو اوپر جانیں سکتا اگر میں جنت میں آپ ﷺ کا دیدار نہیں کر سکوں گا تو مجھے جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی کیسی محبت تھی، آج تو حور و قصور کے نام پر ہی نوجوان خوش پھرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کی حالت یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ جنت میں اگر آقا ﷺ کا دیدار نہ کر سکے تو جنت میں مزہ ہی کیا آئے گا۔ تو یہ بہت بڑا اجر ہے کہ اس محبت کی وجہ سے انسان کو نبی ﷺ کے

قدموں میں جگہ ملے گی۔

حضور اکرم ﷺ سے محبت کے تقاضے

حضور اکرم ﷺ سے محبت کا پہلا تقاضا

اب اگلی بات سنیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایسی محبت کے کچھ تقاضے ہیں، یہ نہیں کہ فقط زبان سے انسان کہے کہ مجھے محبت ہے، اس کی کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے، چنانچہ علماء کرام نے اس کی چند باتیں کھول کر بیان کی ہیں۔ سب سے پہلی بات:

تَوَقُّيرُهُ وَتَقْدِيرُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

اگر کسی کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو سب سے پہلی بات یہ کہ وہ شخص نبی اکرم ﷺ کی بہت زیادہ عزت کرے، اکرام کرے، ادب کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

”یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔“

چنانچہ صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں اتنے ادب کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ ایک صحابی کہتے ہیں: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ ”صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے گرد اس طرح باادب بیٹھے تھے جیسے

ان کے سروں کے اوپر کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔“ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ ”ابو ابراہیم ایک بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں“ کہ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ ”ہر مومن پر یہ واجب ہے“ مَتَى ذَكَرَهُ أَوْ ذَكَرَ عِنْدَهُ جب وہ خود تذکرہ کرے یا اس کے پاس نبی ﷺ کا ذکر مبارک ہو اُنْ يَخْضَعُ وَيَخْشَى وَيَتَوَقَّرُ وَيَسْكُنُ مِنْ حَرَكَتِهِ وَيَأْخُذُ فِي هَيْبَتِهِ وَاجْلَالِهِ اس کی طبیعت کے اوپر اثر محسوس ہو، جیسے کسی کی جلالتِ شان کا اثر ہوتا ہے تو اس بندے کے اوپر اس کا اثر محسوس ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا ذکر مبارک کیا گیا ہے۔

آدابِ حدیث کے چند سبق آموز نمونے:

چنانچہ مطرف کہتے ہیں کہ امام مالکؒ کے پاس لوگ آتے تو وہ اپنی باندی کو کہتے کہ پوچھو کس لئے آئے ہیں؟ اگر وہ کہتے کہ ہم فقہ کے مسائل سیکھنے کے لئے آئے ہیں تو امام مالکؒ اسی وقت آجاتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث مبارک کی روایت لینے آئے ہیں تو امام مالکؒ غسل فرماتے، صاف ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے، عطر لگاتے، پھر ایک تخت بنایا ہوا تھا، عمامہ باندھ کر اس تخت کے اوپر تشریف فرما ہوتے اور پھر نبی اکرم ﷺ کی بات کو آگے نقل فرماتے، ان کے عمل سے بھی یہ ثابت ہوتا تھا کہ واقعی کسی ذی شان ہستی کی بات یہ آگے بیان کریں گے۔

ایک بزرگؒ کا آخری وقت تھا کسی نے حدیث کی بات پوچھ لی اس وقت میں جب کہ جان کنی کا عالم ہے اور انسان تکلیف میں ہوتا ہے اس وقت میں بھی حدیث مبارک کا تذکرہ آیا تو وہ اٹھ کر بیٹھے اور انہوں نے حدیث بیان کی اور آخری لفظ جب

نکلا تو نیچے گرے اور روح قبض ہو گئی، آخری لمحے میں بھی حدیث مبارکہ کا ایسا ادب تھا۔ چنانچہ وہ لوگ جو نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں تھے وہ تو آپ ﷺ کے سامنے ادب سے بیٹھتے تھے آج ہمارے سامنے اگر حدیث مبارک کا درس ہو یا تلاوت ہو تو ہمیں چاہیے کہ اسی طرح ادب سے بیٹھیں جس طرح کہ صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

عبداللہ ابن مبارکؓ بڑے محدث گزرے ہیں، امام اعظمؒ کے خصوصی شاگرد تھے، ان سے اگر چلتے ہوئے حدیث مبارک کے بارے میں کوئی پوچھا کرتا تھا تو وہ اس کا جواب نہیں دیتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حدیث مبارک کی شان ہے کہ انسان سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کو نقل کرے۔

امام مالکؒ حدیث مبارکہ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بچھونے انہیں کئی مرتبہ ڈنگ مارا، چہرے کا رنگ متغیر ہوتا رہا، مگر انہوں نے مجلس برخاست نہیں کی، حدیث مبارکہ کو درمیان میں نہیں چھوڑا، پورا کھل کیا، لوگ حیران تھے کہ بچھو کے ڈنگ لگانے کی تکلیف تو بہت زیادہ ہوتی ہے، اس کو برداشت کر لیا، مگر حدیث مبارکہ کے ادب میں فرق نہیں آنے دیا۔ اس ادب کا یہ انعام ملا کہ امام مالکؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ان کی حدیث مبارک کی خدمت کے صلے میں زندگی میں ایک رات کے سوا باقی ہر رات ان کو نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہوتا تھا۔

ہم نے اپنے قریبی احباب میں دیکھا ہے کہ جن دوستوں کو حدیث مبارک کے ساتھ بہت محبت ہے اور اس علم کے ساتھ ان کو شغف ہے اکثر و بیشتر ان کو ہفتے میں ایک

یاد و مرتبہ نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہوتا ہے اور جو بچے دورہ حدیث میں ہوں وہ اگر دورہ کا سال گنا ہوں سے بچ کر تقویٰ اور ادب کے ساتھ گزاریں تو عمومی طور پر اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ کا سال کے دوران دیدار ضرور ہوتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ بڑے ہنس مکھ تھے، خوش طبعی بھی کر لیتے تھے، جب ان کے سامنے حدیث مبارک کا تذکرہ آتا تو ان کا چہرہ ایسے ہوتا تھا جیسے کسی نے ان کے خون کو پھوڑ لیا ہو۔ کسی نے امام مالکؒ سے کہا کہ آپ بہت زیادہ حدیث پاک کا ادب کرتے ہیں؟ تو فرمانے لگے کہ میں نے سید القراء محمد بن المنکدرؒ کو دیکھا کہ ان کے سامنے حدیث مبارک کا تذکرہ ہوتا تھا تو وہ اس طرح روتے تھے کہ ہمیں ان کی حالت دیکھ کر ان پر ترس آنے لگ جاتا تھا۔

حضور ﷺ سے محبت کا دوسرا تقاضا

محبت کا دوسرا تقاضا

عَدَمُ التَّقْدِيمِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَغَضُّ الصَّوْتِ عِنْدَهُ

کہ نبی علیہ السلام سے انسان تقدم نہ کرے اور ان کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ اس کا بہت لحاظ کرتے تھے اور اپنی آوازوں کو پست رکھتے تھے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ
”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز

سے بات کر دجیے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

اگر تمہاری آواز میرے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند ہوگئی تو ہم تمہارے کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے اور تمہیں اس کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔“

چنانچہ آج بھی یہ ادب اپنی جگہ موجود ہے آپ مولاہ شریف پر جائیں تو اس وقت بھی یہ آیت وہاں لکھی ہوئی ملے گی:

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

کسی معاملہ میں نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر اپنی مرضی کو مقدم کر دینا، اس کو تقدم کہا جاتا ہے، ہمارے اکابر تو اس کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر میرے کسی فتویٰ کے مقابلے میں کسی شخص کو نبی اکرم ﷺ کی کوئی ضعیف حدیث بھی مل جائے تو اس کو چاہیے کہ میرے قول کو چھوڑ کر محبوب ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرے۔

حضور ﷺ سے محبت کا تیسرا تقاضا

تیسرا تقاضا:

إِعْدَامُ جَمِيعِ أَسْبَابِهِ وَإِكْرَامُ مُشَاهِدِهِ وَأُمُكِنَتِهِ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کے متعلق جو بھی چیزیں ہوتی ہیں ان سے بھی محبت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مجنوں ایک مرتبہ کتے کے پاؤں چوم رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ پاؤں کیوں چوم رہے ہو؟ کہنے لگا کہ یہ لیلیٰ کی گلی سے ہو کے آیا ہے، تو اگر دنیا کے

مجنوں ایسے ہیں تو نبی اکرم ﷺ کی محبت تو اس سے بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ لہذا ہمیں ان شہروں اور ان چیزوں سے محبت ہونی چاہیے جو نبی اکرم ﷺ کے استعمال میں رہیں، یا جن کا کسی بھی طرح نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہے۔ امام مالکؒ کا یہ حال تھا:

كَانَ مَالِكٌ لَا يَرْكَبُ بِالْمَدِينَةِ دَابَّةً وَكَانَ يَقُولُ أَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَطَاثُرَبَةً فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَافِرِ دَابَّةٍ

مجھے زیب نہیں دیتا کہ مدینہ کے جن راستوں پر میرے آقا علیہ السلام چلے ہوں، مالک اپنی سواری کے سموں سے اس کو پامال کرے، چنانچہ مدینہ طیبہ میں سواری پر بھی سوار نہیں ہوا کرتے تھے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو بئر علی، جو مدینہ کے باہر ایک جگہ ہے، وہیں پر جوتے اتار دیئے۔ کسی نے کہا کہ حضرت! سنگلاخِ زمین ہے اور آپ کا جسم نازک ہے، پاؤں زخمی ہو جائیں گے، فرمایا کہ زخموں کی تکلیف برداشت کر لوں گا، میں اپنے آقا علیہ السلام کی اس زمین پر جوتوں کے ساتھ چلنا پسند نہیں کرتا۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا احادیثِ مبارکہ کا اتنا ادب تھا کہ بے وضو ہاتھ نہیں لگایا کرتے تھے، ایک مرتبہ مفتی کفایت اللہؒ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ بتاؤ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کیسے اتنے بڑے علامہ بنے ہیں؟ تو جن طلبہ کو تفسیر سے لگاؤ تھا وہ کہنے لگے کہ بڑے مفسر تھے، جن کو حدیث شریف سے شغف زیادہ تھا وہ کہنے لگے کہ بڑے محدث تھے، جن کو شعر و سخن سے لگاؤ تھا وہ کہنے لگے کہ ان کا شعری کلام بہت اعلیٰ تھا۔

حضرت خاموش رہے، پھر آخر میں مفتی کفایت اللہ نے فرمایا کہ یہ سوال ایک مرتبہ کسی نے خود علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے پوچھ لیا کہ حضرت! آپ علم کے اس مرتبہ تک کیسے پہنچے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اللہ نے اتنا ادب دیا کہ میں بے وضو کبھی حدیث پاک کی کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتا، اور کتابوں کے رکھنے میں بھی ان کے درجے کا خیال رکھتا ہوں، قرآن پاک پر اس کی تفسیر کو نہیں رکھتا، تفسیر پر حدیث کو نہیں رکھتا، حدیث پر فقہ کی کتاب کو نہیں رکھتا، اور فقہ کی کتاب کے اوپر تاریخ کی کتابیں نہیں رکھتا، میں رکھنے میں بھی ان کے مدارج کا خیال رکھتا ہوں، پھر فرمانے لگے کہ اکثر لوگ بخاری شریف کا حاشیہ پڑھنے کے لئے بخاری شریف کو اپنا ماتحت بناتے ہیں، فرمانے لگے کہ میں بخاری شریف جب بیٹھ کر پڑھتا ہوں تو جب سیدھا حاشیہ پڑھ لیتا ہوں اور دوسری طرف پڑھنا ہوتا ہے تو میں اٹھ کے خود دوسری طرف جاتا ہوں اور وہاں سے بیٹھ کے حاشیہ پڑھتا ہوں، اسی وجہ سے ان کو کثرت کے ساتھ نبی ﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اسہال لگ گئے، کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے کھانے میں کوئی ایسی چیز کھالی ہوگی؟ فرمانے لگے کہ چند دن سے زیارت نہیں ہوئی، اس خوف سے اسہال لگ گئے کہ میری کسی کوتاہی کی وجہ سے اس نعمت سے مجھے محروم نہ کیا گیا ہو۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے اٹھارہ سال مسجد نبوی میں بیٹھ کے حدیث کا درس دیا، ایک ایک دن میں گیارہ گیارہ اسباق پڑھاتے تھے، ایک مرتبہ روضہ انور کھولا گیا اور آپ کو روضہ انور کے اندر جانے کا موقع ملا تو نیچے فرش کی جو جگہ تھی وہاں جا کر آپ نے اپنی ریش سے اس کو صاف کرنا شروع کر دیا، تو کسی نے پوچھا کہ ریش

سے صفائی کر رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے کہ جس کی سنت ہے اسی کی حرمت پر قربان کر رہا ہوں، کیا محبت ان کے دل میں ہوگی!! اللہ اکبر کبیرا
امام مالک کو کسی نے آ کر ایک کمان دکھائی اور یہ کہا کہ یہ کمان نبی ﷺ کے استعمال میں رہی ہے۔ قَالَ مَا لِكَ اِمَامٌ مَالِكٌ فَرَمَاتے ہیں: مَا مَسَسَتْ الْقَوْسَ بِيَدِي اِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغْنِي اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهِ ”جب سے مجھے پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کمان کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہے، میں نے اس کو کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔“

حضور ﷺ سے محبت کا چوتھا تقاضا

چوتھا تقاضا:

حُبُّ الصَّحَابَةِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ

نبی علیہ السلام کے اہل بیت اور آپ کے صحابہ کرامؓ سے انسان محبت کرے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ اللہ فِیْ أَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ أَحَبَّهُمْ ”جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا تو صحابہؓ سے اور اہل بیت سے محبت کرنی ہے، کیونکہ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَحَبَّ مَنْ يُحِبُّ ”بندہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو جو چیزیں اس کو محبوب ہوتی ہے وہ ان سے بھی محبت کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے: ابْنُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُهُمْ ”انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ حضرت انسؓ روایت

کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَثَلُ أَصْحَابِي كَمَثَلِ الْجِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِهِ جِيسَ آٹے کے اندر نمک ہوتا ہے کہ اس کے بغیر روٹی بے ذائقہ ہوتی ہے، میرے صحابہؓ کی محبت نمک کی مانند ہے، اس کے بغیر انسان کا ایمان بے ذائقہ ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث مبارک میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي وَرَدَ عَلَى الْحَوْضِ جِو میرے صحابہؓ کی عزت و حرمت کی حفاظت کرے اس کو چاہیے کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس آئے وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْنِي فِي أَصْحَابِي لَمْ يَرِدْ عَلَى الْحَوْضِ اور جو میرے صحابہؓ کی عزت و حرمت کی حفاظت نہ کرے، اس کو چاہیے کہ حوض کوثر پر میرے سامنے ہی نہ آئے۔

سیدنا حسنؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا لِكُلِّ شَيْءٍ أَسَاسٌ ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے وَأَسَاسُ الْإِسْلَامِ حُبُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ اور اسلام کی بنیاد نبی ﷺ کے اصحاب اہل بیت کے ساتھ محبت کرنا ہے۔ ایوب سختیائیؒ فرماتے تھے مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ فَقَدْ أَقَامَ الدِّينَ جس نے ابو بکر سے محبت کی اس نے دین کو قائم کر لیا وَمَنْ أَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ أَوْضَحَ السَّبِيلَ جس نے عمر سے محبت کی اس کے اوپر راستہ واضح ہو گئے وَمَنْ أَحَبَّ عُثْمَانَ فَقَدْ اسْتَضَاءَ بِنُورِ اللَّهِ جس نے عثمان سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے نور پالیا وَمَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا اور جس نے علی سے محبت کی فَقَدْ أَخَذَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا وَمَنْ أَحْسَنَ الشَّنَاءِ عَلَى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ اور جو شخص صحابہ کرامؓ کی خوب تعریف کرے فَقَدْ بَرَأَ مِنَ النِّفَاقِ وہ شخص نفاق سے بری ہو گیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضور ﷺ سے محبت کا پانچواں تقاضا

پانچواں تقاضا:

الافتداء بہ

انسان نبی ﷺ کے ساتھ محبت کرے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ اب وہ نبی ﷺ کی سنت کی پیروی کرے۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

م لو كان جبک صادقاً لاطعته

ان المحب لمن يحب مطيع

”اگر تو محبت میں سچا ہوتا تو اطاعت کرتا، اس لئے کہ محبت جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔“

صحابہ کرامؓ میں حضور ﷺ کی مکمل اطاعت کے چند نمونے:

صحابہ کرامؓ اطاعت کرنے میں اتنے کامل تھے کہ انسان حیران ہوتا ہے، چنانچہ ابن عمرؓ عمرؓ کے سفر پہ جارہے ہیں، راستے میں ایک جگہ سواری کھڑی کی، سواری سے نیچے اترے اور قریب میں درختوں کی جگہ تھی، وہاں پر گئے اور اس طرح بیٹھے کہ جیسے قضائے حاجت کے لئے انسان بیٹھتا ہے، مگر فارغ نہیں ہوئے، ویسے ہی اٹھ کے واپس آئے اور سفر شروع کر دیا، رفقاء سفر نے پوچھا کہ حضرت! اگر حاجت نہیں تھی تو آپ خود بھی رکے، ہمارا بھی وقت لگوا یا؟ تو فرمایا کہ مجھے ضرورت تو نہیں تھی، مگر ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ میرے آقا ﷺ یہاں رکے اور قضائے حاجت کے لئے یہاں آ کر بیٹھے، اگرچہ مجھے ضرورت نہیں تھی

لیکن میرا جی چاہا کہ میں وہی عمل کروں جو میرے آقا ﷺ نے کیا، کیا واللہ نہ محبت تھی ان کے اندر!!!

خلافت فاروقی کا واقعہ ہے، جب بارش ہوتی تو مسجد نبوی کے صحن میں پانی بھر جاتا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عباسؓ کا گھر قریب تھا اور ان کی چھت کا پرنا لہ مسجد نبوی کے صحن میں آتا تھا تو سارا پانی مسجد کے صحن میں آنے کی وجہ سے کیچڑ ہو جاتا، لوگوں کو تکلیف ہوتی، چنانچہ سیدنا عمر فاروقؓ نے جب دیکھا کہ سب نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ اس پرنا لے کو یہاں سے ہٹا دیا جائے، بڑے فائدے کی خاطر چھوٹے چھوٹے نقصان اٹھا لینے چاہئیں، یہ شریعت کا اصول ہے۔ اب جب ابن عباسؓ کو پتہ چلا تو انہوں نے ابن کعبؓ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، ابن کعبؓ نے بلالیا، آپ دیکھئے کہ امیر المؤمنین بھی وہیں کھڑے ہیں اور ابن عباسؓ بھی وہاں کھڑے ہیں، پوچھا کیا بات ہے؟ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ لوگوں کے عمومی فائدے کے لئے میں اس طرح کا حکم دیا ہے کیونکہ میں لوگوں کو تکلیف سے بچانے کا ذمہ دار ہوں۔ ابن عباسؓ نے جواب میں کہا کہ آپ کی بات اپنی جگہ، مسئلہ یہ ہے کہ اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس پرنا لے کو یہاں لگایا تھا، میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس پرنا لے کو اسی جگہ دیکھوں، اتنا سننا تھا کہ عمر فاروقؓ نے کہا ابن کعبؓ! آپ فیصلہ کر دیجئے کہ پرنا لے اپنی جگہ پر لگے گا، مگر فرق یہ ہوگا کہ اب عمر فاروق رکوع کی حالت میں کھڑا ہوگا اور ابن عباسؓ میری کمر پر سوار ہو کر اس پرنا لے کو فٹ کریں گے، جس کو میرے آقا ﷺ نے فٹ کیا تھا، چنانچہ ایسے ہی ہوا، ابن عباسؓ نے پرنا لے لگایا

اور نیچے اتر کر کہا بس میں نے اس کو ایک دفعہ دیکھ لیا، اب میں پورا مکان مسجد نبوی کے اندر شامل کر دیتا ہوں، کیا محبت تھی ان صحابہؓ کو، نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کے عاشق تھے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ فلاں دروازہ اگر عورتوں کے لئے (مخصوص) Separate کر دیا جائے تو بہت اچھا ہوگا اس کو باب النساء کہا جاتا تھا، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں پوری زندگی اس باب النساء سے کبھی مسجد میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ میرے آقا ﷺ نے فرمادیا کہ یہ عورتوں کے لئے الگ کر دیا جائے۔

ہمارے قریب کے زمانے میں اکابر علماء دیوبند کو اللہ رب العزت نے یہ شان عطا فرمائی، وہ بھی سنت کے عاشق تھے، چنانچہ اکابر علماء دیوبند میں سے ایک ایک کی زندگی کو پڑھ لیجئے آپ کو ان کا ظاہر سنت سے بالکل مزین نظر آئے گا، ہر چھوٹی بڑی سنت کے اوپر عمل کرنا، یہ ان کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا، وہ لطف اٹھاتے تھے، جیسے بچہ کوئی لفظ بولے مثلاً دودھ کو ”دڈھو“ کہے تو ماں بھی کہتی ہے: ابھی دڈھو دیتی ہوں حالانکہ وہ دودھ کہہ سکتی ہے مگر نہیں، اس کو بچے سے محبت ہے بچے نے جس لفظ کو جیسے کہا محبت تقاضا کرتی ہے کہ اس لفظ کو ویسے ہی بولیں، صحابہؓ کا بالکل یہی حال تھا اور ہمارے اکابر دیوبند کا بھی یہی حال تھا، ایک ایک عمل میں نبی ﷺ کی سنت پر عمل کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے بارے میں فرنگی نے وارنٹ جاری کر دیئے کہ ان کو گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دو، حضرت کو اطلاع ملی تو حضرت روپوش ہو گئے، تین

دن کے بعد پھر نظر آنے لگے، کسی نے کہ آپ کی تو پھانسی کا حکم ہے، زندگی کا مسئلہ ہے، بہتر ہے کہ آپ چھپ جائیں، حضرت نانوتویؒ نے جواب دیا کہ میں نے نبی ﷺ کی مبارک زندگی میں دیکھا مجھے غارِ ثور کی تین راتیں روپوشی کی حالت میں گزری ہوئی نظر آئیں میں نے اس سنت پر عمل کر لیا، اب میں باہر آ گیا ہوں اب اگر کوئی پھانسی بھی چڑھا دے تو میں چڑھنے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی آخری عمر میں موتیابند آ جانے کی وجہ سے بینائی چلی گئی تھی مگر حضرت ان دنوں بھی باقاعدگی کے ساتھ سرمہ استعمال کرتے تھے، عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بینائی تیز کرنے کے لئے سرمہ لگایا جاتا ہے چنانچہ ایک آدمی نے کہا کہ حضرت! آپ کی بینائی بھی نہیں اور آپ سرمہ لگاتے ہیں؟ فرمایا کہ میں بینائی کی نیت سے نہیں اپنے آقا ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی نیت سے روزانہ سرمہ لگاتا ہوں۔

حضور ﷺ سے محبت کا چھٹا تقاضا

چھٹا تقاضا:

بُغْضُ مَنْ أَبْغَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

جو بندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغض رکھے تو دل میں ان کے خلاف بغض رکھنا، محبت کرنے والوں سے محبت کرنا۔ اس کی آسان سی مثال ہے کہ جب کسی عورت کے یہاں بیٹا ہو تو اس کی محبت کے پیمانے بدل جاتے ہیں، پہلے اس کی محبت کا اور حساب تھا، اب اس کی محبت بچے کی بنیاد پہ ہے جو بچے سے محبت کرے اس سے وہ محبت کرتی ہے، جو بچے سے نفرت کرے، اس سے وہ نفرت کرنے لگ جاتی ہے تو ماں اگر

بچے کی وجہ سے نفرت کرتی ہے یا محبت کرتی ہے تو پھر مومن کا بھی یہی معاملہ ہے جو نبی ﷺ سے محبت کرے ان کے ساتھ محبت کا تعلق رکھنا اور جو نفرت کرے ان کے ساتھ نفرت کا معاملہ کرنا۔ ام حبیبہؓ نبی ﷺ کی زوجہ ہیں ان کے والد مکہ مکرمہ سے کوئی پیغام لے کر آتے ہیں، سوچنے لگے کہ چلو میں بیٹی کے یہاں اتر جاؤں، وہ آئے جب بستر پر بیٹھنے لگے تو ام حبیبہؓ نے فوراً بستر پلٹ دیا، تو باپ نے کہا: بیٹی باپ کے آنے پر بستر بچھایا کرتے ہیں، بستر پلٹا نہیں کرتے، تم نے یہ کیا کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا آپ کی بات اپنی جگہ سچی ہے مگر مجھے زیب نہیں دیتا کہ یہ میرے آقا ﷺ کا بستر ہو اور اس کے اوپر ایک مشرک آ کر بیٹھ جائے۔

حضور ﷺ سے محبت کا ساتواں تقاضا

ساتواں تقاضا:

كثْرَةُ ذِكْرِهِ

جب محبت ہوتی ہے تو انسان یاد بھی بہت کثرت سے کرتا ہے، ہر وقت یہی خیال رہتا ہے مَنْ أَحَبُّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهُ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا اکثر تذکرہ کرتا ہے اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے کہ اللہ رب العزت کو نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو قرآن مجید میں دیکھئے کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کا کتنا تذکرہ کیا ہے جگہ جگہ تذکرہ نظر آتا ہے بلکہ حضرت نانو تو "فرمایا کرتے تھے کہ ایک ایک آیت نبی ﷺ کی شان بتلاتی ہے، اتنی کثرت کے ساتھ اللہ کے حبیب ﷺ کا تذکرہ ہے، معلوم ہوا کہ جب محبت ہوتی ہے تو انسان کثرت سے یاد کرتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب خلیفہ بنے تو جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الْعَامَ الْأَوَّلَ فَبُكِيَ ” میں نے نبی ﷺ سے پچھلے سال سنا اور اتنے لفظ کہہ کر رونا شروع کر دیا۔ پھر دوبارہ آنسو پونچھ کر بات شروع کی اور پھر رونا شروع کر دیا پھر تیسری مرتبہ آنسو پونچھے اور تیسری مرتبہ بات کہی اور تیسری مرتبہ بھی رونا شروع کر دیا، بات بات پہ ان کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے تھے، نبی ﷺ کی یاد ان کے دلوں کو مچلا کے رکھ دیا کرتی تھی۔

عبداللہ بن عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے، پاؤں سو گیا، جیسے اٹھتے ہوئے پاؤں سو جاتا ہے، سن ہو جاتا ہے تو کسی نے کہا اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ ” آپ کو جس سے سب سے زیادہ محبت ہے اس کا نام لیجئے تو یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔“ فَصَاحَ بِأَمِّ حَمْدَاهُ فَانْتَشَرَتْ فَوْرًا كَهْنٍ لَكَا مُحَمَّدٌ ﷺ اور اسی وقت ان کا پاؤں بالکل ٹھیک ہو گیا، بے اختیار زبان سے وہ لفظ نکلا جس سے واقعی ان کو سب سے زیادہ محبت تھی۔

صحابہؓ جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو وہ نبی ﷺ کی باتیں اس طرح سناتے تھے جیسے آج کل کے دور میں لوگ ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو آنس کریم کی پیشکش کرتے ہیں، ان کے نزدیک نبی ﷺ کا تذکرہ کرنا اس طرح محبوب ہوا کرتا تھا، آپ ﷺ کی باتیں ایک دوسرے کو سنانا ان کا محبوب کام ہوا کرتا تھا۔

حضور ﷺ سے محبت کا آٹھواں تقاضا

آٹھویں چیز:

كَثْرَةُ شَوْقِهِ إِلَى لِقَائِهِ

جب نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو ان سے ملاقات کی تمنا بھی ہوتی ہے، جب بھی محبت ہو تو دل ملاقات کرنے کو چاہتا ہے۔ صحابہؓ کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، نبی ﷺ نے ایک بوڑھے میاں کو دیکھا کہ وہ آتے ہیں، خاموشی سے بیٹھے رہتے ہیں، پھر اٹھ کے چلے جاتے ہیں، پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ کہا: اے اللہ کے حبیب ﷺ میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور جب مجھے آپ کی یاد آتی ہے تو میں آپ کے مجلس میں حاضر ہو کر بیٹھتا ہوں، آپ کے چہرہ انور کا جی بھر کے دیدار کرتا ہوں اور پھر خاموشی سے اٹھ کے واپس چلا جاتا ہوں میں آتا ہی ہوں دیدار کرنے کے لئے۔

چنانچہ کئی صحابہؓ تھے کہ نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! یہ آنکھیں تو تھیں آقا ﷺ کے دیدار کے لئے جب انہوں نے پردہ کر لیا تو اللہ ہماری بینائی کو زائل کر دیجئے۔ بعض صحابہؓ نے قسمیں کھائی ہوئی تھیں کہ ہم صبح اٹھیں گے تو سب سے پہلے نبی ﷺ کا دیدار کریں گے، معلوم نہیں انہوں نے قسمیں کیسے پوری کی ہوں گی، اتنی محبت تھی ان کو نبی ﷺ سے۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھے میرے احباء سے جلدی ملا دینا۔ ثوبانؓ آپ کے غلام عرض کرنے لگے: اے اللہ کے حبیب ﷺ، ہم آپ کے غلام ہیں، ہر وقت حاضر خدمت ہیں، آپ کن کے لئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ! میرے احباء

سے جلدی ملا دینا، نبی ﷺ نے فرمایا: ثوبان! تمہاری محبت بڑی قدر و قیمت والی ہے مگر تم نے میرا دیدار کیا، تم نے جبرئیل کو اترتے دیکھا، قرآن کو اترتے دیکھا، ثوبان! میں جن کے لئے دعا کر رہا تھا یہ وہ لوگ ہیں جو قرب قیامت میں پیدا ہوں گے، انہوں نے مجھے نہیں دیکھا ہوگا، ہاں انہوں نے اپنے علماء سے میرے تذکرے سنے ہوں گے اور فقط تذکرے سن کر ان کو مجھ سے اتنی محبت ہوگی کہ اگر ان کو اختیار دیا جاتا کہ اپنی اولاد بیچ کر میرا دیدار کرتے تو وہ ایسا کر گزرتے، میں ان کے لئے دعا کر رہا ہوں کہ اللہ! مجھے ان احباء سے جلدی ملا دینا۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مِنْ أَشَدِّ أُمْتِي لِيْ حُبًّا نَّاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي يَوْذُ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ ”میرے بعد میری امت میں مجھ سے محبت کرنے والے ایسے بھی لوگ ہوں گے جو تمنا کریں گے کہ کاش میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال کے بدلے آپ ﷺ کا دیدار کر لیتا۔“ واقعی جن کو محبت ہوتی ہے ان کا ایسا ہی دستور ہے۔

عبدہؓ ایک صحابیہ ہیں، فرماتی ہیں کہ میرے والد خالد بن معدان جب رات کو بستر پہ سونے کے لئے آتے تو نبی ﷺ اور صحابہؓ کو یاد کرتے اور کہتے کہ هُمْ أَصْلِي وَفُضِّلِي وَإِلَيْهِمْ يَحْنُو قَلْبِي، طَالَ شَوْقِي إِلَيْهِمْ فَعَجَلَ رَبِّ قَبْضِي إِلَيْهِمْ ”وہ میرے اصل اور فصل تھے، میرا دل اداس ہے، اللہ! جلدی میری روح کو قبض کر کے مجھے ان کے ساتھ واصل فرما“، انسان کو ایسی محبت ہو جاتی ہے۔

چنانچہ سیدنا عمرؓ کی محبت کا اندازہ لگائیے کہ ایک مرتبہ رات کا وقت ہے اور وہ

مدینہ طیبہ کی گلیوں میں راؤنڈ کر رہے تھے، ایک دروازے پر ان کو تھوڑی آواز آئی، سننے کے لئے کھڑے ہو گئے، محسوس ہوا کہ کوئی بڑی عمر کی عورت ہے اور وہ نبی اکرم ﷺ کی محبت میں اشعار پڑھ رہی ہے، سنتے رہے، سنتے رہے، دل چل اٹھا، جب بوڑھی عورت نے اشعار مکمل کئے تو حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا، بوڑھی عورت نے پوچھا کہ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا؟ جواب دیا، عمر فاروق، بولی: امیر المؤمنین! رات کے اس وقت میں مجھ بڑھیا کے دروازے پر آپ کیسے آئے؟ فرمانے لگے کہ میں ایک تمنا اور فریاد لے کے آیا ہوں، تم اس کو پورا کر سکتی ہو، بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا، کہا کہ امیر المؤمنین تشریف لائیے، حضرت عمرؓ داخل ہوتے ہیں اور زمین پر بیٹھ جاتے ہیں، بڑھیا کہتی ہے بستر پہ بیٹھیں فرماتے ہیں: جب تک آپ میری تمنا نہ پوری کریں گی میں بستر پر نہیں بیٹھوں گا، اس نے کہا: میں بوڑھی عورت: کس تمنا کو پورا کر سکتی ہوں؟ تو کہا آپ ابھی نبی ﷺ کی محبت میں جو اشعار پڑھ رہی تھیں، اس کے آخری شعر کے معنی یہ تھے کہ اللہ! مجھے جنت میں اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ اکٹھا کر دینا، میری فریاد یہ ہے کہ اپنے شعر میں تھوڑی سی ترمیم کر کے یوں پڑھ دو: اللہ! مجھے اور عمر فاروق کو جنت میں اپنے محبوب کے ساتھ اکٹھا کر دینا، کیا محبت تھی ان کے دلوں میں نبی ﷺ کی!!! اللہ اکبر کبیرا

کہتے ہیں کہ محبوب ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت بلالؓ نے صرف دو مرتبہ اذان دی۔ ایک جب بیت المقدس فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ آپ نبی ﷺ کے مؤذن، آپ اس قبلہ میں بھی وہی اذان سنائیں، تو امیر المؤمنین کے حکم

کی وجہ سے وہاں اذان دی، اور دوسرا موقع جب سیدنا بلالؓ ملک شام میں ایک رات اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے، نبی ﷺ کا دیدار ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: بلال! کتنی سرد مہری، اتنا عرصہ ہوا ملاقات کو نہیں آتے؟ اسی وقت اٹھے، بیوی سے کہا کہ فوراً تیاری کرو، چنانچہ سفر پہ چل پڑے، اللہ کی شان کہ وہ بالآخر مدینہ طیبہ پہنچے، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری دی، سلام پڑھا، مواجہ شریف پر نماز کا وقت ہو گیا، نماز کے وقت صحابہؓ نے کہا کہ آپ اذان دیں، فرمانے لگے کہ جب میں اذان دیتا تھا اور جب اشہدان محمد رسول اللہ کہتا تھا تو آقا ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کرتا تھا، اب اگر پڑھوں گا اور میں دیدار نہ کر سکوں گا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو سکے گا، لہذا میں اذان نہیں دیتا، صحابہ سے تو انکار کر دیا اتنے میں شہزادے حسن و حسینؓ آ گئے، انہوں نے کہ جی چاہتا ہے کہ نانا جان کے زمانے کی اذان سنیں، اب ان کی فرمائش ایسی تھی کہ انکار کی گنجائش نہیں تھی، چنانچہ حضرت بلالؓ اذان دینے مسجد نبوی میں کھڑے ہوئے، وہ آواز جس کو صحابہؓ سنتے تھے اور آقا ﷺ کا دیدار کرتے تھے، آج وہی اذان کی آواز آرہی تھی، صحابہ حیران ہیں، محبوب ﷺ کی یاد نے دلوں کو تڑپا کے رکھ دیا، مرد بھی رو رہے ہیں، قریب کے گھروں میں آواز گئی تو عورتیں بھی حیران ہوئیں کہ یہ آواز کہاں سے آگئی، انہوں نے اپنے سروں پر برقعے لئے چادریں لیں اور وہ بھی آگئیں، اب عورتیں گلی میں اس آواز کو سن کر رو رہی ہیں، مرد مسجد میں رو رہے ہیں اور جب اذان ختم ہوئی تو عجیب معاملہ اس وقت ہوا، ایک عورت کے بیٹے نے اپنی ماں سے سوال کیا: اماں اتنے عرصے بعد حضرت بلالؓ تو واپس آ گئے یہ بتائیں

کہ نبی ﷺ کب واپس آئیں گے؟ صحابہؓ اس طرح یاد کرتے تھے اور اس طرح رویا کرتے تھے۔ جب بلالؓ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کی بیوی نے کہا **وَاحْزَنَاهُ نَوْرًا** کہنے لگے **وَاطْرَبَاهُ غَدًا أَلْقَى مُحَمَّدًا وَحِزْبَهُ** ”کتنی خوشی کی بات ہے کل نبی ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے ساتھ میری ملاقات ہو جائے گی۔“

حضور ﷺ سے محبت کا نواں تقاضا

نواں تقاضا:

الْشَّفَقَةُ عَلَى أُمَّتِهِ وَالسَّعْيُ فِي مَصَالِحِهِمْ كَمَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَوْفًا رَحِيمًا

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ کو امت کے ساتھ محبت تھی آپ امت کے لئے رَوْفِ رَحِيم تھے لہذا رَأْفَت اور رحمت اس بندے کے دل میں بھی ہونی چاہیے جو نبی ﷺ کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیاوی کاموں میں بھی ہمیں لوگوں کے کام آنا چاہیے اور نیکی کی تلقین کرنے میں بھی ان کا خیال رکھنا چاہیے، وہ غم جو نبی ﷺ کے سینہ انور میں تھا جس کی وجہ سے آپ راتوں کو روتے تھے، اتنی لمبی تہجد پڑھتے تھے **حَتَّى تَتَوَرَّمَ قَدَمَاهُ** کہ قدمین مبارک متورم ہو جاتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے نبی ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میرے دل میں شک ہونے لگا کہ پتہ نہیں کہیں روح ہی نہ پرواز کر گئی ہو۔ میں اٹھی اور میں نے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا، تب مجھے اندازہ ہوا کہ نہیں، آپ ﷺ کی روح ابھی موجود ہے، اتنا لمبا سجدہ امت کے لئے فرماتے تھے، کیونکہ آپ کو محبت تھی۔ چنانچہ نبی ﷺ کا وہ غم جو

آج کے دور میں اپنے دل میں رکھے گا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے زندگی کو وقف کرے گا اللہ کے نبی ﷺ کا وہ محبوب بنے گا۔

ذرا سنئے! ایک عجیب حدیث مبارکہ ہے حضرت انسؓ اس کے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنْ اَقْوَامٍ لَّيْسُوا بِاَنْبِيَاءٍ وَلَا شُهَدَاءٍ ”کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو نہ انبیاء ہوں گے نہ وہ شہداء ہوں گے يَغْبِطُهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ“ قیامت کے دن ان پر انبیاء اور شہداء رشک کر رہے ہوں گے، سبحان اللہ! کیا شان والے لوگ ہیں کہ وہ انبیاء نہیں، شہداء نہیں مگر ان کو اللہ وہ مقام دیں گے وہ اکرام عطا کریں گے کہ انبیاء اور شہداء ان کے اوپر رشک کریں گے بِمَنَازِلِهِمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُّورٍ ”نور کے منبروں پر ہوں گے يَكُونُونَ عَلَيْهَا قَالُوا وَمَنْ هُمْ صَاحِبُهُ“ پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ وہ کون ہوں گے؟ قَالَ نَبِيٌّ ﷺ نے فرمایا الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ عِبَادَ اللّٰهِ اِلَى اللّٰهِ وَيُحِبُّوْنَ اللّٰهَ اِلَى عِبَادِهِ وَهُمْ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ نُصَحَاءً ”جو بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ کو بندوں کا محبوب بناتے ہیں اور وہ دنیا میں لوگوں کو نصیحت کی بات کرنے والے ہیں، صحابہؓ نے پوچھا: اے اللہ کے حبیب ﷺ یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کو بندوں کا محبوب بناتے ہیں، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں، گناہوں سے روکتے ہیں یا مرونہم يحب الله وھنھونہم عما كره الله فاذا اطاعوہم احبھم الله ”جب بندے گناہ چھوڑ دیتے ہیں اور اللہ کی فرماں برداری

کرتے ہیں تو وہ اللہ کے محبوب بن جایا کرتے ہیں۔ اب سوچیے کہ نبی ﷺ نے جن لوگوں کے بارے میں یہ بتلایا، وہ آج امت میں ہمیں اپنی آنکھوں سے نظر آسکتے ہیں۔

ذرا حالات زندگی پڑھ کر دیکھئے ان اکابر علماء دیوبند کی جماعت میں آپ کو ایک کمزوری شخصیت ملے گی، ایک کمزوری شخصیت لوگوں کے دروازے پر جا رہی ہے لوگوں میں روٹی کا سوال کرنے نہیں آیا، میں تم سے زندگی کا سوال کرنے آیا ہوں میں تم سے وقت کا سوال کرنے آیا ہوں کون ہیں؟ میرا نام الیاس ہے میرے دل میں اللہ نے وہی محبت ڈالی ہے وہی غم ڈالا ہے میں سلام کرتا ہوں اس جماعت کی عظمت کو کہ جنہوں نے نبی ﷺ کے غم کو اپنا غم بنایا، آج دنیا کے سینکڑوں ممالک کے اندر جو اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملاتے پھر رہے ہیں، یہ نبی ﷺ کے محبوب بندے زندگیاں لگا دیتے ہیں، سال لگا دیتے ہیں، اپنا مال اپنی جان اپنا سب کچھ صرف کر دیتے ہیں اس لئے کہ اللہ سے اللہ کے بندے جڑ جائیں، کافر ہوتے ہیں ان کو مسلمان بنا لیتے ہیں، جو مسلمان غفلت میں پڑے ہوتے ہیں ان کو جگا دیتے ہیں ان کو اللہ سے واصل کر دیتے ہیں یہ نعمت بھی اللہ نے اکابر علماء دیوبند کو عطا فرمائی کہ نبی ﷺ کی اس نعمت کے وارث بھی یہی بنے۔ وہ علماء جو وعظ و نصیحت کا کام کرتے ہیں وہ مشائخ، وہ داعی حضرات جو وعظ و نصیحت کا کام کرتے ہیں وہ سارے کے سارے اسی خوشخبری کے اندر شامل ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ کو بندوں کا محبوب بنادیتے ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ جتنی امت کے ساتھ شفقت نبی ﷺ کو تھی اور جتنی محبت نبی ﷺ کو تھی، ایسی محبت کو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، آپ ذرا غور کیجئے کہ دنیا میں جتنی محبتیں سب غرض والی محبتیں ہیں، میاں بیوی کی محبت غرض والی، بیوی کو خاوند کی ضرورت ہے خاوند کو بیوی کی ضرورت ہے، اولاد ماں باپ کی محبت غرض والی، اولاد کو ماں باپ کی ضرورت ہے، ماں باپ کو اولاد کی ضرورت ہے، بھائی بھائی کی محبت بھی غرض والی، دوسرے کے Help (تعاون) کی ضرورت ہے، پڑوسی کی محبت بھی غرض کی بنیاد ہے، ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر استاد شاگرد کی محبتیں ہیں تو وہ بھی غرض والی کیونکہ استاد پڑھا رہا ہے تاکہ مجھ سے اللہ راضی ہو جائیں گے اور شاگرد پڑھ رہا ہے تاکہ مجھے علم مل جائے حتیٰ کہ پیر مرید کی محبت بھی غرض کی محبت ہے کیونکہ مرید کے دل میں ہے کہ میری تربیت ہوگی اور پیر کے دل میں ہے کہ اللہ راضی ہو جائیں گے تو معلوم ہوا کہ محبت جیسی بھی ہو ہے تو غرض والی۔

ایک مرتبہ ذہن نے سوچا کہ کوئی محبت دنیا میں بے غرض ہے؟ تو ذہن نے جواب دیا کہ مخلوق کی محبت بے غرض نہیں ہو سکتی، کوئی نہ کوئی غرض تو لگی ہی ہوگی پھر سوچا کہ کوئی محبت بے غرض ہوگی، ذہن نے کہا اگر دنیا میں بے غرض محبت دیکھنی ہے تو ذرا چودہ سال پیچھے چلے جاؤ رات کا اندھیرا ہو گا تم ایک ہستی کو دیکھو گے مصلے کے اوپر سجدے میں ہے یا رب امتی یا رب امتی کہہ رہا ہے۔ کیا اس ہستی کو اپنے درجات کے لئے کی طمع تھی؟ نہیں ان کو پہلے اللہ نے فرما دیا تھا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ

ان کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

میرے محبوب! تجھے اتنا عطا کروں گا کہ تو بس بس کرنے لگ جائے گا، پھر وہ بھی کیوں رو رہی ہے؟ اتنا لمبا سجدہ کہ بیوی پاؤں ہلا کے دیکھتی ہے کہ ابھی زندگی تو ہے یا نہیں، یہ کیوں رو رہے ہیں؟ یہ امت کے اوپر شفقت کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ نبی ﷺ کو امت کے ساتھ ایسی محبت تھی اس لئے قیامت کے دن انبیاء بھی نفسی نفسی پکارتے ہوں گے ایک اللہ کے حبیب ﷺ ہوں گے جو اس دن بھی امتی امتی فرما رہے ہوں گے اللہ کے حبیب ﷺ کو اس قدر امت کے ساتھ شفقت و محبت تھی۔

حضور ﷺ سے محبت کا دسواں تقاضا

نبی ﷺ کے ساتھ محبت ہے تو پھر اس کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ

كثرة الصلوة والسلام عليه

نبی ﷺ کے اوپر کثرت سے صلوٰۃ والسلام پڑھنا، درود شریف پڑھنا، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ہم بھی کثرت سے درود شریف پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

سید القراء ابن کعبؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہا: اے اللہ کے

حبیب ﷺ! میں آپ پر اپنے وقت کا تیسرا حصہ درود شریف پڑھنے میں لگا دوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا تو زیادہ پڑھے تو تجھے زیادہ فائدہ ہوگا، پھر پوچھا اے اللہ کے حبیب ﷺ! میں دو تہائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: زیادہ پڑھے تو زیادہ نفع ہوگا، انہوں نے کہا اے اللہ کے حبیب ﷺ! پھر تو میں پورا وقت ہی آپ پر درود شریف پڑھوں گا قال نبی ﷺ نے اس کے جواب فرمایا کہ اِذَا اُيْغِفِرُ ذَنْبُكَ وَتُكْفَى هَمُّكَ اگر تو ہر وقت مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو اللہ تیرے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تیرے تمام غموں کو اللہ ختم فرما دیں گے۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: الدُّعَاءُ وَالصَّلَاةُ مَعْلُوقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دُعا اور نماز آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہیں فَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ مِنْهُ شَيْئٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ یہ اس وقت تک قبولیت کے لئے اوپر نہیں جا پاتی جب تک کہ ان میں نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا گیا ہو۔ اسی لئے ہر دعا سے پہلے بھی درود شریف پڑھنا چاہیے اور بعد میں بھی درود شریف پڑھنا چاہیے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا الدُّعَاءُ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ لَا يُرَدُّ کہ درود شریف کے درمیان جو دعا مانگی جاتی ہے وہ دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک حدیث شریف میں نبی ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهُ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ اگر کوئی بند لکھ رہا ہو اور لکھتے ہوئے نبی ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آجائے اور وہ نام نامی اسم گرامی کے ساتھ 'صلى الله عليه وسلم' لکھے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تک اس کتاب میں میرے نام کے ساتھ یہ درود شریف لکھا

رہے گا اس وقت تک ایک فرشتہ اس کے لئے استغفار کرتا رہے گا۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اَوَّلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ جو بندہ سب سے زیادہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہوگا، قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب وہی بندہ ہوگا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک عجیب بات فرمائی، فرماتے تھے کہ الصَّلَوةُ عَلَى النَّبِيِّ اَمْحَقُ لِلذُّنُوبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ جس طرح ٹھنڈا پانی آگ کو جلدی بجھا دیتا ہے، درود شریف پڑھنا انسان کے گناہوں کو اس سے بھی زیادہ جلدی بجھا دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَنْ نَسِيَ الصَّلَوةَ عَلَى نَسِي طَرِيقَ الْجَنَّةِ جو مجھ پر درود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ ہی بھول گیا۔ حضرت علیؓ نے ایک خوبصورت بات کہی، فرماتے تھے، واللہ اللہ کی قسم دیکھئے کہ اللہ کی قسم کھا کے بات کر رہے ہیں لَوْ لَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْلِيلِ وَالتَّحْمِيدِ لَجَعَلْتُ كُلَّ اَنْفَاسِي صَلَوةً عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تسبیح، تحمید اور تکبیر کے فضائل نہ بیان فرمائے ہوتے تو میں اپنی زندگی کے ہر سانس کو درود شریف پڑھنے میں ہی خرچ کر دیتا۔

ایک اور حدیث مبارک سنئے! نبی ﷺ کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک نوجوان آیا، نبی ﷺ نے اسے اپنے اور صدیقؓ کے درمیان بٹھا دیا پھر فرمایا ابو بکر! میں نے اس کو تیرے اور اپنے درمیان بٹھا دیا اس بات پہ حیرت تو ہوئی ہوگی؟

کہا اے اللہ کے نبی ﷺ بڑی حیرت ہو رہی ہے، فرمایا اِنْ هَذَا الْفَتَى يُصَلِّيَ عَلَيَّ صَلَوةً مَا يُصَلِّيْهَا عَلَيَّ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِيْ میرا یہ نوجوان امتی مجھ پر ایسا درود شریف پڑھتا ہے کہ جو درود شریف میری امت میں سے کوئی دوسرا مجھ پر نہیں پڑھتا، اس کی وجہ سے اس کو میں نے اپنے قریب بٹھایا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہ درود شریف پڑھتا تھا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّیْ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتُ بِالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُصَلَّیْ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُصَلَّیْ عَلَیْهِ

درود شریف پڑھنے کے چند مقامات:

ہمارے اکابر علماء دیوبند نے باقاعدہ تفصیل لکھی ہے کہ کس کس موقع پر درود شریف پڑھنا چاہیے،

☆ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَالْخُرُوْجِ مِنْهُ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور مسجد سے نکلتے ہوئے

☆ وَالتَّشَهُّدِ التَّيَّاتِ میں بھی درود شریف سب پڑھتے ہیں

☆ وَرُؤْيَةِ الْمَسَاجِدِ جب مسجد پر نظر پڑے تو اس وقت بھی درود شریف پڑھنا چاہیے۔

☆ وَدُخُوْلِ الْأَسْوَاقِ بازار میں داخل ہوتے ہوئے درود شریف پڑھے۔

☆ وَدُخُولِ الْبَيْتِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور گھر سے نکلے ہوئے

☆ وَنِسْيَانِ الْحَاجَةِ اگر بندہ کوئی چیز رکھ کے بھول جائے یا کوئی بات بھول جائے تو اس وقت بھی نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنا چاہیے۔

☆ وَوَقْتُ الْفَقْرِ تنگدستی کے وقت میں بھی درود شریف پڑھے۔

☆ وَفِي الْبِدَايَةِ فِي الْعِلْمِ اور جب کتاب پڑھنے بیٹھے تو بھی درود شریف پڑھے۔

☆ وَفِي الْبِدَايَةِ فِي الْخُطْبِ جب خطبہ دینا ہو تو بھی درود شریف پڑھے۔

☆ وَالْإِنْتِهَاءِ مِنْ مَجَالِسِ الْعِلْمِ جب علم کی مجلس کا اختتام ہو تو بھی درود شریف پڑھے

☆ وَفِي لِقَاءِ الْإِخْوَانِ دو مسلمان بھائی آپس میں ملیں تو بھی درود شریف پڑھے

☆ وَفِي مُوَادَعَتِهِمْ وَمُقَارَفَتِهِمْ اور ایک دوسرے کو رخصت کرتے وقت اور جدا ہوتے وقت بھی درود شریف پڑھنا چاہیے۔

☆ وَمُذَارَسَةِ الْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ ﷺ نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ جب پڑھائی جائے اس وقت بھی درود شریف پڑھے

☆ وَعِنْدَ تَذْكُرَتِهِ ﷺ نبی ﷺ کا جب تذکرہ ہو تو درود شریف پڑھے

☆ وَعِنْدَ ذِكْرِ أَصْحَابِهِ ﷺ کے صحابہ کا تذکرہ ہو تو اس وقت بھی درود

شریف پڑھے

☆ وَعِنْدَ ذِكْرِ شَيْئِي مِنْ مُعَاصِرِهِ نَبِيِّ ﷺ سَ نَسْتَرْكُنْهُ وَالِي كَوْنِي

یادگار چیز کا تذکرہ ہو تو اس وقت بھی درود شریف پڑھے

☆ وَعِنْدَ دُخُولِ الْمَدِينَةِ مَدِينَةِ طَيْبَةٍ مِثْلِهَا دَاخِلٌ هُوَ تَعْنِي بِهِيَ دُرُودُ

شریف پڑھے

☆ اَوْ رَعِنْدَ الْمُرُورِ عَلَى قَبْرِهِ ﷺ جَبْ نَبِيِّ ﷺ كَ سَا مَنِي مُوَا جَ شَرِيفِ

پر حاضِر ہو تو اس وقت بھی درود شریف پڑھے۔

درود شریف کے فوائد:

درود شریف کے فوائد کیا ہیں؟ کچھ دیر یہ بھی ذرا سن لیجئے، فرمایا

☆ اِنَّهَا سَبَبٌ لِهَدَايَةِ الْمُصَلِّي وَحَيَاةِ قَلْبِهِ دُرُودُ شَرِيفِ كَ پڑھنے سے

دل زندہ ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو اللہ ہدایت کے اوپر رکھتے ہیں

☆ اِنَّهَا سَبَبٌ لِّزِيَادَةِ مُحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دُرُودُ شَرِيفِ كَ زیادہ

پڑھنے سے نبی ﷺ کے ساتھ زیادہ محبت بڑھ جاتی ہے۔

☆ اِنَّهَا سَبَبٌ لِّزِيَادَةِ مُحَبَّةِ الْعَبْدِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُو دُرُودُ شَرِيفِ

زیادہ پڑھتا ہے اس بندے کی محبت نبی ﷺ کے قلب مبارک میں بھی زیادہ

ہو جاتی ہے۔

☆ اِنَّهَا سَبَبٌ قُرْبِ الْعَبْدِ مِنْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ دُرُودُ شَرِيفِ كَ زیادہ پڑھنا

قیامت کے دن اللہ رب العزت کے قرب کا سبب بنتا ہے۔

☆ إِنَّهَا أَذَاءٌ لِشَيْنِي مِنْ حَقِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيِّهِ ﷺ کے جو احسانات ہیں درود

شریف کا زیادہ پڑھنا گویا ان احسانات کا بدلہ چکانے والی بات ہے۔

☆ إِنَّهَا سَبَبُ كِفَايَةِ اللَّهِ عَبْدَهُ مَا أَهَمَّهُ جُودِ بِرِشَانِيَاں ہیں درود شریف کے

صدقے اللہ رب العزت ان پریشانیوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

☆ إِنَّهَا سَبَبُ إِجَابَةِ الدُّعَاءِ دُعا کی قبولیت کا یہ سبب ہوتا ہے۔

☆ إِنَّهَا سَبَبُ زَكَاةٍ وَ طَهَارَةٍ لِلْمُصَلِّي درود شریف پڑھنے والے کا دل

صاف ہوتا ہے، اس کا نفس پاک ہوتا ہے اور ایسے آدمی کے بارے میں

حدیث پاک میں فرمایا کہ جو درود شریف زیادہ پڑھتا ہے وہ بخیل نہیں ہوتا۔

پھر جو درود شریف زیادہ پڑھتا ہے وہ قیامت کے دن کی حسرت سے بچ جاتا

ہے۔ اور جو درود شریف زیادہ پڑھتا ہے ملا اعلیٰ میں اس بندے کی تعریفیں

بہت زیادہ ہوتی ہیں اور اس کی عمر میں اس کے وقت میں اللہ برکتیں عطا فرما

دیتے ہیں۔

☆ إِنَّهَا سَبَبُ لَتَثْبِيْتِ قَدَمِ الْعَبْدِ عَلَى الصِّرَاطِ جو بندہ درود شریف

زیادہ پڑھتا ہے قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے ہوئے اس کے پاؤں

مضبوط ہوں گے۔ ایک اور بات

☆ إِنَّهَا سَبَبُ لِثِقَلِ كَفِّ الْمِيزَانِ کہ یہ درود شریف میزان کے پلڑے

کے بھاری ہونے کا سبب بن جائے گا۔

اب اس بارے میں ایک حدیث مبارک ہے وہ ذرا سن لیجئے کہ درود شریف کی

قیامت کے دن کیا شان ہوگی۔ ایک حدیث مبارک علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ”التذکرہ“ میں اس کو ذکر کیا ہے اور ابن ابی الدنیا اور نمیری نے ”الاعلام“ کتاب میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ اس کے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ”إِنَّ لَادَمَ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مَوْقِفًا فِي فَسْحٍ مِنَ الْعَرْشِ قِيَامَتِ كَ دُنْ آدَمَ كَوَاللّٰهُ تَعَالٰی عَرْشِ كَ سَا مَنَیْ اِیْكَ فِجْهَ فَرَمَائِیْ كَ۔ عَلَیْهِ نَوْبَانِ اُخْصِرَانِ اِنْ پَر دُو سَبْزِ كِطْرَے هُوں كَ یُوں سَبْجِیْیَن كَ تَهْبَنْدِ بَیْ سَبْزِ اُو ر كَر تَا بَیْ سَبْزِ كَأَنَّهٗ نَخْلَةٌ سَحُوقٌ جِیسَ كَھجُور كَ دَر خْتِ كِی شَاخِیْیَن كِیْ هُوئیْ هُوں تُو سَیْدِ هَا هُو تَا هَے، اِس طَرَحِ آدَمَ كَا اُو نْچَا لِبَا قَدْ مَبَارَكُ هُو كَا یَنْظُرُ اِلَیْ مَنْ یُنْطَلِقُ بِهٖ مَنْ وَلَدِهٖ اِلَیْ الْجَنَّةِ وَمَنْ یُنْطَلِقُ بِهٖ اِلَیْ النَّارِ اُو نْچَے قَدْ كِیْ وَجْهَ سَے آدَمَ دِكْھِرَ هَے هُوں كَ كَ اِن كِیْ اَو لَادِیْ سَے كَس كُو جَنّت لَے جَا یَا جَارِ هَا هَے اُو ر كَس كُو جَهَنّم مِیْ لَے جَا یَا جَارِ هَا هَے فَبَیْنَا اَدَمَ عَلَیْ ذٰلِكَ اَدَمَ اِس حَالِ مِیْ هُوں كَ اِذْ نَظَرَ اِلَیْ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّةٍ مُحَمَّدٍ ﷺ كَ وَهٖ نَبِیُّ ﷺ كِیْ اَمّتِ مِیْ سَے اِیْكَ بَنْدَے كُو دِكْھِیْیَن كَ یُنْطَلِقُ بِهٖ اِلَیْ النَّارِ كَ اِس كُو فَرَشْتِے گَھِیٹ كَر جَهَنّم كِیْ طَرَفِ لَے جَارِ هَے هُوں كَ۔ فَبِیْنَادِیْ اَدَمَ تُو آدَمَ پَكَاریْیَن كَ یَا اَحْمَدُ یَا اَحْمَدُ نَبِیُّ ﷺ كَا نَامِ پَكَاریْیَن كَ، اَپ ﷺ كَا نَامِ مُحَمَّدُ بَیْ اُو ر اَپ ﷺ كَا نَامِ اَحْمَدُ بَیْ، اَسْمُهُ اَحْمَدُ قَرآنِ مِیْ هَے فَبِقَوْلِ ﷺ اِس نَامِ كُو سُن كَر نَبِیُّ ﷺ كَا جَوَابِ مِیْ كَھِیْیَن كَ لَبِیْكَ یَا اَبَا الْبَشَرِ اے بَشَر كَے وَالد! مِیْ حَاضِرِ هُوں فَبِقَوْلِ وَهٖ تَلَا یِیْیَن كَ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِكَ یَے اَپ كِیْ اَمّتِ كَا اِیْكَ بَنْدَ هَے یُنْطَلِقُ بِهٖ اِلَیْ النَّارِ اِس كُو جَهَنّم كِیْ طَرَفِ لَے جَا یَا جَارِ هَا

ہے قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ نے فرمایا فَأَشَدُّ الْمُنْزَرِ میں اپنی چادر کو کس کے باندھ لوں گا۔ یہ عربوں میں ایک مقولہ تھا جب انہیں کسی اہم کام کے لئے اٹھنا ہوتا تھا تو وہ کہتے ذرا چادر کو کس کے باندھ لو۔ تو نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی چادر کو کس کے باندھ لوں گا، وَأَسْرَعُ فِي أَثَرِ الْمَلَائِكَةِ اور میں ان فرشتوں کے پیچھے تیزی سے چلوں گا جو میرے امتی کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے فَأَقُولُ اور میں کہوں گا يَا رَسُولَ رَبِّي اے میرے رب کے نمائندو! قِفُوا رُكَّ جَاوِفَيْقُولُونَ وہ آگے سے جواب دیں گے نَحْنُ الْغَلَاطُ الشَّدَاذُ ہم بڑے قوی اور سخت گیر ہیں لَا نَعْصِي اللَّهَ تَعَالَى مَا أَمَرَنَا جو اللہ حکم دیتا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کرتے نَفْعَلُ مَا تُؤْمَرُ اور ہم وہ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملتا ہے فَإِذَا أَيْسَ النَّبِيُّ ﷺ جب اللہ کے نبی ﷺ ان سے مایوس ہو جائیں گے کہ میرے کہنے کے باوجود یہ فرشتے لے کے جہنم کی طرف جا رہے ہیں رک نہیں رہے تو نبی ﷺ فرماتے قَبْضَ عَلَى لَحْيَتِهِ بِيَدِهِ الْيُسْرَى وَاسْتَقْبَلَ الْعَرْشَ بِوَجْهِهِ نبی ﷺ اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی ریش مبارک کو پکڑیں گے اور اپنے چہرہ انور کو آسمان کی طرف کر کے دیکھیں گے، عرش کی طرف کر کے دیکھیں گے عربوں میں یہ ایک طریقہ ہے کہ جب کسی سے معافی مانگنی ہوتی، منانا ہوتا، تو عاجزی کا طریقہ یہ تھا کہ داڑھی پہ ہاتھ رکھ کے بڑی لجاجت کے ساتھ اس کی طرف محبت سے دیکھتے تھے، فریاد کرتے تھے کہ ہم پہ رحم کھا لو، نبی ﷺ جب فرشتوں کو دیکھیں گے تو وہ رک نہیں رہے، میرے امتی کو لے کر جہنم کی طرف جا رہے ہیں آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنا بایاں ہاتھ اپنی ریش کے اوپر رکھوں گا اور عرش کی

طرف اپنے چہرہ انور کے ساتھ دیکھوں گا فَيَقُولُ پھر نبی ﷺ فرمائیں گے يَا رَبِّ قَدْ وَعَدْتَنِي اِنْ لَا تُحْزِنُنِي فِيْ اُمَّتِيْ اے اللہ! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری امت کے معاملہ میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے فَيَا تِسَى النِّدَاءِ مِنْ قَبْلِ الْعَرْشِ عرش کے اوپر سے ایک آواز آئے گی اَطِيعُوا مُحَمَّدًا او میرے فرشتو! محمد کی اطاعت کرو۔ وَرُدُّوْهُ اِهَذَا الْعَبْدَ اِلَى الْمَقَامِ اور اس بندے کو واپس میزان کے قریب جہاں سے لائے تھے وہیں جا کر چھوڑ کر آؤ چنانچہ وہ فرشتے اس بندے کو وہاں جا کر چھوڑیں گے اب دوبارہ وزن شروع ہوگا فَيَخْرُجُ ﷺ بِطَاقَةٍ بَيَضَاءِ نبی ﷺ ایک چھوٹا سا کاغذ کا پرزہ نکالیں گے جو سفید رنگ کا ہوگا کَمَا لَا نَمْلَةَ جِيسَ انگلی کا پور ہوتا ہے اس کے برابر ہوگا فَيُلْقِيْهَا فِيْ كَفِّ الْمِيْزَانِ الیْمَنِيْ اس کاغذ کے ٹکڑے کو نبی ﷺ نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دیں گے وَهُوَ يَقُولُ بِسْمِ اللّٰهِ اور نبی ﷺ ڈالتے ہوئے بسم اللہ فرمائیں گے فَتَرْجَحُ الْحَسَنَاتُ عَلَى السَّيِّئَاتِ نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا گناہوں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا فَيَنَادِي الْمُنَادِي نداء دینے والا نداء دے گا سَعِدَ وَسَعِدَ جَدُّهُ اس بندے کے اجداد سعید بن گئے وَثَقُلْتُ مَوَازِيْنُهُ اس کی نیکیاں زیادہ ہو گئیں اَنْطَلِقُوا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ اب اس کو جنت لے کر جاؤ فَيَقُولُ يَا رُسُلَ رَبِّيْ جب جنت لے کے جانے لگیں گے تب وہ بندہ کہے گا اے میرے رب کے نمائندہ فرشتو! قِفُوْا اذْ رَارَكَ جَاوَحْتِيْ اَسْئَلُ هَذَا الْعَبْدَ الْكَرِيْمَ عَلَى رَبِّهِ حَتّٰی کہ میں اس کریم بندے سے ذرا معلوم تو کر لوں فَيَقُولُ پھر وہ یہ کہے گا بِسَابِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ آپ کے اوپر میرے ماں باپ قربان جائیں مَا اَحْسَنَ

وَجْهَكَ آف كآؑره كآنا ؤو بصورآ هآ وَاَحْسَنَ خَلْقِكَ آف كآ شخْصِيَّة (Personality) كآنى پياري هآ مَن اَنْتَ آف كون هينؑ لَقَدْ اَفْلَتْنِي الْوَرْنَى آف نے ميرے گنا هون كو مٹا كے ركھ ديا وَرَحِمْتَ عَبْرَتِي ميرى لغزشون كو كم كر ديا فَيَقُولُ ﷺ نبى ﷺ جواب ميں فرمائين گے اَنَا نَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ مِّنْ تِرا نبى ﷺ هون وَهَذَا صَلَواتُكَ اور يه وه درود شريف هآ الَتِّى كُنْتَ تُصَلِّى عَلَيَّ ؕ جو آو مجھ پر پڑھا كرتا هئا وَفِيَتْكَها ميں نے تمهين ان كا بدلہ ديا اُحْوَاجَ مَا تَكُونُ إِلَيْها جب تجھے اس كى بهت ضرورآ آهى۔

سوچئے! آج نبى ﷺ پر درود شريف كا پڑھنا كل قيامآ كے دن ميزان ميں نيكون كے بھارى هونے كا سبب بن جائے گا۔ دعا هآ اللّٰه رب العزآ همين اپنآ حبیب ﷺ كى سچى محبآ عطا فرمائے؁ ان كا احترام؁ ان كى عزآ اور ان كا اكرام بهى دل ميں عطا فرمائے؁ ان كى سنآون كى محبآ كے ساآھ اتباع كرنے كى بهى آوفيق عطا فرمائے اور كآثرآ سے درود شريف پڑھ كر نبى ﷺ كى محبآ دل ميں بھرنے كى آوفيق عطا فرمائے۔

محبآ رسول ﷺ كا حاصل:

محبآ رسول ﷺ كا حاصل آو يه آھا كه حضور ﷺ كے نقشِ قدام پر زندگى كى هر سانس فدا كرتے؁ صبح و شام؁ كوئى دن ناغہ نہ كرتے؁ كآثرآ سے درود شريف پڑھتے اور كآثرآ سے آف كى سنآون كا مذاكره كرتے؁ اگر هم لوگ ايك ايك سنآ زندہ كرتے آو آف ﷺ كى روى مبارك كآنى خوش هوتى۔ اگر آج امت كے سب مرد داڑھياں ركھ

لیں، پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھنے لگیں، اپنے ٹخنے کھول لیں اور جتنی سنتیں ہیں ان سب پر عمل کریں، گانا بجانا چھوڑ دیں تو بتاؤ حضور ﷺ کی روح مبارک کتنی خوش ہوگی۔ وہ شخص ظالم ہے جو ایک سیکنڈ کو بھی حضور ﷺ کی ذات گرامی کو بھول جائے آپ کی محبت جزو ایمان ہے لہذا جو شخص آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اس کا کلمہ درست نہیں ہے اگرچہ رات دن لا الہ الا اللہ پڑھے، اسے نجات نہیں ملے گی، جب تک وہ محمد رسول اللہ نہیں پڑھے گا یعنی اگر آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے گا جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات میں آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے۔ محبت والے کی دو رکعت غیر محبت والے کی لاکھ رکعت سے افضل ہے۔ جب محبت اس قدر بڑھ جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ زیارت رسول ﷺ نصیب ہوگی، مثال کے طور پر ماں کو بیٹے سے محبت ہے جہاں بیٹھتی ہے اسی کے تذکرے کرتی ہے دن میں بھی رات میں بھی ہر وقت اسی کی محبت کے گن گاتی ہے۔ ہر وقت اس کی سوچ وہی ہے تو پھر خواب میں بھی بیٹا ہی نظر آتا ہے۔ جیسے مجنوں کو لیلیٰ ہی ہر جگہ نظر آتی تھی کیونکہ لیلیٰ سے محبت تھی اسی طرح جو امتی ہر وقت نبی علیہ السلام کے تذکرے اور نبی اکرم ﷺ سے محبت کرے گا تو خواب میں محبوب ﷺ ہی کی زیارت ہوگی۔

۔ اب کھلتی ہی نہیں ہیں آنکھیں میری

یہ جی میں کس کا تصور آ گیا

۔ الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق

آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

روضۂ اطہر کے سامنے

میں دل کی نگاہوں سے حرم دیکھ رہا ہوں
 ہر جلوہ یہاں رشکِ ارم دیکھ رہا ہوں
 سر کیسے جھکاؤں کہ ترا حکم ہے مانع
 ہاں دل کو در پہ تو خم دیکھ رہا ہوں
 آکر ترے قدموں میں یہ رفعت ملی مجھ کو
 میں آج فلک زیرِ قدم دیکھ رہا ہوں
 اک کیفِ حضوری ہے یہاں سب کو میسر
 غم دیدہ ہوں ہر آنکھ میں غم دیکھ رہا ہوں
 سو سو تھے غم و خوف یہاں آنے سے پہلے
 اب دل میں کوئی خوف نہ غم دیکھ رہا ہوں
 اللہ کا جس کے لیے مؤمن سے ہے وعدہ
 جنت وہی ”اللہ کی قسم“ دیکھ رہا ہوں
 اٹھا تھا خمیر ان کا اسی خاک سے گویا
 صدیق و عمرؓ کو بھی بہم دیکھ رہا ہوں
 اللہ نے یہاں عیب چھپائے ہیں تو سلمان
 محشر میں بھی رکھ لے گا بھرم دیکھ رہا ہوں

(سید سلمان گیلانی)

باب: 3



درود و وظائف کے ذریعے

زیارتِ رسول ﷺ

ۛ درود و سلام اس شے دوسرے ﷺ پر
جو ہے آپ اپنی مثال اللہ اللہ!

درود و وظائف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ

قرآن وحدیث سے درود شریف کی اہمیت:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورة الاحزاب ۵۶)

”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔“

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (بخاری و مسلم)
”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔“

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز زیادہ قرب مجھ سے اس شخص کو ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، وہ مجھ پر پیش ہوتا ہے۔

۳۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرا ذکر کرے تو اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے۔

۴۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑا بخیل وہ ہے جس کے روبرو میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی)

۵۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس

- نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ (نسائی)
- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (زاد السعید)
- ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو شخص میری قبر پر (حاضر ہو کر) درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلہ پر پڑھتا ہے وہ میرے پاس (بذریعہ ملائکہ) پہنچا دیا جاتا ہے۔ (بیہقی)
- سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں جب تک دعا کے اول آخر میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو دعا زمین و آسمان میں معلق (لٹکی یا لٹکی) رہتی ہے۔
- ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کو دس مرتبہ اور شام کو دس مرتبہ مجھ پر درود بھیجے قیامت کے روز اس کے لئے میری شفاعت ہوگی۔ (طبرانی)
- دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے حبیب ﷺ کی سچی محبت اور اتباع کی توفیق دے اور قیامت میں آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ آمین
- درود شریف کے فضائل:

ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

شیخ شاہ عبدالغنیؒ نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ تو اللہ کا نام مبارک بھی منہ سے نکلا اور حضور ﷺ کا نام مبارک بھی

منہ سے نکلا تو بندہ دونوں کریم کے درمیان ہو جاتا ہے، اس کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نام کالڈو اور حضور ﷺ کے نام کالڈو۔

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

اے ہمارے رب! آپ کریم ہیں اور آپ کا نبی ﷺ بھی کریم ہے، صد شکر کہ درود شریف کی برکت سے ہم دو کریموں کے درمیان میں ہیں، تو جس کی کشتی ایسے دو کریموں کے درمیان میں چل رہی ہو، وہ کشتی کیسے ڈوب سکتی ہے؟ درود شریف میں دو مزے ہیں، کسی عبادت میں یہ مزہ نہیں ہے کہ بیک وقت دونوں لڈولیں، یعنی اللہ تعالیٰ کا نام پاک بھی زبان پر ہو اور حضور ﷺ کا بھی نام مبارک منہ سے نکلے۔ درود شریف پڑھتے وقت تصور کریں کہ میں روضہ مبارک پر حاضر ہوں اور سید الانبیاء ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جو بارش ہو رہی ہے اس کے چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں، یہ ہے درود شریف پڑھنے کا طریقہ۔ (عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

قرآنی آیت سے زیارت رسول ﷺ

رات کو با وضو ہو کر سوتے وقت روزانہ ایک تسبیح اس آیت کی کریں۔ انشا اللہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (سورة الاحزاب ۵۶)

سورہ قریش کا وظیفہ:

شب جمعہ جو شخص سورہ قریش ایک ہزار بار پڑھ کر با وضو سو جائے اس کے سارے مقاصد پورے ہوں گے اور حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

سورہ کوثر کا وظیفہ:

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شب جمعہ ایک ہزار بار سورہ کوثر اور ایک ہزار مرتبہ درد شریف پڑھے تو اسے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔ (اعمال قرآنی)

اسم اللہ اسم ذات کا وظیفہ:

اسم ”اللہ“ اسم ذات ہے اور یہی اسم اعظم بھی ہے (حضرت امام اعظم اور پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اسی کو اسم اعظم فرمایا ہے۔) اس کی ادنیٰ سی تاثیر یہ ہے کہ نماز روزے کا پابند، حلال کھانے والا با وضو قبلہ رخ بیٹھ کر اگر ہر روز پانچ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کا ورد کرے تو تھوڑے ہی عرصہ میں صاحب کشف اور روشن ضمیر ہو جائے گا اور راتوں میں اکثر پیغمبر اسلام ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

مختلف سورتوں کے ذریعے زیارت رسول ﷺ:

شرح شرعۃ الاسلام میں سید علی زادہ لکھتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ عشا کی نماز اور چار رکعتیں پڑھی جائیں ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الضحیٰ،

سورة الم نشرح، انا انزلنا، اذا زلزلت، ایک ایک بار پڑھے، سلام کے بعد ایک سو مرتبہ استغفر اللہ ایک سو مرتبہ درود شریف اور لا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم ایک سو مرتبہ پڑھے تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

اسماء رسول ﷺ سے زیارت رسول ﷺ

ماں اپنے بچے کو محبت کی وجہ سے پیارے پیارے ناموں سے پکارتی ہے ماں محبت اور پیار بھرے الفاظ سے بچے کو بلاتی ہے بچہ ماں کی طرف اتنا ہی کھینچتا چلا آتا ہے۔ بغیر تشبیہ کے یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ﷺ سے محبت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب ﷺ کو پیارے پیارے ناموں سے قرآن پاک میں پکارا (آپ ﷺ سے خطاب کیا) کہیں یا ایہا المزمّل، کہیں یا ایہا المدثر، کہیں طہ، کہیں یسین کہہ کر یاد فرمایا۔ دنیا میں اگر کسی کو کسی سے محبت ہو وہ بھی اس کو پیارے پیارے القاب سے بلائے تو وہ بھاگا آتا ہے۔ اگر ہم اپنے محبوب ﷺ کو بے چینی، ادب اور محبت سے درود شریف کا تحفہ بھیجیں گے تو کیا ہمیں محبوب ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوگی؟

اسماء رسول ﷺ پڑھنے کا طریقہ:

جو شخص ان اسمائے مقدسہ کو با وضو ہو کر ہر شب سونے سے پہلے با ادب شوق و محبت سے نبی کریم ﷺ کے روضہ پر حاضری کے تصور کے ساتھ پڑھا کرے اور ہر نام سے پہلے سیدنا اور ہر نام کے بعد ﷺ بھی ضرور کہہ لیا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب فرمائیں گے۔

اسماء الرسول ﷺ

مُحَمَّدٌ ﷺ	أَحْمَدُ ﷺ	حَامِدُ ﷺ
مَحْمُودٌ ﷺ	قَاسِمٌ ﷺ	عَاقِبٌ ﷺ
فَاتِحٌ ﷺ	شَاهِدٌ ﷺ	حَاشِرٌ ﷺ
رَشِيدٌ ﷺ	مَشْهُودٌ ﷺ	بَشِيرٌ ﷺ
نَذِيرٌ ﷺ	دَاعٍ ﷺ	شَافٍ ﷺ
هَادٍ ﷺ	مَهْدٍ ﷺ	مَاحٍ ﷺ
مُنْجٍ ﷺ	نَافٍ ﷺ	رَسُولٌ ﷺ
نَبِيٌّ ﷺ	أُمِّيٌّ ﷺ	تِهَامِيٌّ ﷺ
هَاشِمِيٌّ ﷺ	أَبْطَحِيٌّ ﷺ	عَزِيزٌ ﷺ
حَرِيصٌ ﷺ	رَءُوفٌ ﷺ	رَحِيمٌ ﷺ
طَهٌ ﷺ	مُجْتَبَىٌّ ﷺ	طَسٌ ﷺ
مُرْتَضَىٌّ ﷺ	حَمٌ ﷺ	مُصْطَفَىٌّ ﷺ
يَسٌ ﷺ	أَوَّلَىٌّ ﷺ	مُزْمَلٌ ﷺ
وَلِيٌّ ﷺ	مُدَّثِّرٌ ﷺ	مَتِّينٌ ﷺ
مُصَدِّقٌ ﷺ	طَيِّبٌ ﷺ	نَاصِرٌ ﷺ
مَنْصُورٌ ﷺ	مِصْبَاحٌ ﷺ	أَمِيرٌ ﷺ

حِجَازِیُّ ﷺ	نَزَارِیُّ ﷺ	قُرَشِیُّ ﷺ
نَبِیُّ التَّوْبَةِ ﷺ	مُضَرِّیُّ ﷺ	حَافِظُ ﷺ
کَامِلُ ﷺ	صَادِقُ ﷺ	أَمِینُ ﷺ
حَبِیبُ اللَّهِ ﷺ	کَلِیمُ اللَّهِ ﷺ	عَبْدُ اللَّهِ ﷺ
نَجِیُّ اللَّهِ ﷺ	صَفِیُّ اللَّهِ ﷺ	حَسِیبُ ﷺ
خَاتِمُ الْأَنْبِیَاءِ ﷺ	مُجِیبُ ﷺ	شَکُورُ ﷺ
مُقْتَصِدُ ﷺ	حَفِیُّ ﷺ	قَوِیُّ ﷺ
رَسُولُ الرَّحْمَةِ ﷺ	مَأْمُونُ ﷺ	مَعْلُومُ ﷺ
حَقُّ ﷺ	مُبِینُ ﷺ	مُطِیعُ ﷺ
رَسُولُ الرَّاحَةِ ﷺ	أَوَّلُ ﷺ	آخِرُ ﷺ
ظَاهِرُ ﷺ	بَاطِنُ ﷺ	یَتِیمُ ﷺ
خَاتِمُ الرُّسُلِ ﷺ	حَکِیمُ ﷺ	کَرِیمُ ﷺ
سَیِّدُ ﷺ	سِرَاجُ ﷺ	مُنِیرُ ﷺ
مُحَرَّمُ ﷺ	مُکَرَّمُ ﷺ	مُبَشِّرُ ﷺ
مَذْکَرُ ﷺ	مُطَهَّرُ ﷺ	قَرِیبُ ﷺ
خَلِیلُ ﷺ	مَدْعُوُّ ﷺ	جَوَادُ ﷺ
خَاتِمُ ﷺ	عَادِلُ ﷺ	شَهِیرُ ﷺ
رَسُولُ الْمَلَاحِمِ ﷺ	شَهِیدُ ﷺ	

[illegible]

درود شریف کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شب جمعہ دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھے، پھر سلام کے بعد ایک ہزار بار پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ تو وہ مجھے ضرور خواب میں دیکھے گا، دوسرا جمعہ پورا نہ ہونے پائے گا کہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور جس نے مجھے دیکھ لیا اس کے لیے جنت ہے اور اس کے گزشتہ و آئندہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(غنیۃ الطالبین، بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

صلوٰۃ السعادت:

حضرت جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اس درود شریف کے پڑھنے کا ثواب چھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے برابر ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ السعادت ہے۔ جو کوئی اسے ہر روز ایک ہزار مرتبہ پڑھے دونوں جہان میں سعادت مند ہو اور حضرت رسول پاک ﷺ کے دیدار مبارک سے مشرف ہو۔ وہ جامع اور مختصر درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ صَلَوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ

”الہی رحمت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر بشمار اس کے جو تیرے علم میں ہے۔ ایسی رحمت جو تیری حکومت دائمی کے ساتھ ہمیشہ جاری و قائم رہے۔“

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

حضرت خواجہ حسن رسول نما دہلویؒ:

حضرت خواجہ حسن رسول نما دہلویؒ، اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کے بزرگ ہیں۔ آپ گیارہ سو مرتبہ روزانہ یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عِتْرَتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

جس کی برکت سے آپ خود تو حضور یوں میں تھے ہی اور جو شخص آپ کا مرید ہوتا، اسی رات اس کو بھی حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہو جاتا تھا۔ اسی لیے آپ کو ”رسول نما“ کے معزز و مبارک لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی جانب سے اس درود شریف کو اسی طرح پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ

محدث دہلویؒ نے اس کی بہت تعریف کی ہے بلکہ کئی بزرگوں مثلاً حضرت شاہ فضل رحمن
ہجمراد آبادیؒ کا معمول تھا اور وہ اسی طرح اس درود شریف کو پڑھتے تھے۔

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

درودِ خضریٰ:

ایک بزرگ سے ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تمنا کی تو آپ
نے فرمایا کہ نمازِ عشاء کے بعد چار سو بار درود شریف:

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ

پڑھ کر کسی سے کلام کیے بغیر سو جائے انشاء اللہ تم کو گوہر مقصود مل جائے گا۔

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

سعادت زیارت رسول ﷺ:

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اس بابرکت قصیدہ بردہ شریف کو آداب و شرائط کا لحاظ
رکھتے ہوئے پڑھے گا اسے زیارت رسول ﷺ نصیب ہوگی انشاء اللہ۔ البتہ یہ ضروری
ہے کہ قصیدہ شروع کرنے سے پہلے (بلکہ ہر شعر کے اول و آخر) مندرجہ ذیل درود
شریف پڑھ لیا جائے:

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علی حبیبک خیر الخلق کلہم

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا فضائلِ اعمال میں لکھتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی تمنا کون سا مسلمان ایسا ہوگا جس کو نہ

ہو۔ لیکن عشق و محبت کے بقدر اس کی تمنائیں بڑھتی رہتی ہیں اور اکابر و مشائخ نے بہت سے اعمال اور بہت سے درودوں کے متعلق اپنے تجربات تحریر کیے ہیں کہ ان پر عمل سے سید الکونین ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں خود حضور اقدس ﷺ کا بھی ایک ارشاد نقل کیا ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَى رُوحِ مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَ عَلَى جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ
عَلَى قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ

”جو شخص روح محمد ﷺ پر ارواح میں آپ ﷺ کے جسد اطہر پر بدنوں میں آپ ﷺ کی قبر مبارک پر قبور میں درود بھیجے گا وہ مجھے خواب میں دیکھے گا۔“

اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی سفارش کروں گا اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پیئے گا اور اللہ جل شانہ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرمادیں گے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم بستیؒ نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے مگر مجھے اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔

۲۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں جو شخص یہ ارادہ کرے کہ نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھے وہ یہ درود پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهُ
جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد کے موافق پڑھے گا وہ حضور اقدس ﷺ کی خواب

میں زیارت کرے گا اور اس پر اس کا اضافہ کرنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ
فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ

۳۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ زاد السعید میں تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی دولت زیارت نصیب ہوئی۔ بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کتاب ترغیب اہل السعادات میں لکھا ہے کہ (جو کوئی) شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیت الکرسی اور گیارہ بار قل هو اللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے۔ انشاء اللہ تین جمعہ نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاَمِیِّ وَالِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم

۴۔ یہ بھی شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل هو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہوگی وہ درود شریف یہ ہے:

صَلِّ عَلٰی النَّبِیِّ الْاَمِیِّ

۵۔ نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود کو پڑھنے سے

زیارت نصیب ہوگی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِحَرَائِرِ اَنْوَارِکَ وَ مَعْدِنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ

حُجَّتِكَ وَ عَرُوسِ مَمْلُکَتِكَ وَ اِمَامِ حَضْرَتِكَ وَ طِرَازِ مُلْکِكَ
وَ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَ طَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُتَلَدِّ بِتَوْحِيدِكَ اِنْسَانَ
عَيْنِ الْوُجُودِ وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمُ مِنْ
نُورِ ضِيَائِكَ صَلَوةً تَدْوُمُ بَدَوَامِكَ وَ تَبْقَى بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰی لَهَا دُونَ
عِلْمِكَ صَلَوةً تُرَضِّیْكَ وَ تُرَضِّیْهِ وَ تُرَضِّیْ بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

۶۔ دیگر اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لیے شیخ الحدیث نے لکھا ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَامِ وَ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَ رَبَّ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ
اَبْلِغْ بِرُوحِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ

نوٹ:- مگر بڑی شرط اس زیارت کی دولت کے حصول میں قلب کا ذوق و شوق سے پُر ہونا اور ظاہری و باطنی معصیتوں سے بچنا ہے۔

۷۔ ہمارے حضرت شیخ المشائخ، قطب الارشاد شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ نے اپنی کتاب نوادر میں بہت سے مشائخ تصوف اور ابدال کے ذریعہ سے حضرت خضر علیہ السلام سے متعدد اعمال نقل کئے ہیں اگرچہ محدثانہ حیثیت سے ان پر کلام ہے لیکن کوئی فقہی مسئلہ نہیں جس میں دلیل اور حجت کی ضرورت ہو بشرات اور منامات ہیں۔ منجملہ ان کے لکھا ہے کہ ابدال میں سے ایک بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے کوئی عمل بتائیے جو میں رات میں کیا کروں۔ انہوں نے فرمایا کہ

مغرب سے عشاء تک نفلوں میں مشغول رہا کر، کسی سے بات نہ کر، نفلوں کی دود و رکعت پر سلام پھیرتا رہا کر اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ھو اللہ پڑھ۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کر جس میں سات دفعہ استغفار، سات مرتبہ دُرود شریف اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا اور یہ دعا پڑھ:

بَاخِي يَا قِيَوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا إِلَهَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَا رَحْمَنَ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا إِلَهَ يَا إِلَهَ يَا إِلَهَ

پھر اسی حال میں ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑا ہو اور کھڑے ہو کر پھر یہی دعا پڑھ پھر دائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جا اور سونے تک دُرود شریف پڑھتا رہ۔ جو شخص یقین اور نیک نیتی کے ساتھ اس عمل پر مداومت کرے گا مرنے سے پہلے حضور اقدس ﷺ کو ضرور خواب میں دیکھے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا تجربہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ جنت گئے وہاں انبیاء کرام اور سید الکونین ﷺ کی زیارت ہوئی اور ان سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس عمل کے بہت سے فضائل ہیں جن کو ہم نے اختصاراً چھوڑ دیا۔ اور بھی متعدد عمل اس نوع کے حضرت پیران پیر سے نقل کئے ہیں۔ ۸۔

علامہ دیرمی نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد با وضو ایک پرچہ پر مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ أَحْمَدُ رَسُوْلُ اللَّهِ پینتیس مرتبہ لکھے اور اس کی لپچہ کو اپنے ساتھ رکھے اللہ جل شانہ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی

برکت میں مدد فرماتا ہے اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتا ہے اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے گی۔

۹۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کتاب جذب القلوب میں متعدد طریقے لکھے ہیں جن سے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوتی ہے ان میں سے ایک درود شریف یہ بھی ہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى لَهُ
۱۰۔ حضرت سعد بن عطاءؓ سے مروی ہے کہ جو شخص پاک فرش پر داہنے ہاتھ کو ٹکی کر کے لیٹے اور یہ دعا پڑھ کر سو جائے (انشاء اللہ) زیارت نصیب ہو جائے گی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِجَلَالٍ وَجْهِكَ الْكَرِيمِ أَنْ تُرِينِي فِي مَنَامِي وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا تَقْرُؤُ بِهَا عَيْنِي وَتَبْشُرُ بِهَا صَدْرِي وَتَجْمَعُ بِهَا شَمْلِي وَتُفَرِّجَ بِهَا كُرْبَتِي وَتَجْمَعُ بِهَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلَى ثُمَّ لَا تَفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَبَدًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے اول و آخر درود شریف بھی پڑھ لے۔

یہ چند اعمال ہیں، اگر عظمت و حرمت اور شوق و رغبت اور توجہ اور استغراق کے ساتھ ان کو کرے گا تو (انشاء اللہ) مقصود و مطلوب کو پائے گا اور اگر کسی وجہ سے زیارت کی سعادت حاصل نہ ہو تو زیارت کی تمنا اور اشتیاق و انتظار بھی اہم سعادت ہے۔

(زیارت روضہ رسول ﷺ)

زیارت رسول ﷺ کی حسرت بھی بڑی چیز ہے:

خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہو جانا بڑی سعادت ہے لیکن دو امر قابل لحاظ ہیں۔ اول وہ جس کو حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے نشر الطیب میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں ”جاننا چاہیے کہ جس کو بیداری میں یہ شرف نصیب نہیں ہوا اس کے لیے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایہ تسلی اور فی نفسہ ایک نعمت عظمیٰ دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو اصلاً دخل نہیں محض وہی چیز ہے ولنعم ما قیل۔

ہ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

کسی نے کیا ہی اچھا کہا کہ ”یہ سعادت قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتی ہے جب تک اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا اور بخشش نہ ہو۔“

ہزاروں کی عمریں اس حسرت میں ختم ہو گئیں۔ البتہ غالب یہ ہے کہ زیارت رسول ﷺ کثرت درود شریف، کمال اتباع و غلبہ محبت پر منحصر ہوتی ہے لیکن چونکہ لازمی اور کلی نہیں اس لیے اس کے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیے کہ بعض کے لیے اسی میں حکمت و رحمت ہے۔ عاشق کو رضائے محبوب سے کام ہے خواہ وصل ہو خواہ ہجر ہو۔ واللہ درمن قال

ا ارید وصالہ ویرید ہجری

فاترک ما ارید لما یرید

”اور اللہ ہی کے لیے خوبی ہے اس کہنے کی جس نے کہا کہ میں اس کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے فراق چاہتا ہے میں اپنی خوشی کو اس کی خوشی کے مقابلہ میں چھوڑتا ہوں۔“
قال العارف الشیرازی:

فراق و وصل چہ باشد رضاء دوست طلب

کہ حیف باشد از وغیرہ او تمنائے

”عارف شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ فراق و وصل کیا ہوتا ہے محبوب کی رضا ڈھونڈ، کہ محبوب سے اس کی رضا کے سوا تمنا کرنا ظلم ہے۔“

اسی سے یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ اگر زیارت ہوگئی مگر طاعت سے رضا حاصل نہ کی تو وہ کافی نہ ہوگی۔ کیا خود حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں بہت سے صورت زائر (دیکھنے والے) لیکن معنی کے حساب سے مبہور (منافق) اور بعض صورت مبہور جیسے اولیں قرنیؒ اور اولیں قرنیؒ ”معنی قرب سے مسرور تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے پاک زمانہ میں کتنے لوگ ایسے تھے کہ جن کو حضور اقدس ﷺ کی ہر وقت زیارت ہوتی تھی لیکن اپنے کفر و نفاق کی وجہ سے جہنمی رہے اور حضرت اولیں قرنیؒ مشہور تابعی ہیں، اکابر صوفیہ میں ہیں حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ لیکن اس کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے ان کا ذکر فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے ان سے ملے وہ ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرائے۔ ایک روایت میں ہے حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ حضور ﷺ نے ان سے حضرت اولیںؒ کے متعلق فرمایا

کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اس کو ضرور پورا کرے گا، تم ان سے دعائے مغفرت کرانا۔

گو تھے اولیں دور مگر ہو گئے قریب
بوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا

دوسرا امر قابل تنبیہ یہ ہے کہ جس شخص نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً اور قطعاً حضور اقدس ﷺ ہی کی زیارت کی۔ روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے اور محقق ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا نہیں فرمائی کہ وہ خواب میں آ کر کسی طرح اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ ہونا ظاہر کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ میں نبی ﷺ ہوں یا خواب دیکھنے والا شیطان کو نعوذ باللہ نبی کریم ﷺ سمجھ بیٹھے اس لیے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ کو اپنی اصل ہیئت میں نہ دیکھے یعنی حضور اقدس ﷺ کو ایسی ہیئت اور حلیہ میں دیکھے جو شان اقدس ﷺ کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کا قصور ہوگا کہ جیسے کہ کسی شخص کی آنکھ پر سرخ یا سبز یا سرخ عینک لگا دی جائے تو جس رنگ کی آنکھ پر عینک ہوگی اسی رنگ کی سب چیزیں نظر آئیں گی۔ اسی طرح بھینکے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ اگر نئے ٹائم پیس کی لمبائی میں کوئی شخص اپنا چہرہ دیکھے تو اتنا لمبا نظر آئے گا کہ حد نہیں۔ اور اگر اس کی چوڑائی میں اپنا چہرہ دیکھے تو ایسا چوڑا نظر آئے گا کہ خود دیکھنے والے کو اپنے چہرے پر ہنسی آ جائے گی۔ اسی طرح سے اگر خواب میں حضور اقدس ﷺ کا کوئی ارشاد شریعت مطہرہ کے خلاف سنے تو وہ محتاج تعبیر ہے، شریعت کے خلاف اس پر عمل کرنا جائز نہیں، چاہے کتنے ہی بڑے شیخ

اور مقتدی کا خواب ہو مثلاً کوئی شخص دیکھے کہ حضور اقدس ﷺ نے کسی ناجائز کام کے کرنے کی اجازت یا حکم دیا تو وہ درحقیقت حکم نہیں بلکہ ڈانٹ ہے جیسا کوئی شخص اپنی اولاد کو کسی برے کام کو روکے اور وہ مانتا نہ ہو تو اس کو تنبیہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کراور کر، یعنی اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور اسی طرح سے خواب کے کلام کے مطلب کا سمجھنا جس کو تعبیر کہا جاتا ہے یہ ایک دقیق فن ہے۔ تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس سے ایک فرشتے نے یہ کہا کہ تیری بیوی تیرے فلاں دوست کے ذریعہ تجھے زہر پلانا چاہتی ہے۔ ایک صاحب نے اس کی تعبیر یہ دی اور وہ صحیح تھی کہ تیری بیوی اس فلاں سے زنا کرتی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے واقعات اس قسم کے فن تعبیر کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ جس نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اس نے آنحضرت ﷺ کو ہی دیکھا خواہ آپ ﷺ کی صفت معروفہ پر دیکھا ہو یا اس کے علاوہ کسی ہیئت پر دیکھا ہو، اختلاف اور تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان دیکھنے والے کے ہے۔ جس نے حضور ﷺ کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب اپنے کمال دین کے دیکھا اور جس نے برخلاف اس کے دیکھا بسبب اپنے نقصان دین کے دیکھا۔ اسی طرح ایک نے بوڑھا دیکھا ایک نے جوان دیکھا اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا دیکھا یہ تمام مبنی (دار و مدار) ہے اوپر اختلاف حال دیکھنے والے کے۔ پس دیکھنا آنحضرت ﷺ کا گویا کسوٹی ہے معرفت احوال دیکھنے والے کے اور اس میں ضابطہ مفیدہ ہے سالکوں کے لیے کہ اس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے علاج اس کا

کریں۔ اور اسی قیاس پر بعض ارباب تمکین نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرت ﷺ سے خواب میں سنے تو اس کو سنت قدیمہ پر عرض (پیش) کرے اگر موافق ہے تو حق ہے اور اگر مخالف ہے تو بسبب خلل سامعہ (سننے) کے ہے۔ پس رویائے ذات کریمہ اور اس چیز کا جو دیکھی یا سنی جاتی ہے حق ہے اور جو تفاوت اور اختلاف (دیکھے) تجھ سے ہے (یعنی تیرے نفس کی طرف سے ہے)۔

حضرت شیخ علی متقیؒ نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراء مغرب سے، آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں۔ اس نے واسطے رفع اس اشکال کے علما سے استفتاء کیا کہ حقیقت حال کیا ہے؟ ہر ایک عالم نے محل اور تاویل اس کی بیان کی۔ ایک عالم تھے مدینہ میں نہایت متبع سنت، ان کا نام شیخ محمد عزات تھا۔ جب وہ استفتاء ان کی نظر سے گزرا فرمایا یوں نہیں جس طرح اس نے سنا ہے آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا لا تشرب الخمر یعنی تو شراب نہ پیا کر۔ اس نے لا تشرب کو اشرب سنا۔ حضرت شیخ (عبدالحقؒ) نے اس مقام کو تفصیل سے لکھا ہے اور میں نے مختصراً جیسا کہ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ لا تشرب کو اشرب سن لیا، محمل ہے لیکن جیسا اس ناکارہ نے اوپر لکھا اگر اشرب الخمر ہی فرمایا ہو یعنی پی شراب، تو یہ دھمکی بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ لہجے کے فرق سے اس قسم کی چیزوں میں فرق ہو جاتا ہے، سہارن پور سے دہلی جانے والی لائن پر آٹھواں اسٹیشن کھا تو لی ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ بچپن میں جب میں ابتدائی صرف و نحو پڑھتا تھا اور اس اسٹیشن پر گزر رہا تھا تو اس کے مختلف معنی بہت دیر تک دل میں گھوما کرتے تھے۔ (فضائل درود شریف)

درد و شریف کے متعلق حکایات

بخش کا آسان طریقہ:

۱۔ بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریریؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا کہ وہ مر گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا کہا میری عادت تھی جب ہم پاک رسول اللہ ﷺ کا کتاب میں لکھتا تو ﷺ بھی بڑھاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل سے گذرا۔

درد و شریف لکھنے پر بخشش:

۲۔ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھو کی حکایت بیان کی کہ ان کی عادت تھی جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درد و شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے، جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبہ فکر آخرت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے ایک مجذوب آنکھ اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے، وہ بیاض حضور اکرم ﷺ کی سرکار میں پیش ہے اور آپ ﷺ اس پر خوش ہو رہے ہیں۔

خوشبو اور درد و شریف:

۳۔ مولانا فیض الحسنؒ سہارن پوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت

مولانا قاسمؒ نے اس (کی حکمت) کو بیان کیا فرمایا یہ برکت درود شریف کی ہے مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر درود شریف کا شغل فرماتے تھے۔

درود شریف کی برکت:

۴۔ شیخ ابن حجر کئی نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کا شمار کیا پس درود کا شمار زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ۔

کثرتِ درود کی برکت:

۵۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابوسعیدؒ خیاط تھا۔ وہ بہت یکسور ہتے تھے۔ لوگوں سے میل جول بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے ابن رشیقؒ کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کر دیا اور بہت اہتمام سے جایا کرتے، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔ لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور کہا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مجلس میں جایا کر اس لیے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔

کثرتِ درود اور بخشش:

۶۔ ابوالعباس احمد بن منصورؒ کا جب انتقال ہو گیا تو اہل شیراز میں سے ایک شخص

نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور ان کے جسم پر ایک جوڑا ہے اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا ہوا ہے۔ خواب دیکھنے والے نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے میری مغفرت فرمادی اور میرا بہت اکرام فرمایا اور مجھے تاج عطا فرمایا اور یہ سب نبی کریم ﷺ پر کثرت درود کی وجہ سے ہوا۔ (قول بدیع)

جنت میں سیدھا داخل ہو جانا:

۷۔ ابو الحسن بغدادی داریؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابو عبد اللہ بن حامدؒ کو مرنے کے بعد کئی دفعہ خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر رحم فرمایا۔ انہوں نے ان سے یہ پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے میں سیدھا جنت میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں ایک ہزار مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو بہت مشکل عمل ہے تو انہوں نے کہا کہ پھر تو ہر شب میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کر۔ داریؒ کہتے ہیں کہ یہ میں نے اپنا معمول بنالیا۔ (بدیع)

گناہوں کا کفارہ:

۸۔ ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بری بد ہیئت صورت (شکل) دیکھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو کیا بلا ہے؟ اس نے کہا میں تیرے برے عمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود کی کثرت۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جو دن رات بد اعمالیوں میں

بتلا نہیں ہے اس کے کفارہ کے لیے درود شریف بہترین چیز ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جتنا بھی پڑھا جاسکے درلغ نہ کیا جائے کہ اکسیر اعظم ہے۔

ہر مصیبت کا شافی وافی علاج:

۹۔ شیخ المشائخ حضرت شبلی نور اللہ مرقدہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا گذری۔ اس نے کہا شبلی! بہت ہی سخت سخت پریشانیاں گذریں اور مجھ پر منکر نکیر کے سوال کے وقت گڑ بڑ ہونے لگی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یا اللہ یہ مصیبت کہاں سے آرہی ہے کیا میں اسلام پر نہیں مرا؟ مجھے ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی بے احتیاطی کی سزا ہے۔ جب ان دونوں فرشتوں نے میرے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس میں سے نہایت ہی بہتر خوشبو آرہی تھی اس نے مجھ کو فرشتوں کے جوابات بتا دیئے میں نے فوراً کہہ دیئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ایک آدمی ہوں جو تیرے کثرت درود سے پیدا کیا گیا ہوں مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں۔ نیک اعمال بہترین صورتوں میں اور برے اعمال قبیح صورتوں میں آخرت میں مثل ہوتے ہیں۔ فضائل صدقات حصہ دوم میں مردہ کے جو اعمال تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں اس میں تفصیل سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میت کی نعش جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو نماز اس کی دائیں طرف، روزہ بائیں طرف اور قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف کھڑے ہو جاتے ہیں

اور جس جانب سے عذاب آتا ہے وہ مدافعت کرتے ہیں۔ اسی طرح برے برے اعمال خبیث صورتوں میں سامنے آتے ہیں۔ زکوٰۃ کا مال ادا نہ کرنے کی صورت میں تو قرآن پاک اور احادیث میں کثرت سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مال اثر دھا بن کر اس کے گلے کا طوق ہو جاتا ہے۔ اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ

درود شریف اور پل صراط کی آسانی:

۱۰۔ حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے رات ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک شخص ہے وہ پل صراط کے اوپر کبھی تو گھسٹ کر چلتا ہے، کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے، کبھی کسی چیز میں انک جاتا ہے اتنے میں مجھ پر درود پڑھنا اس شخص کو پہنچایا گیا اور اس نے اس کو کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گذر گیا۔

درود شریف پر اکرام:

۱۱۔ حضرت سفیان بن عیینہؓ، حضرت خلفؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا اس کا انتقال ہو گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑتا پھر رہا ہے میں نے اس سے کہا تو حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا پھر یہ اعزاز و اکرام تیرا کس بات پر ہو رہا ہے؟ اس نے کہا حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب بھی نبی کریم ﷺ کا پاک نام حدیث میں آتا میں اس کے نیچے درود لکھ دیتا تھا اللہ جل شانہ نے اس کے بدلہ میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔

نبی اکرم ﷺ کی نصیحت :

۱۲۔ ابوسلیمان محمد بن الحسین حرائی کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے کہ جن کا نام فضل تھا بہت کثرت سے نماز روزہ میں مشغول رہتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا لیکن اس میں درود شریف نہیں لکھتا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو میرا نام لکھتا ہے یا لیتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا (اس کے بعد انہوں نے درود کا اہتمام شروع کر دیا)۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا درود میرے پاس پہنچ رہا ہے۔ جب میرا نام لیا کرے تو علیہ السلام کہا کر۔

ایک ایک نیکی کا اہتمام کریں :

۱۳۔ انہیں ابوسلیمان حرائی کا خود اپنا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوسلیمان جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر ”و سلم“ کیوں نہیں کہا کرتا یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

سلام بھیجنا بھی ضروری ہے :

۱۴۔ ابراہیم نسفی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو حدیث کے

خدمت گاروں میں ہوں، اہل سنت سے ہوں، مسافر ہوں۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ اس کے بعد سے میرا معمول ہو گیا کہ میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے لگا۔

حدیث پڑھنے کا ادب:

۱۵۔ ابن ابی سلیمانؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا کس عمل پر؟ انہوں نے فرمایا کہ ہر حدیث میں میں حضور اقدس ﷺ پر درود لکھا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصول:

۱۶۔ جعفر بن عبد اللہؒ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور محدث) حضرت ابو زرہؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت نماز میں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ عالی مرتبہ کس چیز کی وجہ سے ملا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور جب حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک لکھتا تو حضور اقدس ﷺ کے نام نامی پر صلوٰۃ والسلام لکھتا اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ اس حساب سے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک کروڑ درود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی تو ایک ہی رحمت سب کچھ ہے پھر چہ جائے کہ ایک کروڑ دفعہ رحمت ہو۔

درود شریف کی برکت:

۱۔ عبدالرحیم بن عبدالرحمنؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی اس کی وجہ سے ہاتھ پر درم ہو گیا۔ میں نے رات بہت بے چینی میں گزاری، میری آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری کثرت درود نے مجھے گھبرا دیا۔ میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی اور درم بھی جاتا رہا تھا۔ (فضائل درود شریف)

رزق میں برکت:

ایک جاننے والے نے بتایا کہ روزانہ ایک ہزار دفعہ درود شریف کا معمول ہے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے رزق میں اتنی برکت عطا فرمائی کہ ایک چائے کے کھوکھے سے بنگلہ عطا فرما دیا۔ درود شریف کی کثرت کرنے سے رزق میں بھی برکت ہوتی ہے اور زیارت رسول ﷺ بھی نصیب ہوتی ہے۔

درود شریف پڑھنے کے فوائد

- ۱۔ حکم ربی کی تعمیل ہے۔
- ۲۔ آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنا رضائے رب کا سبب ہے۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے عمل سے موافقت ہے۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔
- ۵۔ حصول معرفت الہی کا ذریعہ ہے۔

- ۶۔ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔
- ۷۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔
- ۸۔ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔
- ۹۔ جتنا زیادہ درود شریف پڑھا جائے اس قدر جنت میں حضور ﷺ کی قربت عطا ہوگی۔
- ۱۰۔ خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کے دیدار کی نعمت ملتی ہے۔
- ۱۱۔ زیادہ درود شریف پڑھنے پر شفاعت کا استحقاق ملتا ہے۔
- ۱۲۔ حضور ﷺ سے جفا و ظلم سے بچاتا ہے (کیونکہ درود نہ پڑھنا آپ کے ساتھ جفا و ظلم ہے)۔
- ۱۳۔ اطاعت رسول اللہ ﷺ آسان کر دیتا ہے۔
- ۱۴۔ درود شریف کی کثرت، اولاد و اتباع کو مثالی فرمانبردار بناتا ہے۔
- ۱۵۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ خوبصورت اولاد دیتے ہیں۔
- ۱۶۔ نفاق اور اخلاقی رذیلہ سے تطہیر کا سبب ہے۔
- ۱۷۔ طہارت باطنیہ کا سبب ہے۔
- ۱۸۔ اعمال صالحہ اور جنت کے راستہ کا رہبر ہے۔
- ۱۹۔ بخل سے نجات دلاتا ہے۔
- ۲۰۔ ہدایت کاملہ اور ایمان کامل کا سبب ہے۔
- ۲۱۔ اطمینان قلب کا بہترین ذریعہ ہے۔

- ۲۲۔ طبیعت میں نرمی، حلم، انکساری اور فکرِ آخرت کا موجب ہے۔
- ۲۳۔ بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلانے والا عمل ہے۔
- ۲۴۔ غم اور حزن و ملال سے محفوظ رہنے کا سامان ہے۔
- ۲۵۔ رزق میں برکت کا باعث ہے۔
- ۲۶۔ پریشانیوں، مصیبتوں اور آفات و بلیات سے حفاظت کا سبب ہے۔
- ۲۷۔ مقررین اور صلحاء میں معیت اور شمولیت کا ذریعہ ہے۔
- ۲۸۔ قیامت کی ہولناکی سے بچنے کا راستہ ہے۔
- ۲۹۔ دنیاوی نیک کام اور حاجات اس کی بدولت اللہ تعالیٰ آسان فرمادیتے ہیں۔
- ۳۰۔ درود شریف پڑھنے والے کو صدقہ خیرات کا اجر و ثواب بھی دیا جاتا ہے۔
- ۳۱۔ نزولِ برکات ظاہری و باطنی کا باعث ہے۔
- ۳۲۔ حسنِ خاتمہ کا ضامن ہے۔
- ۳۳۔ عذابِ قبر سے نجات دلانے والا عمل ہے۔
- ۳۴۔ قبولیتِ دعا کا ضامن ہے۔
- ۳۵۔ حضور ﷺ سے محبت بڑھانے والا مبارک عمل ہے۔
- ۳۶۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔
- ۳۷۔ باطنی طہارت پیدا کر کے منہ کی ظاہری بدبو کو رفع کرتا ہے۔
- ۳۸۔ نیکیوں کے پلڑے میں وزن بڑھاتا ہے۔

۳۹۔ نورِ ایمانی کے ساتھ ساتھ آخرت میں پیش پیش چلنے والے نور کو بڑھاتا ہے۔

۴۰۔ احسانِ نبوت کا حق ادا کیے جانے کا سبب ہے۔

(عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

ہوتی ہے خواب میں جو زیارت کبھی کبھی
سوتے میں جاگ اٹھتی ہے قسمت کبھی کبھی

ان کا لیا جو نام تو آنسو نکل پڑے
یوں موجزن ہوئی ہے طبیعت کبھی کبھی

سب اس میں بہہ گئے خس و خاشاکِ معصیت
اٹھا وہ سیلِ اہکِ ندامت کبھی کبھی

گا ہے سکونِ دل بھی بنا وجہ اضطراب
ملتی ہے اضطراب میں راحت کبھی کبھی

پر لگ گئے دعا کو پڑھا جب درود ساتھ
آنکھوں سے دیکھ لی یہ حقیقت کبھی کبھی

نسبت ہے کیا امینؑ، میں ذرہ وہ آفتاب
ہوتی ہے اپنے آپ پہ حیرت کبھی کبھی

(سید امین گیلانی)

باب: 4



حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات
اپنانے کے ذریعے زیارتِ رسول ﷺ

۔ ہر قول و فعل حضرت محبوبِ کبریا
تا حشر خلق کے لیے دستور ہو گیا

حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق اور کریمانہ صفات

اپنانے کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تمام اخلاق و خصائل، صفات جمال میں اعلیٰ و اشرف اور اقویٰ ہے، ان تمام صفات، کمالات اور محاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت اور طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا علم امکان تصور میں ممکن ہے سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء مرسلین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔ اگر آپ ﷺ کے تمام اخلاق و صفات کو اپنالیا جائے تو یہ چیزیں بھی زیارت رسول ﷺ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

ذیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اخلاقی مؤثرہ تحریر کیے جاتے ہیں تاکہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کریں شاید کہ قیامت کے دن اپنے رب کے حضور یہ عرض کر سکیں:

یا رب تیرے محبوب کی شاہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کر آیا ہوں

خُلُقِ عَظِيم

سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی
ب کعبہ نے ان الفاظ میں دی۔

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم: آیت 4)

”اور بے شک آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں۔“

امت محمدیہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب 21)

”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اسوہ حسنہ ہے۔“

ان آیات مبارکہ کے پیش نظر سادک کو اخلاقِ رذیلہ سے چھٹکارا پانے اور اخلاقِ حمیدہ
سے متصف ہونے کے بغیر چارہ نہیں۔ یہی پیغامِ حدیثِ پاک میں اس طرح دیا گیا:

تَخْلُقُوا بِأَخْلَاقِ اللَّهِ

”اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین کرو۔“

اسلام میں اخلاقِ حمیدہ کو ایمان لانے کے بعد تمام اعمال پر فضیلت دی گئی ہے
ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

”ایمان والوں میں سب سے کامل وہ ہے جو اخلاق میں اعلیٰ ہے۔“

اس بارے میں حیران کن بات تو یہ ہے کہ مکارمِ اخلاق کی تعلیم کو بعثتِ نبوی ﷺ
کا مقصد بتایا گیا ارشادِ گرامی ہے:

بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ

”میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔“

مکارم اخلاق:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ مکارم اخلاق دس ہیں:

- ۱۔ سچ بولنا
 - ۲۔ سچ کا معاملہ کرنا
 - ۳۔ سائل کو عطا کرنا
 - ۴۔ احسان کا بدلہ دینا
 - ۵۔ صلہ رحمی کرنا
 - ۶۔ امانت کی حفاظت کرنا
 - ۷۔ پڑوسی کا حق ادا کرنا
 - ۸۔ ساتھی کا حق ادا کرنا
 - ۹۔ مہمان کا حق ادا کرنا
 - ۱۰۔ ان سب کی جڑ اور اصل اصول حیا ہے۔
- ایک روایت میں ہے:

لَا تُكْمَلُ مَحَاسِنُ الْأَفْعَالِ

”اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس میں تمام محاسن اور مکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جب کہ آپ ﷺ کا معلم خود حق تعالیٰ ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ

”آپ کا اخلاق قرآن تھا“

اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق و صفات محمودہ مذکور ہیں آپ ان سب سے متصف تھے۔ کتاب الشفاء میں قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی قرآن کے ساتھ تھی۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا امر الہی کی بجا آوری میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کلام الہی کی خلاف ورزی میں تھی اور آپ کی ناراضگی ارتکابِ معاصی کرنے میں تھی۔ (مدارج النبوۃ)

یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اخلاق تھا اور اسی اخلاقی عظیمہ کی تعلیم امت کو دی گئی ہے کیونکہ ہمارے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم ہے اور اسی میں نجات ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

”رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (مبارک) زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔“

آپ ﷺ پوری زندگی کا نمونہ محفوظ ہے:

علامہ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، شادی بیاہ، بال بچے، دوست احباب، نماز روزہ، دن رات کی عبادت، صلح و جنگ، آمد و رفت، سفر و حضر، نہانا دھونا، کھانا پینا، ہنسنا رونا، پہننا اوڑھنا، چلنا پھرنا، ہنسی مذاق، بولنا چالنا، خلوت جلوت، ملنا جلنا، طور طریق، رنگ و بو، خدو خال، قد و قامت یہاں تک کہ میاں بیوی کے خانگی تعلقات اور ہم خوابی اور طہارت کے واقعات، ہر چیز پوری (تاریخی) روشنی میں مذکور، معلوم اور محفوظ ہے۔

آحضرت ﷺ کی زندگی کا کوئی لمحہ پردے میں نہ تھا۔ اندر آپ ﷺ بیویوں اور بال بچوں کے مجمع میں ہوتے تھے باہر معتقدوں اور دوستوں کی محفل میں ہوتے تھے۔
آپ ﷺ کی زندگی Open تھی:

آحضرت ﷺ خواہ خلوت میں ہوں یا جلوت میں، مسجد میں ہوں یا میدان جہاد میں، نمازِ شبانہ میں مصروف ہوں یا فوجوں کی درستی میں، منبر پر ہوں یا گوشہٴ تنہائی میں، ہر وقت اور ہر شخص کو حکم تھا کہ جو کچھ میری حالت اور کیفیت دیکھیں اسے منظرِ عام پر لایا جائے۔ ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کے خلوت خانوں کے حالات سنانے اور بتانے میں مصروف رہیں۔ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ ان عقیدت مندوں کے لیے تھا، جن کے رہنے کو گھر نہ تھے۔ وہ باری باری دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اس سے روزی حاصل کرتے اور سارا وقت آپ ﷺ کے ملفوظات سننے، آپ ﷺ کے حالات دیکھنے اور آپ کی معیت میں رہنے کے لیے صرف کرتے تھے۔ ان کی تعداد ستر کے قریب تھی اور ان کی تعداد کھنتی بڑھتی رہتی تھی۔ انہی میں حضرت ابو ہریرہؓ ہیں جن سے زیادہ کسی صحابی کی روایات نہیں۔ یہ ہستیاں معتقد جاسوسوں کی طرح شب و روز، ذوق و شوق کے ساتھ آپ ﷺ کے حالات دیکھنے اور دوسروں سے ان کو بیان کرنے میں مصروف رہتیں تھیں۔ دن میں پانچ وقت مدینہ میں رہنے والی تمام آبادی دس برس تک مستقل آپ ﷺ کی ایک ایک حرکت و سکون، ایک ایک جنبش کو دیکھتی رہی۔ غزوات اور لڑائیوں کے موقع پر ہزار ہا صحابہ کرامؓ کو شب و روز آپ ﷺ کے دیکھنے اور آپ کے حالاتِ مبارکہ سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا۔ فتح مکہ میں دس

ہزار، غزوہ تبوک میں تیس ہزار اور حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی زیارت کے مواقع ملتے رہے۔ اور خلوت جلوت، گھر اور باہر، صفہ اور مسجد، حلقہ تعلیم اور میدان جنگ تک میں، جس نے جس حال میں آپ ﷺ کو دیکھا، اس کی عام اشاعت کی۔ نہ صرف اس کی اجازت بلکہ حکم اور تاکید تھی۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کی زندگی کا کون سا پہلو ہوگا جو زیر پردہ رہا ہوگا اور اس پر بھی ایک شخص آج تک آپ ﷺ پر خردہ گیری نہ کر سکا تو ایسی زندگی کو معصوم اور بے گناہ کہنا زیبا ہے۔ غرض سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک کامل و مکمل نمونہ ہے۔

اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیمات:

اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخلاقی ہدایات کا ایک ایک حرف ہماری کی نظروں کے سامنے آ گیا کہ اسلام کا فلسفہ اخلاق کتنا مکمل، اس کی تعلیم کتنی کامل، اس کے تہذیب و تمدن کے اصول کتنے اعلیٰ اور اس کی اخلاقی تربیت کے نظریے کتنے بلند ہیں، اور یہ سب کچھ ایک نبی اُمّی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ وحی ترجمان سے ادا ہوا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی کوئی اور دلیل نہ بھی ہوتی تو یہی ایک چیز کافی تھی کہ جس بلندی تک حکمائے زمانہ، فلاسفہ روزگار اور قوموں کے معلم پہنچنے سے عاجز رہے، معلم اُمّی ﷺ کسی انسانی تعلیم کے سہارے کے بغیر وہاں تک پہنچ گئے۔

اگرچہ یہ بات خود بھی اپنی جگہ پر بہت بڑی ہے، لیکن اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اس قوم کو جو تہذیب و تمدن سے نا آشنا، اخلاقی عالیہ سے بیگانہ اور سلیقہ و شعور

سے عاری تھی نہ صرف اخلاق و تمدن کے ایسے بلند حکیمانہ اصول اور نظریے سکھائے بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کو دیکھ کر قومیں ششدر رہ گئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اور کریمانہ اخلاق عطا فرمائے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ بنادے۔
(آمین ثم آمین)

ایک بڑھیا کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق کریمانہ:

مکہ مکرمہ میں ایک بڑھیا روزانہ اپنے گھر کی چھت پر انتظار کرتی تھی کہ کب اس راستے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزریں تو وہ کوڑا کرکٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال تحمل اور برداشت سے اس تکلیف پر صبر کرتے ہوئے وہاں سے گزر جاتے اور کبھی اس بڑھیا کی کسی سے شکایت نہ کی اور نہ ہی اسے برا بھلا کہا۔ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گلی سے گزرے تو کسی نے کوڑا نہ پھینکا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بڑھیا کی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں وہ کسی پریشانی یا تکلیف میں مبتلا تو نہیں ہے۔ جب کچھ روز تک وہ بڑھیا کوڑا پھینکنے کے لیے اپنے چھت پر نہ آئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی تو اندر سے نحیف سی آواز آئی کہ کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد (ﷺ) اس عورت نے کہا اندر آجائیں۔ پھر جب اس کو احساس ہوا کہ یہ تو وہی محمد ہیں جن پر وہ روز کوڑا پھینکا کرتی تھی تو وہ ڈر کے مارے کانپنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دی۔ اس کی دوائی اور کھانے کا انتظام کیا۔ اس کے گھر کا کام کیا۔ وہ بد لے اور

انتقام کی امید رکھتی تھی کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ضرور اس کی بد اخلاقیوں کا بدلہ لیں گے لیکن جب اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق دیکھا تو اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق سے متاثر ہو کر کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔

۔ جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ
وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہو کر ایک بڑھیا کا اسلام لانا:

بڑھیا کا قبول اسلام

لکھا ہے اک ضعیفہ تھی جو مکہ میں رہتی تھی
وہ ان باتوں کو سنتی تھی مگر خاموش رہتی تھی
وہ سنتی تھی محمد ﷺ ہے کوئی ہاشم گھرانے میں
وہ کہتا ہے خدا بس ایک ہے سارے زمانے میں
وہ سنتی تھی ہبل کی لات کی تذلیل کرتا ہے
وہ اپنے حق کے فرمانے کی یوں تعمیل کرتا ہے
وہ سنتی تھی جو اس کے ساتھ ہے وہ ہے غلام اس کا
مسلمان ہو ہی جاتا ہے جو سنتا ہے کلام اس کا

لکھا ہے وہ ضیفہ ایک دن کعبہ میں جا پہنچی
 ہبل کے پاؤں پر سر رکھ کے اس نے یہ دعا مانگی
 میں تجھ کو پوجتی ہوں اور خدا بھی تجھ کو کہتی ہوں
 بڑا افسوس ہے جو آج کل میں رنج سہتی ہوں
 وہ غم یہ ہے محمد ﷺ ہے کوئی ہاشم گھرانے میں
 وہ کہتا ہے خدا بس ایک ہے سارے زمانے میں
 مٹا دو اس کی ہستی کو ملے پھر کو انعام اس کا
 جگر چھلنی ہوا جاتا ہے سن سن کے کلام اس کا
 دعا کر کے اٹھی سجدے سے اور وہ اپنے گھر آئی
 سمجھتی تھی یہ دل میں کہ اب میری امید برآئی
 ضیفہ کو خوشی تھی اب ہبل بجلی گرا دے گا
 محمد ﷺ تو محمد ﷺ، ساتھیوں کو بھی مٹا دے گا
 مگر کچھ دن گزرنے پر نہ جب امید برآئی
 دعا کر کے ہبل سے اپنے دل میں خوب پچھتائی
 غرض ترکیب اس نے سوچ لی پھر خود ہی گھر آ کر
 کہ چھوڑ دوں گی یہ بستی میں رہوں گی اور کہیں جا کر
 غرض اک دن صبح کو اس نے اپنی ایک گھڑی لی
 نکل کر گھر سے اپنے اور دروازے پہ آ بیٹھی
 ضیفہ سوچتی تھی کہ اب کوئی مزدور ملتا ہے

اسے یہ کیا خبر تھی اک خدا کا نور ملتا ہے
 فریضہ صبح کا کر کے ادا سرکار دو عالم
 چلے جاتے تھے کعبہ کی طرف وہ رحمت عالم
 جلو میں آگ کے شمس و قمر معلوم ہوتے تھے
 سر تسلیم سجدے میں شجر معلوم ہوتے تھے
 ضعیفہ منتظر مزدور کی بیٹھی تھی گھبرائی
 یکا یک سامنے سے چاندی صورت نظر آئی
 ضعیفہ نے کہا بیٹا یہاں آنا، بتا کیا نام ہے تیرا
 کہا مزدور ہوں اماں بتا کیا کام ہے تیرا
 کہا مزدور ہے گرتو، تو چل گھٹڑی میری لے کر
 میں خوش کر دوں گی اے مزدور مزدوری تیری دے کر
 یہ سن کر آپ نے گھٹڑی اٹھا کر اپنے سر پر لی
 ضعیفوں کی مدد کرنا یہ عادت تھی پیغمبر کی
 غرض گھٹڑی کو لے کر منزل مقصود پر آئی
 کہا دل سے کہ اے دل اب تیری امید برآئی
 کہا بیٹا جو تھی دل میں تمنا امید ہو گئی پوری
 محمد ﷺ تو محمد ﷺ ساتھیوں سے ہو گئی دوری
 لگی دینے جو مزدوری ضعیفہ آپ کو اس دم
 تو فرمانے لگے اس دم حضور سرور عالم

یہ کوئی کام ہے اماں میں لوں اب جس کی مزدوری
کوئی گراور خدمت ہو تو وہ بھی میں کروں پوری

یہ فرماتے ہوئے کی آپ نے جانے کی تیاری

ضعیفہ سے اجازت چاہتے تھے رحمت باری

ضعیفہ نے کہا بیٹا ذرا ٹھہرو چلے جانا

مجھے اک بات کہنی ہے ذرا سن کر چلے جانا

یقین جانو کہ اب مکہ میں جھگڑا ہونے والا ہے

میں سمجھاتی ہوں تجھ کو اس لیے تو بھولا بھالا ہے

وہ مکے میں قبیلہ ہاشمی نام و لقب والے

وہی بیٹا جو ہیں سردار عبدالمطلب والے

انہی میں اک جوان ہے جو سنا جاتا ہے ساحر ہے

کہ اس فن میں مگر بیٹا وہ اپنے خوب ماہر ہے

وہ سر ہوتا ہے جس کے ذہن میں الفت ہو کے رہتا ہے

جو سنتا ہے کلام اس کا وہ اس کا ہو کے رہتا ہے

ہمیشہ بچ کے چلنا اس سے بولے تو یہ کام اس کا

نصیحت ہے یہی میری نہ سننا تو کلام اس کا

نبی بڑھیا کے دل میں نور وحدت بھرنے والے تھے

نصیحت سن رہے تھے جو نصیحت کرنے والے تھے

ضعیفہ نے کہا بیٹا بھلا کیا نام ہے تیرا

تیرا آغاز کیا ہے اور کیا انجام ہے تیرا
 کہا حضرت نے بڑھیا سے تجھے کیا نام بتلاؤں
 میں کیا کام بتلاؤں میں کیا انجام بتلاؤں
 میں بندہ ہوں خدا کا اور مجسم نور عزت ہوں
 کہا گردن جھکا کر آپ نے میں ہی محمد ﷺ ہوں
 میں ہوں معصوم دنیا میں میرا دشمن زمانہ ہے
 خدا، واحد ہے عالم میں مجھے بس یہ بتانا ہے
 یہ سننا تھا کہ بس آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
 نبی ﷺ کے عشق کی اک چوٹ سی دل پر لگی کاری
 ضعیفہ نے کہا بیٹا کرو مشکل میری آسان
 میں ایسی جیت کے صدقے میں ایسی ہار کے قربان
 ہوا پھر حال پہ اس کے جو فضل عزت باری
 ضعیفہ کی زبان سے خود بخود کلمہ ہوا جاری
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخرت میں حسنِ اخلاق کا درجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میزان میں جو چیز سب سے زیادہ
 بھاری ہوگی وہ حسنِ اخلاق ہے اور جس میں حسنِ اخلاق ہو اس کا درجہ روزہ داروں اور
 نماز پڑھنے والوں کے برابر ہے۔ (سنن ترمذی)
 ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں

لیکن کیا کبھی ہم نے اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کے ساتھ ایسا بہترین سلوک کیا؟ محبت اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے ہمیں بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی اطاعت کرنی چاہیے۔

حضرت انسؓ کا واقعہ:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کے لیے میں ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے۔ جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستا ہوا پایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انس! تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا؟ میں نے کہا: ”ہاں“ جاؤں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مشکوٰۃ)

سبحان اللہ اپنے غلاموں اور چھوٹوں کے ساتھ بھی ایسے کریمانہ اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے کہ دوسرا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ہم سوچیں کہ آج اگر ہم اپنے نوکر، غلام یا کسی چھوٹے بچے یا ماتحت کو کوئی کام کہیں اور وہ اس کام کو کرنے میں دیر کر دے یا غفلت کرتے ہوئے وہ کام نہ کر سکے تو ہم پیار، محبت اور اندازِ شفقت سے اسے سمجھاتے ہیں یا منہ پر ایک تھپڑ لگا کر اسے ڈانٹتے ہیں کہ یہ کام کیوں نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

بادشاہوں کے بادشاہ ہیں اس کے باوجود اپنی ذات کی وجہ سے کبھی کسی پر غصہ یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا اور ہم انہی کے نام لیوا ہیں ہمیں اپنے اخلاق پر ضرور نظر کرنی چاہیے اور تھوڑی دیر کے لیے اپنا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ کیا واقعی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق ہمیں اطاعت رسول ﷺ پر مجبور نہیں کرتے۔

۔ کیفی خدا نصیب کرے اپنے فضل سے

الفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضور ﷺ کی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کے آئینہ میں ہم اپنے اخلاق کا موازنہ کریں۔ اگر موافق نہ ہوں تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اخلاق کی محبت ہمارے اخلاق کو سنوار دے گی جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت صحبت میں رہ کر صحابہ کرام اخلاق کے اعلیٰ درجوں پر پہنچے اسی طرح جو اپنا اخلاق سنوارنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ کسی متبع سنت اور صاحب نسبت بزرگ کی صحبت اختیار کرے اور اپنے اخلاق کو اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بنانے کی کوشش کرے تاکہ قیامت کے دن یہ کہہ سکیں:

۔ یارب تیرے محبوب کی شباہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

رقتِ قلبی

رقتِ قلبی یعنی نرم دل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص وصف تھا جو اللہ رب العزت کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

درشت خواہد سخت دل نہیں تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ

”اگر آپ تند و سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے بکھر جاتے۔“

لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم دل تھے جس کی وجہ سے لوگ پر وانوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع رہتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ حدیث نبوی کا مفہوم ہے:

”نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے مزین بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جائے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔“

اسی رقت قلبی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے کو غمزدہ دیکھتے تو خود بھی غمزدہ ہو جاتے یہاں تک کہ آنسو مبارک بہہ پڑتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نوا سی قریب الوفات تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہو گئی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہما (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا (چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی آنسو مبارک ٹپک رہے تھے اس لیے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی تو رو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی کا رونا ممنوع نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

نرمی کی خوبی

امام مجاہد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ اگر لوگ نرم خوئی کی طرف توجہ کریں تو اس سے اچھی کوئی چیز کائنات میں انہیں دکھائی نہ دے اور اگر کم عقلی اور حماقت کی طرف نظر کریں تو اس سے زیادہ قبیح انہیں کچھ بھی دکھائی نہ دے۔

نرمی پر اجر و ثواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کا معاملہ کرنے والے ہیں اور نرمی کے معاملے کو پسند فرماتے ہیں اور نرم خوئی پر وہ اجر عطا فرماتے ہیں جو تندی اور سختی پر نہیں دیتے بلکہ کسی بھی اور چیز پر نہیں دیتے۔ (صحیح مسلم)

ظاہر ہے نرمی وہی کرے گا جو نرم دل ہوگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے رقتِ قلبی مانگنی چاہیے۔ دل کی سختی رحمتِ الہی سے دوری کا سبب بنتی ہے نماز میں رقتِ قلبی ہونا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے تو دل پر اس قدر رقت طاری ہوتی کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے۔

حضرت عبداللہ بن خثیرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (اور رو رہے تھے) رونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کے پکٹنے کی آواز ہوتی ہے۔ (شمائل ترمذی)۔

تلاوت میں رقتِ قلبی:

اسی طرح جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت فرماتے یا سنتے تو بھی دل پر رقت طاری ہو جاتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ہی تو نازل ہوا ہے۔ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں میں نے سورۃ النسا پڑھنی شروع کی میں جب اس آیت پر پہنچا:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

”پس اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہر امت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔“

تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہو کر بھی اللہ کا قرآن سنتے ہیں تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اپنی آخرت کی فکر ہے، امت کی فکر ہے ہم اپنی حالت زار پر غور کریں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے کبھی ہمارا بھی آنسو نکلا، کبھی ہماری بھی کوئی آہ نکلی، کبھی ہمارا بھی دل اللہ کی عظمت کی وجہ سے کانپا، ہمارا دل بھی کبھی کلام الہی کی محبت سے سرشار ہوا یا جنت و جہنم کے تذکرے کی وجہ سے متاثر ہو کر نرم ہوا؟ کیا اس دل سے کبھی آنسوؤں کے چشمے جاری ہوئے؟

ہائے افسوس! ہماری حالت تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہوتے ہیں اور دل

دنیا جہان کے خیالوں میں ڈوبا ہوتا ہے۔

لَمْ فَسَدْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط
 ”پھر تمہارے دل اس کے بعد پتھروں کی طرح ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت“
 انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ تہجد کے قرآن کی تلاوت سے ہم محروم ہو گئے
 جس کی وجہ سے ہمارے دل سخت ہو گئے۔ اگر آج بھی ہم تہجد کی تلاوت کا اہتمام کر لیں
 تو دل انتہائی نرم ہو جائیں اور ان سے آنسوؤں کے چشمے بہہ نکلیں۔

۔ در نفس سوزِ جگر باقی نہ ماند

لطفِ قرآنِ سحر باقی نہ ماند

”ہمارے نفس میں سوزِ جگر باقی نہیں ہے کیونکہ لطفِ قرآن سحر سے ہم ناواقف ہیں۔“

صاحبِ قرآن و بے ذوقِ طلب

العجب ثم العجب ثم العجب

”انسان قرآن پڑھنے پڑھانے والا بھی ہو اور اس میں اللہ کی محبت کی طلب بھی نہ ہو

اس پر بہت تعجب ہے، پھر تعجب ہے اور پھر اس پر انتہائی افسوس ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہمیں رقتِ قلبی عطا فرمائے

اور ہمارے مردہ دلوں کو زندہ اور بیدار فرمائے۔

رحم و ترحم کی صفت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی زمین والوں پر رحم نہیں کرتا

آسمان والا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرے گا اس پر رحم نہیں کیا جائیگا، جو معاف نہیں کرے گا اس کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ (معجم الکبیر)

جانوروں پر رحم:

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم دل تھے اور اسی چیز کی امت کو تعلیم فرمائی۔ ایک دفعہ ایک صحابیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں۔ صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آ رہی تھی۔ میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا: ”اس جانور کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم دلی کے واقعات مختلف مخلوقات پر ہیں کہیں پرندوں پر رحیم ہیں تو کہیں جانوروں پر رحم فرما رہے ہیں۔ انسانوں پر آپ ﷺ کی شفقت اور رحم دلی تو ضرب المثل ہے بلکہ تمام مخلوقات پر آپ ﷺ سب سے زیادہ شفیق اور رحیم

ہیں۔ آپ ﷺ کی رحمت اور شفقت کی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن میں گواہی دی:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء 107)

”اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“

یتیموں پر رحم:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یتیم بچوں پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ ارشاد نبوی ہے: ”مسلمانوں کے مکانوں میں سے وہ مکان سب سے اچھا ہے جس میں کسی یتیم بچے کی پرورش ہو رہی ہو اور وہ مکان سب سے برا ہے جس میں کسی یتیم کو تکلیف دی جاتی ہو۔“

جنت میں خصوصی مکان:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں ایک مکان ہے جس کو دارالفرح کہتے ہیں اس مکان میں ان لوگوں کے سوا کوئی داخل نہیں ہو سکتا جو مسلمان یتیموں کو خوش کرتے اور ان کا جی بہلاتے ہیں۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو آدمی چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کا ادب نہیں کرتا وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے۔“

غلاموں پر رحم:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں اور لونڈیوں پر بھی رحم اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موقع پر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنجیدہ ہو کر فرمایا:

ابو مسعود! اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے
حضرت ابو مسعودؓ نے یہ سن کر انہیں آزاد کر دیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔ (ابوداؤد شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم کرنے کی صفت کا ہم اپنے اندر جائزہ لیں کہ خود کو
عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے والے کہیں اس صفت سے محروم تو نہیں۔ حضرت جریر
بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی
خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لیے رحم نہیں
ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں رحم کا جذبہ پیدا فرمائے اور ظلم و ستم سے محفوظ فرمائے۔

حلم اور عفو کی صفت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات، نبوت
کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔
کفار مکہ تیرہ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے ساتھیوں کو ستاتے
رہے۔ ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے ماننے والوں پر نہ
آزمایا ہو حتیٰ کہ وہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن جب مکہ فتح ہوا تو
اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے
اور آپ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا مگر قربان جائیں حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم و عفو پر کہ جب تمام ظالمانِ قریش خوف اور ندامت سے سر جھکائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملے کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ ”اے صادق! اے امین! آپ ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہیں۔ ہم نے آپ کو ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔“

سبحان اللہ! کیسا حلم تھا کہ جب دشمن بالکل قابو میں آ گیا اگر انتقام لینا چاہتے تو ایک ایک سے لے سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دشمنوں کو معاف فرمادیا۔ ہم بھی اسی پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ ہم سوچیں کہ اگر ہم اپنے دشمن پر قابو پالیں تو کیا ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے تحمل کے ساتھ دوسرے کو معاف کر دیں گے یا اپنے جذبہ انتقام کی وجہ سے بدلہ لیں گے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لیے کامل نمونہ ہے۔

بلند درجات کا خواہش مند:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو، اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے

جس نے اس سے رشتہ توڑا ہوا اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔
(ابن عساکر بن ابی ہریرہ)

حضور اکرم ﷺ کے تحمل کا واقعہ:

ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے اور یہودی عالم تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ دیکھا ہو بجز دو علامتوں کے جن کا ابھی تک موقع نہیں ملا ایک یہ کہ آپ کا علم آپ کے غصہ پر غالب رہے گا، دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ جتنا کوئی جہالت کا برتاؤ کرے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل اسی قدر زیادہ ہوگا، چنانچہ میں موقع کی تلاش میں تھا۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس موقع پر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھجوروں کے عوض سودا کیا اور ان کی قیمت 80 مثقال سونا پیشگی ادا کر دی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی کو دے دی اور کھجوروں کی ادائیگی کے لیے ایک وقت معین ہو گیا۔

زید کہتے ہیں کہ ادائیگی کے وقت میں دو تین باقی رہ گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ دیوار کے قریب تشریف فرما تھے، میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے اور چادر کے پلو کو نہایت ترش روئی سے پکڑ کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہندہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے مجھے غصے سے

گھورا کہ اے اللہ کے دشمن! کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرہ نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجے میں حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ عمر! میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقے کی نصیحت کرتے، جاؤ اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کرو اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں اسے 20 صاع کھجوریں زیادہ دے دینا۔ جب زید بن شعبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم کا امتحان کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم کو غصہ پر غالب پایا تو حضرت عمرؓ کو ہی اسلام کا گواہ بنایا اور کلمہ پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

سبحان اللہ! یہ تھا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم و عفو! کہ ادائیگی کے معینہ وقت سے پہلے ہی کمال تحمل کے ساتھ درشت گوئی کو برداشت کیا اور پھر اس پر پکڑ کرنے کے بجائے معاف فرما دیا اور احسان کا معاملہ بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہم امتیوں کو بھی غصہ کے وقت تحمل اور بردباری کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری حالت تو آج یہ ہے کہ اگر کوئی برا بھلا کہہ دے تو ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ معاف کرنے والے اور برداشت کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان! اگر کوئی گالی کھا کر یا مار کھا کر چپ ہو جائے اور صبر کرے خدا تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ پس اے مسلمانو!

معاف کرو معاف کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطائیں معاف کرے گا۔ (رواہ ابن النجار)
حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان جس قدر گھونٹ پیتا ہے ان سب میں سے دو گھونٹ زیادہ محبوب ہیں ایک مصیبت پر صبر اور دوسرے غصہ کو پی جانا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صفت:

تحمل یا حلم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نمایاں صفت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی نمایاں صفت تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ

”بے شک ابراہیم علیہ السلام آہیں بھرنے والے تحمل والے تھے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمانو! تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ تحمل اور جلد بازی نہ کرنا۔ (صحیح مسلم)

بردبار آدمی کا درجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حلیم آدمی کا درجہ نبی کے قریب قریب ہوتا ہے۔“ (رواہ الخطیب فی تاریخہ)

صبر و شکر کی صفت

صبر کے لغوی معنی روکنے اور سہارنے کے ہیں، یعنی اپنے نفس کو اضطراب اور گھبراہٹ سے روکنا اور اس کو اپنی جگہ ثابت قدم رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صبر کی تلقین فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

”پس صبر کیجئے جیسا کہ اولو العزم رسولوں نے صبر کیا۔“

حقیقت میں یہ تلقین امت کے لیے ہے۔ اور شکر کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کا تھوڑا سا بھی کام کر دے تو دوسرا اس کی پوری قدر شناسی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں صبر و شکر کا کثرت سے تذکرہ فرمایا۔ شکر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ”اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ“

اور فرمایا

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

”اگر تم شکر کرو گے تو اور بھی دوں گا اگر نافرمانی کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔“

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بندہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا ہر معاملہ اور ہر حال خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی اور راحت پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لیے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔“ (معارف الحدیث)

پیارے آقا ﷺ کا صبر:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مصیبتیں آئیں انہوں نے ان مصائب پر صبر کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ شیبہ کے باغ کے سامنے بیٹھ کر فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِلَیْكَ اَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّةَ حِیَلَتِیْ وَ هَوَانِیْ عَلٰی النَّاسِ
 ”اے اللہ! میں تجھی سے شکایت کرتا ہوں اپنی کمزوری اور بے کسی کی اور لوگوں میں
 ذلت اور رسوائی کی“

کافروں کی تکالیف پر صبر کیا اور اپنی فریاد اللہ رب العزت کے سامنے پیش کی پھر
 اس صبر کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب طائف کے سفر سے واپس تشریف لائے تو اللہ رب العزت
 نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لیے بلا لیا۔ یوں سمجھیں کہ جو شخص بھی مصیبتوں پر
 صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو روحانی معراج عطا فرما دیتے ہیں۔ سبحان اللہ!
 اتنی ترقی اور بلندی عطا فرمادی جاتی ہے جو اس کے تصور سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔
 اللہ رب العزت نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں تک فرما دیا کہ
 وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ”اپنے رب کے حکم کی خاطر صبر کیجئے“
 فَاصْبِرْ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

”پس اے محبوب! صبر کیجئے آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔“
 پیارے آقا ﷺ کا شکر:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ کا کثرت سے شکر ادا کیا کرتے تھے اور کیوں شکر
 ادا نہ کرتے اس لیے کہ اللہ رب العزت نے خود اپنے بندوں کو شکر ادا کرنے کا حکم دیا
 ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ
 ”بلکہ اللہ کی بندگی کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو جاؤ۔“

روایات میں آتا ہے کہ کثرت قیام الیل کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پر درم آ جاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ یہ تکلیف اور محنت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام اگلی پچھلی خطائیں بخش دی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ”تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

کیا میں ایسے اعمال نہ کروں جن سے اللہ کا شکر ادا ہوتا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی آل کو بھی شکریہ میں اعمال نیک کرنے کا حکم دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِعْمَلُوْا اِلٰلَ دَاوُدَ شُكْرًا ”اے آل داؤد شکریہ کے طور پر (نیک) عمل کیا کرو۔“

جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے غموں اور مصیبتوں پر صبر کرتے اور نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تو ہمیں بھی انہی کے طریقے پر عمل کرنا ہے لیکن افسوس! کہ آج ہماری حالت تو اس کے برعکس ہے اگر خدا نخواستہ کوئی تکلیف آ جائے تو اکثر لوگ بے صبری شروع کر دیتے ہیں تکلیف پر صبر کرنے کے بجائے شکوے شکایتوں کے دفتر کھول دیتے ہیں باوجود اس کے کہ اکثر امور میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں۔ مصیبت و تکلیف کو ہر ایک کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَّ بَتْ لَمْ يَصْبِرْ

”جو شخص اپنی مصیبت سب کے سامنے بیان کرتا پھر اس نے صبر نہیں کیا۔“

اور اس کے برعکس جو مصائب پر صبر کرے تو اس کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو صبر پر شہیدوں کا ثواب عطا فرمایا اور اس امت میں بھی جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اس کو ایسا ہی اجر ملے گا۔ سبحان اللہ!

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کریں ایک ایک نعمت یاد کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے جائیں گے تو شکر گزاروں میں شمار ہوں گے۔

شکر کی بہترین تعریف:

حضرت جنید بغدادیؒ سات سال کے تھے کہ حضرت سری سقطیؒ ان کو اپنے ساتھ حج کو لے گئے وہاں چار بزرگوں کے درمیان شکر کے مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی حضرت سری سقطیؒ نے جنید بغدادیؒ کو بھی رائے بیان کرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے کہا کہ شکر، یہ ہے کہ

”جو نعمت خدا نے تمہیں دی اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور اس نعمت کو

گناہ کا ذریعہ نہ بناؤ۔“

تمام حاضرین مجلس نے فیصلہ کیا کہ یہ شکر کی بہترین تعریف ہے۔ پوچھا کہاں سے سیکھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت سری سقطیؒ کی صحبت سے۔“

ہم سوچیں کہ ہم اپنے اعضا کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال کر کے ناشکری کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر کے شکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے صبر و شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مسکنت و تواضع کی صفت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں عاجزی انکساری اور تواضع کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”أَلْعَبُورُ فَخُورٌ“ عاجزی میرا فخر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم کے سامنے انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگتے تھے۔

”یا اللہ تو سنتا ہے میری بات کو اور دیکھتا ہے میری جگہ کو اور جانتا ہے میرے پوشیدہ کو اور ظاہر کو، تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور میں مصیبت زدہ محتاج، فریادی پناہ ہوں جو ترساں و ہراساں، اقرار کرنے والا، ماننے والا اپنی خطا کا ہوں۔ تجھ سے بے کس کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے سامنے گڑگڑاتا ہوں جیسے ایک گنہگار ذلیل گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے خوفزدہ اور آفت رسیدہ شخص کی طرح طلب معافی کرتا ہوں اور اس شخص کی طرح کہ جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہو، آنسو بہہ رہے ہوں، تیرے سامنے اس نے اپنے جسم کو گرایا ہو اور تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ! مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ کر اور میرے لیے بہت مہربان اور رحیم ہو جا، اے وہ ذات جو سب سے بہتر ہے جن جن سے مانگا جائے اور سب دینے والوں سے بہتر تو ہی ہے۔“

سبحان اللہ! نبی علیہ السلام کی دعا کے ایک ایک لفظ سے اللہ رب العزت کی عظمت اور اپنی عاجزی سامنے آتی ہے۔ باوجود اعلیٰ مراتب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر متواضع تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ

بارگاہِ الہی سے ایک فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آپ کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی و فقر اختیار کریں اور اگر چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبری کے ساتھ بندگی کو پسند فرمایا۔ سبحان اللہ!

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (ترمذی)

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ میں کھانا کھاتا ہوں جیسے بندہ کھایا کرتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھا کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ خدام اور اصحاب سے نہایت تواضع سے پیش آیا کرتے تھے۔ اپنے گھر میں اہل خانہ کے کام کاج بھی کر دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا، خواہش ہوتی تو کھا لیتے وگرنہ چھوڑ دیتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے۔ جنازوں میں شرکت فرماتے تھے اور گدھے جیسی سواری پر بھی سوار ہو جاتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی پوری زندگی تواضع اور عاجزی و انکساری کے ساتھ گزاری اور امت کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ حضرت عمرؓ نے ایک دن برسرِ منبر ارشاد فرمایا کہ لوگو! عاجزی اور خاکساری اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے لیے تواضع اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندوں کی نگاہوں میں اونچا ہوگا اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل و حقیر ہو جائے گا اگرچہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ (شعب الایمان)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہو کر اس قدر متواضع زندگی گزارتے تھے تو ہمیں غلام ہو کر کس قدر مسکنت اور تواضع والی زندگی گزارنی چاہیے۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہم سادگی اور تواضع کو کہیں بہت دور چھوڑ آتے ہیں۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور دکھاوا ہی زندگی کی معراج بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سادگی، مسکنت اور تواضع والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۔ جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے رہتے ہیں
صراحی سرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

قناعت و توکل کی صفت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

”جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اللہ اس کے لیے کافی ہے۔“

توکل کہتے ہیں کہ کسی کام کو پورے ارادہ عزم اور تدبیر و کوشش کے ساتھ انجام دینے اور یہ یقین رکھنے کو کہ اگر اس کام میں کوئی بھلائی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور ہمیں کامیاب کرے گا۔ سورہ احزاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ:

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

”اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اللہ تعالیٰ کام بنانے کے لیے کافی ہے۔“

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا یہی وجہ تھی کہ دشمن کے نرغہ میں ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت گزار مسلمانوں کو دیکھتے تھے۔ یہ جرأت اور بے خوفی اسی توکل کا نتیجہ تھی۔ تمام مشکلات میں اسی اللہ پر توکل اور بھرپور اعتماد کی تعلیم مسلمانوں کو دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

”اور ایمان والوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔“

حضور اقدس ﷺ کا توکل اور قناعت:

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کے لیے

کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔

یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر یا کسی حاجت مند کو دے کر ختم فرما دیتے تھے اس خیال سے کہ کل پھر اس کی ضرورت ہوگی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غایت درجہ کا توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا۔ اور یہ صرف اپنی ذات کے لیے تھا ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تربیت یافتہ تھیں ایک مرتبہ سیدہ عائشہؓ کی خدمت میں ایک لاکھ سے زائد درہم نذرانے کے طور پر پیش کیے گئے انہوں نے شام ہونے سے پہلے تمام درہم تقسیم کر دیے۔ خود روزہ دار تھیں۔ افطار کا وقت آیا تو باندی نے کہا کہ اگر آپ ایک درہم رکھ لیتیں تو ہم گوشت منگا لیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ اب کیا فائدہ پہلے یا دولا دیتی تو میں منگوادیتی اور پھر روٹی اور زیتون کے تیل سے روزہ افطار کیا۔

قناعت و استغناء کا واقعہ:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرما دیا۔ انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر عطا فرما دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا ان کو عطا فرما دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاریوں سے فرمایا:

سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہوگا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور

اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔ لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر آسودگی اور خود عیشی حاصل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو کوئی خود عقیف بننا چاہتا ہے یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور سوال کی ذلت سے اس کو بچاتا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کسی بندے کو بھی صبر سے زیادہ کوئی وسیع نعمت عطا نہیں ہوئی۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والے تھے اور امت کو بھی اسی کی تعلیم دی اور خود بھی قناعت کرنے والے تھے یعنی جو کچھ ملتا اسی پر صبر شکر کرتے زیادہ کی ہوس نہ تھی اور امت کو بھی اسی کی تعلیم دی۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے تھوڑے رزق پر ہی قناعت کر لیتا ہے اور صبر شکر کی زندگی گزارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بہت سی اور نعمتوں سے نوازتا ہے اور جو کوئی زیادہ کی ہوس رکھتا ہے تو وہ خسارہ اور نقصان اٹھاتا ہے حتیٰ کہ کبھی کبھی ہوس و حرص کی وجہ سے ایمان جیسی قیمتی چیز سے بھی ہاتھ دھونا پڑتے ہیں۔

۔ براہمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کر سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں
آج حالت ہماری یہ ہے کہ اپنی خواہشات کا دائرہ وسیع کر لیا ہے کہ ان کو

پورا کرنے کے لیے حلال و حرام کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر حلال رزق ہو خواہ تھوڑا ہی ہو اسی پر قناعت کر لی جائے اور اپنے کاموں کے پورا ہونے میں اللہ تعالیٰ پر توکل کریں تو ان دو صفات کی وجہ سے ہم بہت سی خود ساختہ مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر عمل کرنے میں دونوں جہانوں کا سکون ہے۔ دنیا میں بھی انسان پریشانیوں سے بچ سکتا ہے اور آخرت میں بھی بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ اللہ کے بندے ہوں گے جو جادو نہیں کراتے اور بدشگونی نہیں لیتے اور نہ بدفالی کے قائل ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ ہمیں توکل سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو دو سخا کی صفت

تمام تر باقی صفات کی طرح جو دو سخا میں بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی نہ تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جب دوسروں کو عطا کرتے تو بادشاہوں کو بھی شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر پہنی اسی وقت ایک شخص نے

مانگ لی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمادی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرض لے کر بھی ضرورت مند کی ضرورت پوری فرمادیتے تھے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے کوئی مال آ جاتا تو اس وقت تک گھر تشریف نہ لے جاتے جب تک کہ اس کو تقسیم نہ کر دیتے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ اے ابوذر! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک میرے پاس ان میں سے ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لیے ہو۔ تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔ (صحیح بخاری)

سبحان اللہ! یہ تھا ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا عالم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں میں ہوتی تھی۔ کسی کو کوئی چیز بہہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے، کسی کو کوئی ہدیہ دیتے، کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے، کبھی کپڑا خرید کر اس سے زیادہ رقم عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرما دیتے۔

رمضان المبارک میں سخاوت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو تمام دنوں میں ہی جود و سخا کا معاملہ فرماتے تھے لیکن رمضان المبارک کے مہینے میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ گیارہ ماہ کی

فیاضی بھی اسی مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپ بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی ﷺ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو ”میں نہیں دیتا۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز اٹھا کر نہ رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے بالخصوص رمضان المبارک میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔

مال موجود ہونے کی وجہ سے نیند نہ آنا:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو آپ نے خرچ کر دیں اور دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچ گئیں۔ ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجیے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حمیرا (سیدہ عائشہ کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں۔“

(مشکوٰۃ شریف)

اللہ اکبر کیمر! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حال ہے کہ دو اشرفیاں بھی اگر پاس رہ گئیں تو رات بھر سو نہ سکے اور امت میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو خیرات کرنے کے بجائے دوسروں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں اور راتوں کو غفلت کی نیند سوتے

ہیں۔ ایسے لوگوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دن اس مال کی پائی پائی کا حساب چکانا ہو گا۔ اپنے نرم بستروں میں لیٹ کر قبر کے بستر کو بھول جانے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ایک دن ضرور قبر ہماری جنت کے باغوں میں سے باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوگی۔

فرشِ مخمل پہ اے سونے والو
تم کو قبر میں سونا پڑے گا

ہر شعبہ زندگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریق کو اپنانا ہی کامیابی ہے اور اسی میں فلاح دارین مل سکتی ہے۔ اگر ہم صدقہ و خیرات کے شعبہ میں دیکھیں تو باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی زندگی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کا خصوصاً فقراء و مساکین کا خاص خیال رکھتے تھے۔ یتیموں کے خصوصاً والی بن جاتے تھے۔ بہر نوع جس طرح بھی ممکن ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کی صورتوں میں خیرات و عطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

اپنے گھروں میں ایک ایک، دو دو مہینے گزر جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کا شانہ میں چولہا تک نہ جلتا اور بسا اوقات شدتِ بھوک سے اپنے شکمِ اطہر پر پتھر باندھ لیا کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر تنگی اور مجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا بلکہ اس کا سبب زہد اور جو دو سخا تھا۔

خوفِ خدا اور عبادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اور معرفتِ الہی سب سے زیادہ تھی اس لیے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام شب کے سبب آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر خود فرما دیا:

يَا أَيُّهَا الْمُرْمِلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا

”اے کملی اوڑھنے والے، رات کو تھوڑا قیام کریں۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی ایک آیت بار بار پڑھتے رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوفِ خدا کمال درجہ کا حاصل تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر مغموں رہتے تھے۔ کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور رونے کے سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ہانڈی کے ابلنے (جوش) کی مانند آواز آرہی ہے۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا فکرِ آخرت اور خوفِ خدا ہی کی وجہ سے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بھی اسی کی تعلیم فرمائی چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو خصوصی نصیحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے زیادہ قریب اور مجھ سے زیادہ تعلق رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔

ہم میں سے کون ایسا ہے جو اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور تعلق نہ چاہتا ہو اور اس کا طریقہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمادیا کہ خوفِ خدا رکھنے والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے۔

خشیت الہی کے آنسو:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگر چہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر ہوں۔ پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتش دوزخ کے لیے حرام فرمادیں گے، سبحان اللہ۔

۔ موتی سمجھ کے شان کریمی نے جن لیے

قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

راقم الحروف کا یہ تجربہ ہے کہ ذوق و شوق کے ساتھ سمجھ کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ اس سے خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ جب سمجھ کر پڑھنے والے کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے تو حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی جن پر خود قرآنِ حکیم نازل ہو رہا تھا ان کا خوفِ خدا کس قدر بڑھا ہوا ہوگا۔

حضور ﷺ کی عبادت کا حال:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے تفصیلی حالات کتب احادیث میں موجود ہیں یہاں بوجہ اختصار ان کی گنجائش نہیں جو سمجھنا اور عمل کرنا چاہتا ہو اس کے لیے تو ایک واقعہ بلکہ اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ عربی مقولہ ہے:

الْعَاقِلُ تَكْفِيلُ الْإِشَارَةِ

”عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔“

اور جس نے عمل نہ کرنا ہو تو وہ سینکڑوں واقعات پڑھ کر بھی عمل نہیں کرتا اور بہانے بناتا رہتا ہے۔

ع دل مانتا نہ ہو تو بہانے ہزار ہیں

بہر حال اتنا بتادینا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل افراط و تفریط سے خالی ہوا کرتا تھا۔ نہ تمام رات نماز پڑھتے اور نہ پوری رات سوتے بلکہ کچھ دیر آرام فرماتے پھر نماز تہجد پڑھتے۔ اسی طرح روزوں کا حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں پورے روزے رکھتے اور اس کے بعد شعبان میں سب سے زیادہ رکھتے تھے باقی دس مہینوں میں ہمیشہ روزہ بھی نہ رکھتے کہ افراط لازم نہ آئے اور نہ ہی ہمیشہ افطار فرماتے کہ تفریط لازم آئے۔ بلکہ ہر مہینہ میں کبھی روزہ رکھتے اور کبھی افطار فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ فداہ انا و ابی و امی و روحی

امید اور خوف کی کیفیات:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا حال یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا خوف بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقین کرو کہ جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرمادیں گے جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔ (جامع ترمذی)

سبحان اللہ! اس حدیث مبارکہ سے امید و خوف کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر خصوصی شفقت اور ہر ہر امتی کے خاتمہ ایمان کی فکر بھی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے پیارے اور مشفق آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر کرنے والا بنائے اور ان کے طریقوں پر عمل کرنے والا بنائے۔

محبت الہی کی صفت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اپنے پیارے اللہ کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ہر وقت اپنے محبوب اللہ کی یاد میں مستغرق رہتے تھے۔ ام

المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یاد الہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو ذکر الہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات یا حق، حمد و ثنا، توحید و تجید، تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی اور اسما و صفات الہی، وعدہ و وعید، امر دینی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت و جہنم اور ترغیب کا بیان یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا، پینا، سو گھنا، آنا، جانا سفر و اقامت، پیدل و سواری غرض یہ کہ کسی حالت میں بھی اپنے محبوب اللہ تعالیٰ کی یاد سے جدا نہ ہوتے۔ خواہ دل میں یا زبان سے کرتے۔ آپ ﷺ کے ہر فعل میں اور شان میں ذکر الہی ہوتا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتے تھے۔ اپنے محبوب کی یاد میں خلل ڈالنے والی ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی۔

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھ سے فرمایا کہ اے نبی! اگر تم چاہو تو تمہارے لیے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کیا نہیں میرے پروردگار! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ و زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھاؤں، دل کی گہرائی سے تیرا شکر کروں اور تیری تعریف کروں۔

معیتِ الہی کا یقین:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ

”تم جہاں کہیں بھی ہو وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔“

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معیتِ الہی کا اس قدر پکا یقین تھا کہ کوئی سخت سے سخت پریشانی بھی اس یقین کو متزلزل نہ کر سکتی تھی ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے۔ تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ ایک کافر نے موقع پا کر تلوار اٹھالی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیارے اللہ پر یقین تھا کہ میرا محبوب کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اعتماد کے ساتھ جواب دیا ”اللہ“ تو کافر کا پنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھالی اور فرمایا ”اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا“ وہ کافر متیس کرنے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا تجھے معاف کر دیا۔

سبحان اللہ! اپنے اللہ پر کس قدر یقین تھا کہ رب العالمین اپنے محبوب کو کسی طرح تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس یقین کی قوت سے نکلے ہوئے لفظ ”اللہ“ نے ایک کافر کو لرزہ بر اندام کر دیا۔

تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے:

حدیث شریف ہے: نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاقِ رذیلہ سے بچالیں اور اخلاقِ محمدیہ کا نمونہ بنادیں۔ اگر نبی اکرم ﷺ کے تمام اخلاق ہمارے اندر آجائیں تو یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو۔ ذرا سوچیں:

کیا ہمارے اندر نبی ﷺ والا اخلاق ہے؟

کیا نبی ﷺ والا پیار و محبت ہے؟

کیا نبی ﷺ والا حلم و عفو ہے؟

کیا نبی ﷺ والا رحم ہے؟

کیا نبی ﷺ والا تحمل ہے؟

کیا نبی ﷺ والا صبر ہے؟

کیا نبی ﷺ والا شکر ہے؟

کیا نبی ﷺ والا خوف ہے؟

کیا نبی ﷺ والا قناعت و توکل ہے؟

کیا نبی ﷺ والا جود و سخا ہے؟

کیا نبی ﷺ والی عبادت ہے؟

کیا نبی ﷺ والی نرمی ہے؟

کیا نبی ﷺ والی عاجزی انکساری ہے؟

کیا نبی ﷺ والی خیر خواہی ہے؟

کیا نبی ﷺ والا ایثار ہے؟

کیا نبی ﷺ والا خدمت کا جذبہ ہے؟

کیا نبی ﷺ والا دین کا غم ہے؟ (جو انہیں چین نہیں لینے دیتا تھا)

اگر ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کا دیدار ضرور نصیب فرمائیں گے دنیا میں نہیں تو آخرت میں انشاء اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

اگر یہ اخلاق و صفات نہیں ہیں تو پھر شکوہ کس بات کا تصور تو ہمارا اپنا ہی ہے۔

تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں اور کوشش کریں کہ دیدار کے لیے آسانی پیدا فرمائے۔

اے خالق کونین عطا کر یہ سعادت

ہو وردِ زباں صلی علیٰ ، مانگ رہے ہیں

وحشت کدہ دل میں سمٹ آئیں بہاریں

وہ کوئے محمد ﷺ کی ہوا مانگ رہے ہیں

باب: 5



حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات

ہوتی ہے خواب میں جو زیارت کبھی کبھی
سوتے میں جاگ اٹھتی ہے قسمت کبھی کبھی
ان کا لیا جو نام تو آنسو نکل پڑے
یوں موجزن ہوئی ہے طبیعت کبھی کبھی

حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرنے والے خوش نصیب حضرات

دیدار رسول ﷺ کی حقیقت

رسول مقبول ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کی علامہ اقبال نے بہت عمدہ اور دلچسپ تفسیر و توجیہ کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اتباع رسول ﷺ اور تقلید نبوی ﷺ میں ڈوب جانے کا نام دیدار رسول ﷺ ہے۔ دنیا میں ایسے زندگی بسر کرو جسے رسول پاک ﷺ کا اسوۂ حسنہ تم کو تلقین کرتا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم کو جن و انس سب میں قبولیت حاصل ہو جائے گی۔ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی میں ڈوب کر خود شناسی حاصل کرو۔ یہی آپ ﷺ کا دیدار ہے۔ یاد رکھو کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی سنت آپ ﷺ کے اسرار میں سے ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ حضرات جن کو اتباع سنت اور عشق رسول ﷺ کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ مگر اس میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ورنہ زیارت ہونا بند ہو جاتی ہے۔ خواب کی زیارت ہر کسی کو بتاتے نہیں پھرنا چاہیے اس سے عجب و تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے اس لیے کہ یہ بندے اور اللہ کے درمیان راز ہے اگر راز کو بار بار ظاہر کریں گے تو یہ راز نہیں رہے گا اور اس بندے کو زیارت ہونا بھی بند ہو سکتی ہے کیونکہ لوگوں کو بتانے میں ریا کا خطرہ ہے۔ اگر کسی کو بار بار درود و شریف پڑھنے اور اتباع سنت کرنے کے باوجود زیارت نہ ہو تو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ مخلص مسلمان ہر کام کو اللہ کی رضا اور آخرت کے لیے کرتا ہے۔ اس لیے دنیا میں اس کا بدلہ ملنے کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے کہا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت نہیں ہو رہی؟ حضرت نے فرمایا آپ کا بڑا حوصلہ ہے، ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے روضے ہی کی زیارت ہو جائے تو بڑی بات ہے۔ بہر حال دلوں میں ذوق شوق پیدا کرنے کے لیے اور عشق رسول ﷺ میں دیوانگی پیدا کرنے کے لیے زیارت رسول ﷺ کے چند واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ عشق رسول ﷺ میں دیوانگی آسان ہو سکے۔

ارے او نا سمجھ! قربان ہو جان کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

کثرتِ درود کی برکت

میرپور خاص (سندھ) کے ولی کامل عارف باللہ حضرت بابو جی عبداللہ اویسی نسبت کے حامل تھے۔ کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے۔ ایک بار خواب میں آپ کو تاجدار مدینہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہمراہ تھے۔ حضور انور ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے ارشاد فرمایا: ”یہ عبداللہ مجھ تک آنا چاہتا ہے مگر اس میں اتنی ہمت نہیں کہ آ سکے۔ آپ اسے مجھ تک پہنچادیں۔“ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کے قلب پر انگلی رکھ کر فرمایا: ”کہو اللہ..... اللہ..... اللہ۔“ یکدم آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ کے رگ وریشے میں اللہ کا ذکر سرایت کر چکا تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی ایک توجہ ہی نے آپ کو واصل کر دیا۔

ہے جو تسکینِ دل و جاں منظور
پڑھ درود آپ پر اکثر کیفی

حضرت شیخ الحدیثؒ کی قبولیت کی بڑی وجہ

مولانا ماجد علی صاحب کو حالت اعتکاف میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زکریا (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہ) رسالہ فضائل درود شریف کی وجہ سے اپنے معاصرین پر سبقت لے گیا۔ اسی خواب میں تھا کہ وہ جمعہ کو جو درود شریف پڑھتے ہیں مجھے پسند ہے۔ مولانا ماجد علی صاحب کے دریافت کرنے پر حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ بندہ کا معمول گذشتہ 25/30 برس سے ہے کہ جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد یہ درود شریف اسی (80) مرتبہ پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

اتباع سنت کی برکات

ایک مرتبہ حضرت مولانا خواجہ محمد فضل علی قریشیؒ مسجد میں تشریف فرما تھے اور حاضرین حلقہ بنائے حاضر خدمت تھے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوا کہ میں گھر کے صحن میں لوٹ پوٹ ہوتا رہا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے جان نکل رہی ہے۔ اچانک ریح خارج ہوئی اور درد ختم ہو گیا۔ پھر حاضرین سے پوچھا وہ فقیر جو ریح کے نکلنے کا محتاج ہو کیا وہ کوئی بڑا بول، بول سکتا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ”سنو! مجھے خواب میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قریشی جیسی متبع سنت لوگوں کی جماعت آپ نے تیار کی ہے، من حیث الجماعت دنیا میں اس وقت کہیں موجود نہیں۔“

صحابہ سے محبت نبی اکرم ﷺ سے محبت کی علامت ہے،

ابوعلی القطانؒ نے خواب میں دیکھا کہ میں کرخ کی جامع الشریعہ میں داخل ہوا۔ مسجد میں حضور انور ﷺ دو ایسے آدمیوں کے ہمراہ جلوہ افروز تھے جنہیں میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا مگر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں شب و روز اتنی اتنی مرتبہ آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور آج مجھے سلام کے جواب سے محروم کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجتے ہو اور میرے صحابہؓ پر تبرا کرتے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتا ہوں، آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدینہ شریف میں ہر کام میں احتیاط انتہائی ضروری ہے

جوانی میں ایک مرتبہ مرشد عالم محبوب العارفین حضرت مولانا خواجہ پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس سرہ مدینہ طیبہ کے بازار سے چیزیں خریدنے گئے۔ دکاندار نے جو دام بتائے آپ نے اس سے قیمت کم کرنے کے لیے کہا تو وہ غصہ ہونے لگا۔ رات بحالت خواب آپ نے حضور اقدس کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے کاروبار ہمارے حکم سے چل رہے ہیں۔ چنانچہ (ادب کی وجہ سے) اس واقعہ کے بعد آپ نے چیزیں خریدتے وقت قیمت طے کرنا چھوڑ دی۔ اپنے متعلقین کو بھی اسی بات کا حکم فرماتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی قربت بڑی چیز ہے

مرشد عالم حضرت پیر غلام حبیب قدس سرہ مرض الموت میں ایک رات ڈھائی بجے اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پاؤں نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ بڑی صاحبزادی کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے پوچھا ابا جان آپ کو بھوک لگی ہے یا پیاس؟ اتنے میں آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرؤف صاحب بھی بیدار ہو گئے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ابھی ایک اچھا خواب دیکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ قبر اطہر سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا لیکن بوجہ کمزوری اٹھ کر بیٹھ نہ سکا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے سہارا دے کر بٹھا دیا۔ آپ لوگ دیکھ لیں کہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ خواب بیان فرما کر صاحبزادہ مولانا عبدالرؤف صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ خوشخبری نہیں ہے۔ مولانا نے عرض کیا حضرت یہ یقیناً خوشخبری ہے۔ پھر فرمایا:

”حضور اکرم ﷺ کی قربت بڑی چیز ہے۔“

اسلام کے لیے نقصان دہ چیز کو بند کرنا نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا

سبب ہے

حضرت خواجہ حسن نظامی دلی والے بیان کرتے ہیں:

میری عمر دس سال تھی۔ رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں۔ صبح صادق کا وقت ہے اور کچھ لوگ حلقہ بنائے ہوئے اس پہاڑ پر کھڑے ہیں جن کے وسط میں ایک صاحب ہیں، جن کو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آدمیوں کا

حلقہ چیر کر اندر گھس گیا اور حضور اقدس ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت تک سورج نہیں نکلا ہے مگر حضور انور ﷺ کے چہرہ مبارک پر دھوپ آرہی ہے۔ میں بے تاب ہو گیا اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور اچک اچک کر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر چمکتی دھوپ روکنے لگا، چونکہ میرا قد چھوٹا تھا اس لیے ہاتھ چہرے تک نہ جاسکتے تھے، لیکن بار بار اچکنے سے میرا قد اونچا ہو گیا اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے دھوپ روک لی۔ جب دھوپ رک گئی تو میں بہت خوش ہوا اور حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرما کر مجھے دیکھا۔ جس سے میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ میری اس خدمت سے خوش ہوئے ہیں۔ صبح میں نے اپنا یہ خواب اپنے استاد مرحوم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کو سنایا۔ انہوں نے کہا: تمہارے ہاتھوں دین اسلام کا کوئی رخنہ درست ہوگا اور وہ ایسا رخنہ ہوگا جس سے حضور سرور کائنات ﷺ کی روح مطہرہ کو اذیت ہو رہی تھی۔ ایسا ہی ہوا۔ خواجہ صاحب اپنے دور کے نامور مسلمان تھے اور انتہا درجہ پہلو دار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی دینی خدمات بھی نہایت نمایاں ہیں۔

ہر حال میں شریعت کی پابندی نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے

مولانا غلام محی الدین قصوریؒ پہنچے ہوئے بزرگ اور عالم باعمل اپنی خانقاہ میں بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک مجذوب فقیر بالکل برہنہ، عالم مستی میں مسجد کے اندر آگیا۔ مولانا صاحب نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ ننگا مسجد میں آگیا ہے اسے نکالو۔ لوگوں نے عرض کیا: یہ نہایت سیف زبان ہے، جو کہتا ہے ہو جاتا ہے، ہم اسے ہاتھ

نہیں لگا سکتے۔ پس مولانا صاحب نے خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسجد سے باہر نکال دیا۔ انہوں نے رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا دربار گہر بار لگا ہوا ہے اور وہ مجذوب آپ ﷺ قدموں میں پڑا ہے اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ میرا پیارا ہے۔ دوسرے دن وہ مجذوب پھر مسجد میں آ گیا۔ مولانا صاحب نے پھر اسے مسجد سے نکال دیا۔ دوسری شب بھی مولانا صاحب زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا پیارا ہے۔ تیسرے دن وہی مجذوب پھر مسجد میں آ گیا۔ مولانا صاحب نے پھر اسے مسجد سے باہر نکال دیا۔ تیسری شب پھر زیارت نصیب ہوئی اور حضور انور ﷺ نے فرمایا: مولانا غلام محی الدین تم نے سنا نہیں؟ یہ مجذوب میرا پیارا ہے، جو اسے ایذا پہنچائے گا مجھے ایذا پہنچائے گا۔ یہ سن کر مولانا صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں معافی چاہتا ہوں، میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا شریعت کے تحت کیا، حکم شرع مطہرہ قائم رکھا، آپ ﷺ کی شریعت مقدسہ کی پیروی کرتا رہا، اب ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ تب حضور ﷺ مولانا پر بہت مہربان ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ تمہارا امتحان اور آزمائش تھا، تم شریعت کے پکے ہو اور میرے پیارے ہو۔

کتاب کی قبولیت کا انعام

حضرت علامہ نبہانیؒ نے چار ضخیم جلدوں میں ”جواہر البحار فی فضائل النبی المختار“ مرتب فرمائی، جو عاشقانِ مصطفیٰ کے لیے لا جواب تحفہ اور فضائلِ مصطفویٰ کا مہکتا ہوا گلشن ہے۔ اس تصنیف کے کچھ عرصے بعد ہی آپ حضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے، جس میں حضور نبی پاک ﷺ نے کتاب

کو بہت پسند فرمایا اور کرم گستری و ذرہ نوازی فرماتے ہوئے حضرت علامہ کو سینہ اقدس سے لگا لیا۔ علامہ مہمانیؒ نے یہ عنایت بے پایاں دیکھ کر عرض کیا: ”یا سیدی ﷺ! اب جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی قوت نہیں۔“ یہ درد بھرا جملہ بارگاہ سرکار رسالت ﷺ میں شرف قبولیت پا گیا اور یہ عاشق صادق حضور نبی کریم ﷺ کے نورانی سینے سے چمٹا ابدی نیند سو گیا۔ آپ کا وصال ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ آپ کے آبائی گاؤں اجزم میں قبر انور ہے۔

بدبودار چیزوں کی نحوست

حسان نامی ایک شخص کا بیان ہے کہ شدید گرمی کے موسم میں ایک دن سنہری مسجد، لاہور میں نماز جمعہ ادا کر کے سو گیا۔ خواب میں مجھے کسی نے کہا: ”اٹھو! زیارت نبی کریم ﷺ کی اجازت مل گئی ہے۔“ میں اس شخص کے ساتھ چلا، ایک بارگاہ میں پہنچے جہاں ایک خوبصورت خیمہ لگا ہوا تھا میں نے دل میں کہا آج میرے نصیب جاگ اٹھے لیکن مجھ سے گنہگار کی نگاہیں حضور انور ﷺ کے چہرہ انور کی تاب کیسے لائیں گی؟ مگر جوں ہی خیمے میں داخل ہونے لگا حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”اسے باہر نکالو، اس کے منہ سے بدبو آرہی ہے۔“ مجھے پکڑ کر باہر نکال دیا گیا۔ میرے منہ سے حقے کی بدبو آرہی تھی، میں سخت شرمندہ ہوا، چیخ چیخ کر رونے اور افسوس کرنے لگا کہ اس کم بخت حقے کی وجہ سے مجھے اتنی بڑی نعمت سے محرومی ہوئی۔

نوٹ: اسی طرح سگریٹ اور نسوار والوں کے منہ سے بھی بدبو آتی ہے وہ بھی سوچ لیں کہ ان کا کیا بنے گا؟

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی قبولیت

ایک عالم نے حضرت بہاء الدین نقشبند بخاریؒ کے مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کا سفر کیا۔ سمنان پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہاں سید محمود نامی ایک بزرگ حضرت نقشبندؒ کے مخلصین میں سے ہیں۔ ہم ان کی زیارت کے لیے ان کے گھر گئے اور ان سے اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، نہایت خوبصورت مکان تھا اور آپ ﷺ کے برابر ایک بارعب شخص بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے عہد میں نہیں تھا، پس وہ فیوض و برکات حاصل نہ کر سکا اب کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری برکت اور میرے دیکھنے کی فضیلت حاصل کر لو تو شیخ بہاء الدینؒ کی پیروی اپنے اوپر لازم کرلو۔ میں نے شیخ کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جب بیدار ہوا تو ان بزرگ کا نام اور حلیہ ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک پر نور اور بارعب شخص دکان پر آ کر بیٹھ گئے۔ ان کا چہرہ دیکھ کر مجھے خواب والا حلیہ یاد آ گیا، میں ان کو اپنے گھر لے گیا اور اس حجرے میں بٹھایا جس میں میرا کتب خانہ تھا، ان بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر ایک کتاب نکال کر مجھے دی جس کی پشت پر میں نے سات برس پہلے وہ خواب اور اس کی تاریخ لکھی تھی۔ لہذا میری درخواست پر انہوں نے مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیا۔

حلال کی برکات

حضرت مولانا محمد مظفر حسین کاندھلویؒ ایک مرتبہ کسی گاؤں کی ویران مسجد میں

ٹھہرے۔ مغرب سے تھوڑی دیر بعد ایک غریب آدمی آیا اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر گھر چلا گیا اور تین روٹیاں بغیر سالن یا دال کے لا کر مولانا کو دیں۔ مولانا انہیں تناول فرما کر سو گئے۔ رات کو انہیں حضور پاک ﷺ کی زیارت ہوئی اور عجیب و غریب انوارات و برکات ظاہر ہوئیں، لہذا اگلے دن پھر وہیں ٹھہرے رہے۔ دن بھر کوئی نہ آیا البتہ مغرب کے بعد وہی شخص آیا اور آپ کو بیٹھا دیکھ کر دو روکھی روٹیاں لا کر دے دیں۔ اس رات بھی مولانا حضرت رسالت مآب ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اگلے دن پھر ٹھہرے رہے کہ مغرب کے بعد وہی شخص آیا اور آپ کو دیکھ کر گھر سے ایک روٹی لایا اور کہا: ”بھائی مسافر! اب جاؤ، کل تک یہاں نہ ٹھہرنا۔ حضرت مولانا نے فرمایا: میرے یہاں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہاری روٹی میں عجیب لذت و حلاوت محسوس کرتا ہوں اور عجیب و غریب انوارات و برکات کا مشاہدہ کر رہا ہوں، تم حقیقت حال بتاؤ تب جاؤں گا۔

یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں، دن بھر محنت کر کے جو پیسے ملتے ہیں ان سے تھوڑا آٹا لے آتا ہوں، جس سے تین روٹیاں پکتی ہیں، ایک میری، دوسری میری بیوی کی اور تیسری بچے کی۔ پہلے دن تو ہم تینوں نے فاقہ کیا اور تینوں روٹیاں تمہیں لا کر دیں، دوسرے دن بچے کی حالت نہ دیکھی گئی، اس لیے ایک روٹی اسے دے دی اور دو تمہیں لا دیں۔ آج بھوک کی وجہ سے بیوی بے تاب تھی، لہذا اس کی روٹی اسے دے دی اور اپنا حصہ لے آیا، اب کل مجھ میں بھی فاقہ کرنے کی طاقت نہیں اسی لیے مجبوراً تمہیں کہنا پڑا۔ یہ سن کر مولانا نے فرمایا: سچ ہے یہ اسی اکل حلال اور ایثار کے اثرات اور برکات ہیں۔

نسبت کی برکت

محمد عمران ساکن مردان (صوبہ سرحد پاکستان) نے تقریباً 31 حج کئے، اس کے باوجود زیارت بابرکت حضور نبی کریم ﷺ نہ ہوئی گو دل میں بے حد خواہش تھی۔ سوچتے تھے کہ پتہ نہیں میرے حج قبول بھی ہوئے یا نہیں؟ ایک مرتبہ پھر حج پر گئے تو ساری رات عبادت میں گزار دی، آخری پہر آنکھ لگی تو خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نہایت شفقت سے ملے اور جب جانے لگے تو ارشاد فرمایا: ”اے محمد عمران! تو اس بات پر خوش نہ ہو کہ میں نے تیرے ساتھ اتنی شفقت برتی، جبکہ یہ شفقت اس لیے کی ہے کہ تو میرے عاشق حاجی محمد امین کے ملک کا رہنے والا ہے۔“ جب خواب سے بیدار ہوا تو پریشان تھا کیونکہ حاجی صاحب میرے نسوار استعمال کرنے کی وجہ سے مجھ سے ناراض تھے۔ میں نے حاجی صاحب کو تیسرے دن اچانک مدینہ منورہ کی گلیوں میں ننگے پیر چلتے دیکھا، تو فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا، معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ کی بدولت مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت بابرکت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے نسوار چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا تو حاجی صاحب نے مجھے معاف فرمادیا۔

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے

نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

شیخ کے حکم کی اطاعت میں بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں

شروع شروع میں حضرت امداد اللہ مہاجر کی علماء کو بیعت نہ فرماتے تھے، پھر خواب

میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”حاجی صاحب کے مہمان علماء ہیں اور ان کی مہمانی ہمارے ذمہ ہے۔“ اس سے حاجی صاحب نے سمجھ لیا کہ میری جماعت کے لوگ علماء زیادہ ہوں گے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آپ سے بیعت ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے جید علماء کی تعداد آپ سے بیعت ہوئی جو آٹھ سو کے قریب پہنچ گئی۔ شرف بیعت کے بعد حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت گنگوہیؒ سے فرمایا کہ تم سے کوئی بیعت کی درخواست کرے تو داخل سلسلہ کر لینا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ میں اتنی قابلیت کہاں ہے؟ اس پر حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ”جب پیر نے حکم دے دیا تو مرید کو عمل کرنا چاہیے، قابلیت کا معلوم کرنا میرا کام ہے نہ کہ آپ کا کام ہے۔“

یادِ الہی اور درود شریف کی برکات

حضرت امیر العصرؒ نے درود اور داڑھی کے سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ حضرت مخدوم العصرؒ کے مرید خاص پروفیسر محمد عبداللہ صاحب پشاور یونیورسٹی کے نامور استاد اور علامہ اقبال کے ہم جلس تھے، لیکن کلین شیو تھے۔ روزانہ خاصہ وقت شیو پر صرف کرتے۔ ایک شب بعالم خواب بارگاہ میں حاضر ہیں، یہ بھی اس محفل میں جا پہنچے اور سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اس بغیر داڑھی والے کو میری محفل سے نکال دو۔“ پس پکڑ کر نکال دیا گیا، اسی اثناء میں آنکھ کھل گئی تو بیدار ہونے پر گریہ زاری کی اور داڑھی رکھ لی، اب روزانہ خاصہ وقت داڑھی کی خوبصورتی اور تزئین پر صرف کرنے لگے، کچھ عرصہ بعد پھر خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حسب معمول سلام کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”اس داڑھی والے کو

ہماری محفل سے نکال دو۔“ پھر نکال دیئے گئے، بیدار ہو کر انتہائی اضطراب کے عالم میں گریہ زاری شروع کر دی، حضرت مخدوم العصرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگے اور ساری روداد کہہ سنائی۔ حضرتؒ نے اس پر ارشاد فرمایا: ”پروفیسر صاحب! بات یہ ہے کہ پہلے آپ شیو پر خاصا وقت صرف کرتے تھے اور اس وقت یاد الہی اور درود شریف سے غافل رہتے تھے اور داڑھی رکھنے کے بعد بھی یہی کچھ ہوا، آپ ہی بتائیں وہ عمل کیسے مقبول بارگاہ ہو جس میں یاد الہی کی خوشبو نہ ہو، پس آپ یاد الہی اور درود شریف سے غافل نہ ہوا کریں۔“ چنانچہ پروفیسر صاحبؒ نے یاد حق اور درود شریف پر مداومت اختیار کی اور زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی نگاہ شفقت و خوشنودی سے انہیں سرفراز فرمایا۔

دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی

ابوسعید خرازؒ سے حکایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”میں نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے معاف کیجئے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت نے مجھے اس قدر مشغول کر رکھا ہے کہ آپ کی محبت کی طرف دھیان نہیں آتا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے برکت والے انسان! جس نے اللہ سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی۔“

عجب چیز ہے عشق شاہِ مدینہ
یہی تو ہے عشقِ حقیقی کا زینہ

باب: 6



عشق رسول ﷺ اور زیارت رسول ﷺ
کے مثالی واقعات

دیوانگی شوق میں کیا مانگ رہے ہیں
عشق شہ لولاک لما مانگ رہے ہیں

عشق رسول ﷺ اور زیارت رسول ﷺ کے مثالی واقعات

درود پاک کی برکت

حضرت امام سخاویؒ اور دوسرے محدثین سے منقول ہے کہ محمد بن سعید بن مطرفؒ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدارِ معین درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات میں بالا خانہ پر اپنا معمول پورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالا خانہ کے دروازے سے اندر تشریف لائے، حضور ﷺ کی تشریف آوری سے سارا بالا خانہ ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور ﷺ میری طرف تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اس منہ کو لاؤ جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کو میں چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں حضور ﷺ کے دہن مبارک کی طرف اپنا منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو حضور اقدس ﷺ نے میرے رخسار پر پیار کیا، میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے کئی روز تک آتی رہی۔

(بزرگان نقشبندیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ)

۱۔ کتنی پڑھا درود تو محسوس یہ ہوا
جیسے گزر رہا ہوں میں اک سیلِ نور سے

حضرت شاہ عبدالغفور عباسی مدنیؒ کا واقعہ

مدینہ منورہ کی محبت و عشق تو قدرت نے حضرت مدنیؒ کے رگ و ریشہ میں بچپن سے ہی ودیعت کر دی تھی، دہلی میں قیام کے دوران حضرت مدنیؒ نے تین بار سفر حج فرمایا اور ہر دفعہ حج کے بعد کوشش رہی کہ کسی طرح مدینہ منورہ میں مستقل رہائش ہو جائے لیکن حضرت قریشیؒ کی حیات میں قدرت کو یہ منظور نہ ہوا کیونکہ محبت شیخ ان کو دور رہنے نہ دیتی تھی چنانچہ ہر دفعہ حضرت مدنیؒ کو دہلی واپس آنا پڑا۔

حضرت قریشیؒ کے وصال کے بعد جب ۱۳۵۵ھ میں حج کا قصد فرمایا تو اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا عبدالقیومؒ سے حضرت صاحب رخصت ہونے گئے وہ اپنے باغ میں آرام فرما رہے تھے۔ حضرت صاحبؒ نے جب ان کو جگایا تو مولانا عبد القیومؒ نے آپ کو بشارت دی کہ میں ایک عجیب خواب دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ جہاں تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ عبدالغفور کو اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے جانے کے لیے آیا ہوں۔ اس پر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ الحمد للہ میں نے بھی مدینہ منورہ کا عزم کر لیا ہے اور تم سے رخصتی ملاقات کے لیے آیا ہوں۔

اللہ کا نام لے کر حضرت مدنیؒ مع محترمہ والدہ صاحبہ اور اہلیہ صاحبہ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا قصد کیا تو خواتین کے لیے تو ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور خود اپنے لیے جذبہ محبت و ادب سے سرشاری کے سبب پاپیادہ ہی مدینہ منورہ کا سفر کرنا پسند فرمایا۔ حضرت مدنیؒ نے کئی بار پیدل حج کیے۔ ایک دن خیال آیا کہ نہ معلوم یہ سب حج و سعی مقبول بھی ہوئے یا نہیں؟ تو حضرت

عبداللہ بن عمرؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ بھنی ہوئی مچھلیاں دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں اور وہ حضرت مدنیؓ کو دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہذہ عمرہ و ہذہ حج یہ تمہارا عمرہ ہے اور یہ تمہارا حج ہے تو شرح صدر ہو گیا کہ حج و عمرہ مقبول ہیں۔

جب قافلہ وادی فاطمہ کے راستہ نزل عسفان پہنچا تو سب نے کھانا کھا کر آرام کیا لیکن حضرت مدنیؓ کے قلب مبارک پر بشریت کے سبب فکر معاش کی تشویش لاحق تھی کہ مدینہ منورہ میں اقامت کے بعد معاش کی کیا صورت ہوگی، اسی فکر میں حضرت صاحبؒ سو گئے، تو خواب میں دیکھا کہ حجر اسود سے شہد بہہ رہا ہے اور میں اس کو چاٹ رہا ہوں، صبح جب حضرت مدنیؓ بیدار ہوئے تو طبیعت میں بڑا سکون تھا اور فکر بھی دور ہو چکی تھی بوجہ آنکہ آپؐ نے اپنے خواب سے تعبیر اخذ کی کہ انشاء اللہ حق تعالیٰ روزگار کا کوئی غیبی سبب پیدا فرمائیں گے۔

مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل ہی اسی سفر میں ایک دن آپؐ نے خواب دیکھا کہ ایک سفید ریش بزرگ تشریف رکھتے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک لمبا سا کاغذ ہے، جس پر انیس (۱۹) بزرگوں کے اسمائے گرامی لکھے ہوئے ہیں جنہوں نے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنایا تھا ان بزرگ نے آپؐ سے دریافت فرمایا کہ کیا آپؐ مدینہ منورہ کو اپنا مسکن بنا کر ان بزرگوں میں شامل نہیں ہونا چاہتے ہیں؟ اس خواب سے تو آپؐ کا رہا سہا دوسوہ بھی ختم ہو گیا اور سمجھ گئے کہ انشاء اللہ حق تعالیٰ کو بھی میری ہجرت مدینہ منورہ منظور ہے۔

۔ مری طلب بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے

یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت قریشی نے مدینہ منورہ کے باغ کو سیراب کرنے کے لیے ایک واٹر پمپ لگایا ہے۔ آپ سمجھ گئے کہ اس کی تعبیر حضرت کا مدینہ منورہ میں مستقل قیام اور باشندگان ارض مقدسہ کے قلوب کو انوارِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فہلیہ سے سیراب کرنا ہے۔ مشین سے مراد حضرت مدنیؒ کا نور پاشی کرنے والا قلب تھا جس کو حضرت قریشیؒ نے اپنی توجہات مبارکہ سے خوب جاری کر دیا تھا۔

مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک شب خواب میں آپ نے دیکھا کہ مواجہہ شریفہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ صلوٰۃ والسلام پیش کر رہا ہوں اور اس کے جواب میں نور کی موجیں روضہ اطہر سے اٹھ کر جالی مبارک سے نکل کر میرے دل کے اندر داخل ہو رہی ہیں اور میں خوش ہو رہا تھا کہ جو انوارِ نبوت ابھی تک مجھے بواسطہ بزرگانِ سلسلہ حاصل تھے، آج الحمد للہ وہی انوارِ نبوت مجھے بلا کسی واسطہ کے حضور ﷺ کے قلبِ اطہر سے براہِ راست مل رہے ہیں، انوار کی شدت سے میری آنکھ کھل گئی اور میں سمجھ گیا کہ یہ بھی میرے مدینہ منورہ کے قیام کی طرف اشارہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے مزار مبارک کی مجھے کنجی عطا فرمائی گئی ہے چنانچہ میں دروازہ کھول کے اندر داخل ہو گیا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کے نیچے گلاب کے پھولوں کا بستر بچھا ہوا ہے، اسی طرح گلاب کے پھولوں سے حضور ﷺ کا پورا پورا جسم مبارک بھی ڈھکا ہوا ہے اور مجھے دیکھ کر حضور ﷺ مسکرا رہے ہیں اور میں بھی انوار سے سرشار ہوں، مجھے بڑی خوشی تھی کہ روضہ اطہر کی

کنجی مجھ کو عطا فرمادی گئی ہے، اب جس کو بھی چاہوں گا میں روضہ اطہر کی زیارت کر دیا کروں گا۔ فیض کی شدت سے میری قوت گویائی جیسے کہ سلب ہو چکی تھی اور میں سمجھتا تھا کہ میرے بولنے کے سبب یہ سب فیض بند ہو جائے گا۔

(بزرگان نقشبند کو خواب میں زیارت میں لیا گیا)

حضرت امیر شریعت کا عشق رسول ﷺ

1927ء میں جب لاہور ہائی کورٹ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین سے لبریز کتاب کے ناشر راجپال کو چھوڑ دیا تو مسلمانوں میں اضطراب اور ہیجان پیدا ہوا۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ کے رفقاء لاہور میں اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے بیٹھے اور مسلمان عوام بھی انہی حضرات سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی امیدیں وابستہ کئے ہوئے جوق در جوق نشست گاہ کے سامنے اکٹھے ہو گئے۔ مشاورت میں غور و فکر اور بحث و استدلال نے طول پکڑا اور سہ پہر ہو گئی۔ حضرت امیر شریعتؒ اٹھے اور دوسرے کمرے میں جا کر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور یہ تک سجدہ میں رہے۔ جب سجدہ سے اٹھے تو ان کی آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر یہ الفاظ تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ
وَعَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ

پھر آپ مجلس میں داخل ہوئے اور فرمایا: ”آج ہمارا طریق کار صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ہر مصلحت سے آنکھیں بند کر کے ناموس رسالت ﷺ کے لیے ہر

وہ اقدام کیا جائے جس کی ضرورت ہو۔“ سب نے آپ کے ارادے کو تسلیم کیا اور فیصلہ ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر جلسہ کی فوری منادی کرا دی جائے۔ حکومت نے فوراً جلسہ کی ممانعت کر دی اور دفعہ ۱۴۴ نافذ ہو گیا۔ رات کو احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ ہوا۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے صدارت کی۔ حضرت امیر شریعتؒ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”اے مسلمانانِ لاہور! آج جناب رسول اللہ ﷺ کی آبرو تمہارے شہر کے ہر ہر دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ آج ناموس محمدی ﷺ کی حفاظت کا سوال درپیش ہے اور یہ سانحہ سقوطِ بغداد سے بھی زیادہ غمناک ہے۔ زوالِ بغداد سے ایک سلطنت پارہ پارہ ہو گئی تھی مگر توہین رسول اللہ ﷺ کے سانحہ سے آسمانوں کی بادشاہت متزلزل ہو رہی ہے۔

آج آپ لوگ جناب فخرِ رسل ﷺ کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ جنسِ انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے۔ آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرضِ خطر میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا احمد سعید دہلویؒ کے دروازے پر ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں۔ ارے دیکھو تو ام المومنین عائشہؓ دروازے پر تو نہیں کھڑیں؟ (یہ سن کر حاضرین میں کہرام مچ گیا اور مسلمان دھاڑیں مار مار کر رونے لگے) تمہاری محبت کا تو یہ عالم ہے کہ عام حالتوں میں کٹ مرتے ہو لیکن کیا تمہیں معلوم

نہیں کہ آج سبز گنبد میں رسول اللہ ﷺ تڑپ رہے ہیں۔ آج خدیجہؓ اور عائشہؓ پریشان ہیں۔ بتاؤ تمہارے دلوں میں امہات المؤمنینؓ کی کیا وقعت ہے؟ ام المؤمنینؓ عائشہؓ تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ وہی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ اگر تم خدیجہؓ اور عائشہؓ کی ناموس کی خاطر جانیں دے دو تو کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ یاد رکھو! جس دن یہ موت آئے گی، پیام حیات لے کر آئے گی۔“

مشہور ادیب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس روز پانی اور آگ سے یعنی سرد آہوں اور گرم آنسوؤں کے ملاپ سے ان کی تقریر ڈھل رہی تھی۔

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اسی ایک رات میں ہزاروں مسلمانوں نے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے گرفتاریاں پیش کیں اور پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں میں ڈال دیئے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی ناموس پر قربان کر دو۔ حضرت امیر شریعتؒ کو بھی گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ آپ کی گرفتاری سے تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کر لی اور گورنمنٹ برطانیہ کو مجبور ہو کر داعیان مذہب کی عزت کی حفاظت کا قانون بنانا پڑا۔

حضرت امیر شریعتؒ کی مجاہدانہ اور عاشقانہ تقریروں سے جن مسلمانوں کے دلوں میں جناب رسالت مآب ﷺ کے عشق و محبت کی آگ بھڑکی، ان میں سے تین سرفروشوں نے راجپال پر یکے بعد دیگرے حملے کئے۔ خدا بخش اور عبدالعزیز کے وار خطا گئے اور یہ سعادت غازی علم الدین شہید کے حصے میں آئی کہ اس کے ہاتھ راجپال

جہنم رسید ہوا اور علم الدین نے تختہ دار پر لٹک کر گوہر مقصود پالیا۔ اس کی موت آئی اور حیات جاوداں کا پیغام لے کر آئی۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں
مشکل ہیں اگر حالات یہاں دل بچ آئیں جان ہار آئیں
عشق والو کیا کوچہ جاناں میں ایسے بھی حالات نہیں
یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیا
گر جیت گئے تو کیا کہنے گر ہار گئے تو مات نہیں

روضہ اقدس ﷺ میں نقب زنی کی جسارت

سلطان نور الدین محمود شہید بن عماد الدین زنگی التونی ۵۶۹ھ/1173ء نہایت متقی، پرہیزگار، ذاکر شاغل، شب بیدار اور عادل بادشاہ تھا۔ ۵۵۷ھ/1162ء کو ایک رات نماز تہجد سے فارغ ہو کر سو گیا۔ خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے نیلگوں آنکھوں والے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔ سلطان کی گہراہٹ سے آنکھ کھلی۔ فوراً اٹھ کر وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر بعد لیٹا نکلتا تھا کہ معاً آنکھ لگ گئی، دوبارہ وہی خواب دیکھا جس سے پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور وضو کر کے نفل پڑھنے لگا مگر نیند غالب آ گئی اور سو گیا۔ اس نے تیسری مرتبہ وہی خواب دیکھا۔ بادشاہ یہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا کہ اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ اپنے نیک

سیرت وزیر جمال الدین کو بلا کر خواب سے آگاہ کیا۔ وزیر بات دبیر نے مشورہ دیا کہ بلا تاخیر مدینہ منورہ روانہ ہو جانا چاہیے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے۔

بادشاہ فی الفور تیار ہو گیا، وزیر موصوف اور بیس خاص خدام کو ساتھ لیا، تیز رو اونٹوں پر بہت سا سامان اور مال متاع لا کر اسی رات مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ شب و روز سفر کرنے کے بعد سولہویں دن شام کے وقت مصر سے مدینہ منورہ پہنچا۔ بادشاہ موصوف نے مدینہ باسکینہ میں داخل ہونے کے بعد نہایت عجز و نیاز اور ادب و احترام کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں داخل ہو کر ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کئے، پھر متفکر و متردد ہو کر سوچنے لگا کہ کیا تدبیر اختیار کی جائے۔ بالآخر طے پایا کہ شہر کے تمام لوگوں کی دعوت کی جائے اور ان میں انعامات تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح مطلوبہ اشخاص کی پہچان کر کے انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ چنانچہ وزیر موصوف نے اعلان کرایا کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہیں وہ اہل مدینہ کو انعامات و اکرامات سے نوازیں گے لہذا ہر آدمی آئے اور سلطان کی سخاوت سے لطف اندوز ہو۔ لوگوں نے آنا شروع کیا اور شاہی تحائف سے بہرور ہونے لگے۔ بادشاہ عطاء کے وقت گہری نظر سے ہر آدمی کو دیکھتا اور خواب میں دیکھی ہوئی شکلوں کو تلاش کرتا۔ شہر کے ہر صغیر و کبیر، امیر اور فقیر نے شاہی تحائف حاصل کئے مگر جن کی جستجو تھی وہ شکلیں نہ آئیں۔ بادشاہ نے پھر اعلان کرایا کہ کوئی آدمی رہ گیا ہو تو اسے بھی بلا لیا جائے۔ لوگوں نے کہا، سب آدمی آچکے ہیں، کوئی باقی نہیں رہا۔

بہت زیادہ غور و غوض اور سوچ و پکار کے بعد معلوم ہوا کہ دو مغربی آدمی جو بڑے

متقی، پرہیزگار، تارک الدنیا اور گوشہ نشین ہیں، وہ نہیں آئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں بھی بلا لیا جائے۔ لوگ کہنے لگے، بادشاہ سلامت! وہ تو بڑے مستغنی ہیں، انہیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں، وہ خود بے دریغ صدقات و خیرات کر کے ہر آدمی کو نوازتے رہتے ہیں اور دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں، اسی وجہ سے وہ یہاں نہیں آئے۔

لیکن فرمان شاہی کے باعث انہیں بادشاہ کے روبرو پیش کرنا ہی پڑا۔ بادشاہ نے انہیں ایک نظر دیکھتے ہیں پہچان لیا کہ یہی دو آدمی خواب میں دکھائے گئے تھے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے بتایا ہم مغربی لوگ ہیں، حج کو آئے تھے۔ حج سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ زیارت نبوی ﷺ کو حاضر ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی تمنا اور شوق نے یہیں کا کر دیا۔ بادشاہ نے انکی قیام گاہ دریافت کی۔ بتایا گیا کہ وہ روضہ انور کے قریب ہی ایک رباط میں مقیم ہیں۔ انہیں وہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر بادشاہ ان کی قیام گاہ پر گیا۔ تلاش بسیار اور تجسس کے باوجود مال و متاع اور چند کتابوں کے سوا کوئی مشتبہ چیز نظر نہ آئی جس سے خواب کی تعبیر پایہ تکمیل کو پہنچتی۔

بادشاہ کی پریشانی اور فکر ہر گھڑی بڑھتی جا رہی تھی اور ادھر اہلیانِ مدینہ ان مشتبہ افراد کی سفارش کے لئے جمع ہو رہے تھے کہ یہ بے گناہ ہیں، انہیں عبادت و ریاضت سے فرصت کہاں؟ دن بھر روزہ رکھنا اور ہر نماز ریاض الجنۃ میں ادا کرنا، روزانہ جنت البقیع کی زیارت اور ہر شنبہ کو مسجد قبا پابندی سے جانا ان کے معمولات میں شامل ہے۔

ان کی فیاضی کی کوئی انتہاء نہیں۔ سال رواں میں قحط کے باعث اہل مدینہ کے ساتھ بے حد ہمدردی اور غمگساری کا برتاؤ کیا، بڑی فراخ دلی سے روپیہ پیسہ خیرات کیا۔ ایسی باتوں نے بادشاہ کے تفکرات میں اور بھی ہيجان پیدا کر دیا۔ بادشاہ پریشانی کے عالم میں کہتا ہے، یا خدا! سمجھ میں نہیں آ رہا، کیا معاملہ ہے؟ دفعتاً بادشاہ کو خیال آیا کہ ان کے مصلے والی جگہ دیکھی جائے۔ ایک بورے پر بچھا ہوا مصلیٰ الٹا تو ایک پتھر نظر آیا۔ جب پتھر ہٹایا گیا تو سرنگ نمودار ہوئی جو بہت گہری اور بہت دور تک قبر اطہر تک پہنچی ہوئی تھی۔

ع سمجھے تھے جسے رہبر، وہی رہزن نکلے

بادشاہ نے انہیں ڈرا دھمکا کر اس مذموم حرکت کا سبب دریافت کیا۔ چاروناچار انہیں حقیقت کا انکشاف کرنا ہی پڑا اور اس راز کو بھی افشا کرنا پڑا جس کے پس پردہ عیسائیت ایک منحوس خواب دیکھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں عیسائی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے بے پناہ مال و دولت اور زر کثیر دے کر بھیجا کہ کسی طرح حجرہ مقدسہ میں داخل ہو کر سید کائنات، رحمت للعالمین ﷺ کے جسد عنبریں کے ساتھ گستاخانہ حرکت کریں اور نکال کر لے جائیں۔ ہم رات بھر کھدائی کرتے اور مشکوں میں مٹی بھر کر رات ہی کو بقیع کے مضافات میں ڈال دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جس رات یہ نقب زن قبر اطہر کے قریب پہنچنے والے تھے اس رات سخت بارش ہوئی اور گرج و چمک سے زبردست زلزلہ آیا اور تیز و تند جھکڑ چل رہے تھے۔

سلطان نور الدین زنگیؒ ان کی ایمان سوز باتیں سن کر آتش غضب سے بھڑک اٹھا اور انہیں عبرت ناک سزا کا حکم دیا لیکن بادشاہ کی طبیعت میں غیض و غضب کی شدت

کے باوجود ایک عجیب رقت انگیز کیفیت بھی طاری تھی کہ اللہ جل جلالہ اور رسول اکرم ﷺ نے اس خدمتِ جلیلہ پر مجھے مامور فرمایا۔ بالآخر انہیں قتل کر کے کیفرِ کردار تک پہنچایا، اسی شام لوگوں نے ان کی منحوس لاشوں کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ الْآٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (القلم 33)

”یوں ہی عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کاش انہیں سمجھ ہوتی۔“

ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد سلطان موصوف نے حجرہ منیفہ کے چاروں طرف ٹکست و ریخت سے محفوظ ایسی محفوظ دیوار بنوائی جس کی بنیادیں پانی تک گہری کھود کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار سطح زمین تک بنادی۔ اس پر مسجد کی چھت تک دیوار بنائی جس میں دروازہ نہیں رکھا تا کہ قبورِ مقدسہ زمانہ کی چہرہ دستیوں سے محفوظ رہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے فرمانِ عالیشان کی پیروی میں نجات ہے

روضۃ الافکار میں ذکر ہے کہ وہب بن منہر کہتے ہیں کہ میں نے ایک گوئی لوٹنی خریدی۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن وہ بالکل صاف بولنے لگی۔ وجہ پوچھی گئی تو بولی میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ تمام دنیا آگ کا ایک انگارہ بن گئی ہے جس میں سے ہو کر جنت کا راستہ معلوم ہوتا تھا۔ اتنے میں، کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس راستہ سے گزر رہے ہیں اور آپ کے پیچھے پیچھے یہودی چلے جا رہے ہیں۔ جب آپ تھوڑی دور پہنچے تو پیچھے مڑ کر یہودیوں کو دیکھا اور فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم یہودی ہو جاؤ؟ یہ سن کر وہ فوراً دائیں بائیں گر پڑے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے اور آپ کے پیچھے نصاریٰ کا گروہ تھا۔ آپ نے بھی اسی جگہ پہنچ کر پیچھے مڑ

کر دیکھا اور فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ نصرانی ہو جاؤ؟ یہ بھی اسی طرح دائیں بائیں گر پڑے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی امت تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ سو تم نے میرے حکم کی تعمیل کی اور ایمان لائے۔ اب تم کچھ خوف نہ کرو اور کسی طرح کا غم نہ کھاؤ بلکہ اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

چنانچہ یہ سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے جنت میں داخل ہو گئے لیکن دو عورتوں کے ساتھ میں دوزخ کے کنارہ پر کھڑی رہ گئی۔ اتنے میں دوزخ کے داروغہ کا فرمان پہنچا کہ ان سے دریافت کرو کہ کبھی انہوں نے قرآن پڑھا ہے۔ اس فرشتہ نے آکر ان عورتوں سے کہا کہ کیا تم نے سورہ فاتحہ (سمجھ کر) پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں حکم ہوا تم دونوں جنت میں چلی جاؤ۔ پس یہ دیکھ کر میں جاگ اٹھی اور بالکل صاف بولتی تھی میری زبان میں کسی قسم کی لکنت نہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی شفقت کا سایہ اور کثرت سے زیارت

حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور اپنی ردائے مبارک میں ڈھانپ کر مجھے کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر لے جاتے ہیں اور سوتے جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ سب نے یہ سمجھا کہ مفسدوں کی مفسدہ پردازی اور شر سے تحفظ منظور ہے لیکن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ مولانا کی عمر ختم ہو چکی ہے

اور حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ دکھلانا منظور ہے کہ جب لوگ اپنے ہو کر ایسے مفید ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقدس بندوں پر الزام لگانے سے نہیں شرماتے تو ہم بھی ایسی ہستی کو اب ایسے لوگوں میں نہیں رکھنا چاہتے کہ یہ لوگ اس کے قابل نہیں، چنانچہ حضرت نانوتویؒ اس واقعہ کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے اور جلد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ (عشق رسول ﷺ اور علمائے حق کے واقعات)

رسول اللہ ﷺ کے ہر نقش قدم پر قدم

منشی فضل حق صاحب مخطوطہ سوانح میں لکھتے ہیں کہ سائیں توکل شاہ انبالے والے جو ولایت کا اونچا مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ”ایک وسیع شاہراہ ہے اس میں بہت سے نقش قدم معلوم ہوتے ہیں اور چلنے والا کوئی نظر نہیں آتا شاہ توکل صاحب نے پوچھا کہ یہ نشان قدم کس کے ہیں؟ (جواب میں) آواز آئی کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی سواری اسی راہ سے گئی ہے اور جملہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین بھی اسی راہ سے گئے ہیں۔ شاہ جی کو شوق زیارت حضور ﷺ کا بہت زیادہ ہوا اور کمال شوق میں بے تحاشہ دوڑے کہ جلدی زیارت سے مشرف ہوں۔ اسی تک دو دو میں کبھی شاہ جی کا قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک پر پڑا اور کبھی صحابہ کرام اور کبھی تابعین اور تبع تابعین کے قدموں پر قدم پڑا۔ اسی حالت میں جو یکا یک نظر پھری تو دیکھا کہ ایک اور شخص بھی اسی راستے کو آتا ہے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ دیکھتا ہوا۔ شاہ جی کو حیرت ہوئی کہ کیسا کامل شخص ہے کہ آہستہ آہستہ چلتا ہے، معلوم ہوا کہ اس کو شوق کم ہے۔ اس شخص کے پاس آ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب دیا کہ میں ”محمد قاسم ہوں“ شاہ جی نے کہا بابا

شوق نال بھیج (بابا شوق کے ساتھ دوڑو) مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا میں تو نشان قدم رسول اللہ ﷺ پر قدم رکھ رکھ کر چلتا ہوں اور جس جگہ بھی قدم خوب محسوس نہیں ہوتا وہاں تامل کرتا ہوں جب تک خوب یقین نہیں ہو جاتا کہ یہی نشان قدم ہے اس وقت تک دوسرا قدم نہیں اٹھاتا گودی میں پہنچوں مگر قدم بقدم رسول اللہ ﷺ ہی کے چلوں گا (تاکہ سنت رسول ﷺ کی کامل پیروی ہو)۔“

دنيا کا طلبگار رہا ہے نہ رہے گا
سرکارِ کے قدموں کے نشان ڈھونڈنے والا

ہم تو صرف تمہاری عیادت کے لیے آئے ہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے جسم کا دایاں حصہ مارچ ۱۹۵۲ء کو سن ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ فالج کا اثر ہے۔ آپ کو بڑا صدمہ اور تکلیف ہوئی، دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ رات مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم کیا اور فرمایا: ”حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں، ہم صرف تمہاری عیادت کو آئے ہیں۔“ چنانچہ حضرت بفضلہ تعالیٰ بالکل تندرست ہو گئے۔ محبت رسول ﷺ میں اس قسم کے بہت سے واقعات پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل مکمل محبت عطا فرمائے۔

اس کو دین و دنیا کی ہر خوشی میسر ہے
جس نے عشقِ احمد ﷺ کو اپنے دل میں پالا ہے

نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کی زیارت

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ نے فرمایا کہ جب میں کراچی سے گنگوہ شریف کے لیے سفر کر رہا تھا اور گاڑی ملتان کے قریب سے گزر رہی تھی تو خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ تشریف لائے ہیں اور ہر دو صاحبان کے ہاتھ ایک دوسرے میں تشبیک یعنی ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں اس طرح ہے کہ ایک کی انگلیاں دوسرے کی انگلیوں میں جالی کی طرح پھنسی ہوئی ہیں۔ جیسے بے تکلفی اور انتہائی دوستی میں ساتھ چلتے وقت دو دوست ہتھیلی میں ہتھیلی اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیتے ہیں۔

۔ پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول کو بس

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

نبی اکرم ﷺ کی طرف سے علم کا تحفہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا کہ مکہ معظمہ سے روانہ ہونے کے بعد چوتھے روز جب کہ قضیمہ سے رابغ کو قافلہ جارہا تھا میں نے اونٹ پر سوتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں قدموں میں گر گیا۔ آپ ﷺ نے میرا سراٹھا کر فرمایا کہ کیا مانگتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کتابیں پڑھ چکا ہوں وہ یاد ہو جائیں اور جو نہیں پڑھی ان کو سمجھنے کی قوت حاصل ہو جائے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تجھ کو دیا“۔

شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا

کہ مسجد نبوی (علی صاحبہ صلوٰۃ و سلاماً) میں چار زانو بیٹھا ہوا ہوں اور حضرت مکیف بائیں جانب تشریف فرما ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ وہی جانب سے تشریف لائے اور آپ ﷺ کے دست مبارک میں کوئی کتاب ہے۔

خواب میں محبوب ﷺ کے تلوے چاٹنا

غازی سلطان محمود صاحب (شیخوپورہ) اپنے علاقے کے مشہور کارکن تھے، انہوں نے تقریباً ہر ملکی اور مذہبی تحریک میں حصہ لیا، اور عمر کا بیشتر حصہ جیلوں میں گزار دیا، اس وقت ان کی عمر اسی ۸۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی کہ انہوں نے خواب سنا۔

فرماتے ہیں: ایک زمانہ ہوا، میں نے ایک رات طویل خواب دیکھا، جس میں آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی، اجمالاً وہ خواب یوں تھا جیسے ایک وسیع جگہ پر آنحضور ﷺ دائیں کروٹ لیٹے ہوئے ہیں، چہرہ اقدس قبلے کی طرف ہے، آپ ﷺ کے سامنے اس زمانے کے کئی سوعلماء کھڑے ہیں، پہلی صف کے درمیان سے حضرت مدنیؒ نکل کر حضور ﷺ کے قریب جا کر دوزانو بیٹھ جاتے ہیں، باقی علماء اپنی اپنی جگہ باادب کھڑے ہیں اور حضرت مدنیؒ حضور ﷺ سے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے پائے مبارک کی طرف ایک صاحب فوجی وردی پہنے لیٹ کر حضور ﷺ کے تلوے چاٹ رہے ہیں اور حضور ﷺ نے دوسرا پاؤں اس شخص کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ وہ ایک کیف و مستی کے عالم میں حضور ﷺ کے قدم مبارک چاٹ رہا ہے اور حضور ﷺ مسرا دیتے ہیں، میں غور سے دیکھتا ہوں تاکہ پہچان سکوں کہ یہ خوش قسمت کون ہے؟ تو چہرہ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہیں۔

مختصر یہ کہ غازی صاحب کہتے ہیں: صبح میں یہ خواب من و عن لکھ کر شاہ جیؒ کو امر تر بھیج دیا اور میں خواب کے اس کیف و سرور میں کچھ ایسا کھویا ہوا تھا کہ شاہ جیؒ کا خواب میں جو منظر دیکھا تھا اس کو یوں لکھا گیا کہ ”آنحضور ﷺ کا ایک پاؤں آپ کے سر پر تھا اور دوسرا پاؤں آپ کے کتے کی طرح چاٹ رہے تھے۔“ کافی دن گزر گئے تو ایک بلے میں تقریر کے بعد شاہ جیؒ سے ملاقات ہوئی، کچھ اور لوگ بھی شاہ جیؒ کے پاس بیٹھے تھے جب مجھے دیکھا تو حسبِ دستور بڑی محبت سے ملے پھر فرمایا: ”وہی خواب اب زبانی سناؤ۔“ میں نے سنایا تو جب آپ کے ذکر تک آیا تو میں نے کہا کہ ”آپ حضور ﷺ کا پاؤں مبارک چاٹ رہے تھے۔“ میری طرف دیکھ کر پوچھا: ”کس طرح؟“ میں نے کہا ”زبان سے“ فرمایا ”نہیں جیسا خط میں لکھا تھا ویسے بتاؤ۔“ تو معاً مجھے یاد آ گیا کہ خط میں تو میں نے تشبیہ کسی اور طرح لکھا ہے لیکن اب منہ پر مجھے شرم آتی تھی، لیکن شاہ جیؒ نے با اصرار مجھ سے کہلوا یا کہ ”آپ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کتے کی طرح چاٹ رہے تھے۔“ یہ سن کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور خود ہی یہ فقرہ بار بار دہراتے رہے۔

۱۔ امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ

کہ ہو کاش سگانِ مدینہ میں میرا شمار

پھانسی کی کوٹھری میں محبوب ﷺ کی کثرتِ زیارت

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جب پھانسی کی کوٹھری میں تھے اس کے بعد لدھے رام کی کچھری میں گئے اس نے شرمندہ ہو کر اپنا بیان واپس لیا، تو حضرت بخاریؒ

کا کیس ختم ہو گیا آپ جیل سے باہر آئے تو رورہے تھے کسی نے پوچھا: حضرت کیوں رہے ہیں؟ فرمایا: میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی اور میں پھانسی کے تختے پر رسی کو چوم لوں گا۔ فرمایا: جیل میں ادھر میری آنکھ بند ہوتی تھی ادھر محمد عربی ﷺ کی زیارت ہو جایا کرتی تھی۔

۔ کہوں کیوں نہ ہر بار صل علی
تصور میں پھرتا ہے روئے محمد ﷺ

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیعؒ کو زیارت نبی ﷺ

ذیقعد 1379ھ میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جب دارالعلوم دیوبند میں قیام کر رہے تھے، خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا روضہ اقدس ہے، جس کا دریچہ کھلا ہوا ہے اور وہاں دو پٹھان چوکیدار ہاتھوں میں چھریاں لئے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ میں نے زور سے انہیں ڈانٹا کہ بڑے بے ادب ہو، روضہ اقدس میں بیٹھ کر لڑتے ہو۔ یہ سن کر تو چھریاں ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئیں۔ خود میں نے محسوس کیا کہ روضہ اقدس کا انتظام میرے سپرد ہے اور اس کام کے لیے میں نے ایک ناظم مقرر کیا ہوا ہے۔ میں نے ایک آدمی کو ناظم کے پاس بھیجا کہ فوراً ان پٹھانوں کو یہاں سے نکال دو اور پھر دروازے سے روضہ اقدس کی طرف گیا تو دیکھا کہ دونوں پٹھان وہیں موجود ہیں اور حضور اقدس ﷺ سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان دونوں کو حضور اقدس ﷺ کے سامنے تنبیہ کی اور محسوس کیا کہ آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا، ان میں سے ایک نے تو معافی مانگ لی اور اسے معاف کر دیا گیا جبکہ دوسرا کہیں چلا گیا۔

محبوب ﷺ کے قدموں میں جگہ مل گئی

حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں حضرت رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہ فوراً شوق سے اپنے آپ کو قدمین رسالت ﷺ پر ڈال دیا۔ حضرت رسول ﷺ نے اپنے شیدائی کو شفقت سے اٹھالیا۔ پھر ایک طویل دعا پڑھ کر سینہ پر دم کیا، یہ گویا نفخ سیکنہ تھا۔ سالک کی تمکین کا سامان کیا گیا اور یوں عاشق صادق کو منہ مانگی مراد عطا کی گئی۔ حضرت والاؒ کی آنکھ کھلی تو کلمات دعا ذہن میں تازہ اور محفوظ تھے۔ حضرت والاؒ نے اپنی اہلیہ کو بلا کر وہی دعا ان پر دم کی۔ اس کے بعد وہ دعا ان کے ذہن سے محو ہو گئی۔ مقصود غالباً یہی تھا کہ جو برکت حضرت رسول ﷺ سے براہ راست حضرت سید سلیمان ندویؒ کو حاصل ہوئی تھی حضرت والاؒ کے واسطے سے آپ کی رفیقہ حیات بھی اس سے بہرہ یاب ہو جائیں۔

یہ کمال دلنوازی کا برتاؤ تھا جو حضرت رسول ﷺ کے فدائی کے ساتھ ظہور میں آیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت والاؒ کو تمکین کامل اور عبدیت مطلقہ حاصل ہو گئی۔

۔ عشق نبوی درِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدہ دہر میں وہ شمع ہدیٰ ہے
مدینہ منورہ میں قیام کے بعد واپس ہوئے تو دوران سفر حرمین شریفین اور روضہ

اندلس ﷺ کی جدائی کے غم کی وجہ سے شدید بخار میں مبتلا رہے۔

۔ شہنشاہِ کرم ﷺ! اک بار پھر مجھ پر کرم کر دیں

کہ میں مضطر ہوں مجھ کو سبز گنبد یاد آتا ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود گوزیارت نبوی ﷺ

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے ایک دفعہ مجھ سے (یعنی سید امین گیلانی) سے سفر میں خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا روضہ اقدس پر حاضر ہوں اور صلوات و سلام پڑھ رہا ہوں۔ آنحضور ﷺ اپنے روضہ مبارک کے اندر آرام فرماتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ میں و فور شوق سے درود پاک پڑھتا ہوں کہ اچانک آپ کے لب مبارک ہلتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں محمود لوگوں کو تقلید سے بچاؤ، میں بڑا حیران ہوں ہوں کہ میں تو خود امام ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں اور حضور ﷺ منع فرما رہے ہیں، میں اسی سوچ میں روضہ اطہر سے واپس ہونا چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے سامنے تشریف لاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ قیاس ائمہ تو عین نصوص ہے۔

میری آنکھ کھلتی ہے تو طبیعت فرحت اور طمانیت محسوس کرتی ہے۔ اب میں سوچتا ہوں کہ جب قیاس ائمہ عین نصوص ہے تو حضور ﷺ نے مجھے کس تقلید سے لوگوں کو بچانے کی تلقین فرمائی ہے۔ میں غور کرتا ہوں تو یہ بات یوں سمجھ میں آئی چونکہ آج کل کے مسلمان اہل مغرب کی تقلید کر رہے ہیں تو مجھے اسی تقلید سے لوگوں کو بچانے کے لیے حکم ملا ہے، چنانچہ میں خود بھی اور لوگوں کو بھی ہمیشہ اہل مغرب کی پیروی سے بچانے کی فکر میں رہتا ہوں، حتیٰ کہ آٹو گراف دینا بھی بند کر دیا، کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ بھی مغرب سے وباء آئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی نظر عنایت اور علم کا تحفہ

حضرت مفتی محمودؒ نے دوسرا خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا آنحضور ﷺ

صحابہؓ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما ہیں، میں تاب جہال نہ لاتے ہوئے نظریں جھکائے بیٹھا ہوں اور خود کو بڑا خوش نصیب خیال کر رہا ہوں کہ میں حضور ﷺ اور کبار صحابہؓ کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں۔ ایک صحابیؓ کی نظر مجھ پر پڑتی ہے تو حضور اکرم ﷺ سے پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بھی صوفی ہے؟ تو حضور ﷺ اپنی نظر مبارک اٹھاتے ہیں اور مجھے دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں ہاں یہ بھی صوفی ہے پھر آپ ﷺ ایک مشکیزہ ہاتھوں میں اٹھا کر مجھے فرماتے ہیں کہ پیو، میں پانی پیتا ہوں اور اتنا پیتا ہوں کہ وہ پانی میرے ناک اور کانوں سے باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

تعبیر صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا پانی پلانا اور پانی اس قدر پلانا کہ ناک اور کانوں سے باہر نکلنے لگے اس سے مراد علم دین ہے۔

رسول اللہ ﷺ مجھے بلارہے ہیں

مولانا عبید اللہ انور (جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) کو مفتی محمود نے اپنا یہ خواب سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا روضہ مبارک میرے سامنے کھلا اور اس طرح کہ آپ ﷺ اس میں موجود ہیں۔ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کوئی حجاب نہیں اور آپ ﷺ مجھے بلارہے ہیں۔ مفتی صاحب نے پھر خود ہی اس کی یہ تعبیر کی کہ حضور اقدس ﷺ کا مجھے بلانا اس دنیا سے واپس ہونے کا اشارہ ہے اور آپ ﷺ کے اور میرے درمیان حجاب کا نہ ہونا بھی دوسری دنیا کا نقشہ ہے جہاں آپ ﷺ کے غلام آپ ﷺ سے بغیر کسی حجاب کے ملتے ہیں۔

مفتی صاحب کو اسی سال اپنی موت کا یقین تھا مگر یہ خیال تھا کہ قدرت انہیں فریضہ حج کا موقع ضرور دے گی، جہاں اخروی زندگی کی بہتری کے لیے اس کے گھر جا کر دعا مانگوں گا کیونکہ وہاں ہر دعا قبول ہوتی ہے، مگر موت کے بارے میں ان کی پیش گوئی حج سے پہلے ہی پوری ہو گئی ان کا کام بھی ختم ہو چکا تھا انہیں اللہ پاک نے پھر ہمیشہ کے لیے اپنے پاس بلالیا اور وہ بھی جانے کے لیے بے قرار تھے۔ عمر بھر کی بیکراری کو قرار آ ہی گیا۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بیکراری کو قرار آ ہی گیا
تحریک ختم نبوت کی صداقت کے عینی گواہ

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی ہجرت کا ارادہ فرما کر پاکستان سے چلے گئے، مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، حضور ﷺ کے مواجہہ شریف پر حاضری دینے، درود و سلام کا تحفہ پیش کرتے، کئی دنوں کے بعد حضرت درخواستی کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا۔

”عبد اللہ تم یہاں آ گئے ہو؟ پاکستان میں میری ختم نبوت کی چادر پر دشمنوں نے ڈاکہ ڈالا ہوا ہے۔ تم جاؤ میرے بیٹے عطاء اللہ بخاری کے ساتھ ان دشمنوں کا مقابلہ کرو اور تحریک ختم نبوت کے لیے ساتھ مل کر کام کرو۔“

سبحان اللہ! کیا شان ہے ہمارے شیخ درخواستی کی کہ حضور ﷺ کی ہدایات پر جب آپ واپس تشریف لائے تو حضرت درخواستی نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں کام

کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ کی کمراسی مضبوط فرمائی کہ دنیا یاد رکھے گی۔
میں نے کئی دفعہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ کی تقریر
میں سنا، فرماتے تھے، شاہ جی کی تحریک ختم نبوت کی صداقت کے عینی گواہ حضرت
درخواستی ہیں۔

شیخ الاسلام کی انوکھی کرامت عشق رسول ﷺ

حضرت درخواستیؒ نے ایک دفعہ بنگلہ دیش کا سفر کیا، اس سفر میں حضرت مولانا مفتی
حمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا اجمل خانؒ اور اس وقت کے مشائخ میں سے کچھ
اور بھی علماء ساتھ تھے۔ یہ تمام علمائے کرام ایک کشتی میں سوار تھے، حضرت درخواستیؒ نے
فرمایا جس کو حضور ﷺ کی سیرت پر اشعار آتے ہیں سنانا شروع کرے۔ جتنے لوگ کشتی
پر سوار تھے ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر اشعار سنائے۔
جب حضرت درخواستیؒ کی باری آئی تو حضرت نے علامہ جامیؒ کے قصائد جو
حضور ﷺ کی تعریف میں بہت مشہور ہیں ان میں سے ایک قصیدہ پڑھا۔ لکھتے ہیں کہ
جب حضرت مولانا جامیؒ نے اس قصیدے کو پڑھا تھا تو ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی
تھی۔ اس وجد کی کیفیت کے ساتھ دریا کی مچھلیاں اچھل اچھل کر کشتی میں آنا شروع
ہو گئیں، اور وہاں بے خودی کے عالم میں تڑپنا شروع ہو گئیں تھیں۔

حضرت مولانا مفتی حمودؒ کہتے ہیں کہ حضرت جامیؒ کے بعد حضرت مولانا عبد اللہ
درخواستیؒ کو دیکھا ہے کہ جس وقت شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ نے اس تیرتی ہوئی کشتی
میں جس میں بڑے بڑے علماء صلحاء موجود تھے، حضرت جامیؒ کے اس قصیدے کو پڑھا تو

دریا کی مچھلیاں باہر آ کر کشتی کے ارد گرد جھومنا شروع ہو گئیں۔ پھر بے خود ہو کر اچھل اچھل کر کشتی کے اندر آئیں اور وہاں تڑپنا شروع ہو گئیں۔ علماء پر سناٹا طاری ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور حضرت در خواستی حبیب کبریٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر اشعار پڑھ رہے تھے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کا داڑھی منڈانے والوں سے اعراض

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے مدینہ منورہ کے ایک بزرگ کے متعلق فرمایا کہ انہیں اکثر رحمت دو عالم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے، انہوں نے ایک دفعہ سردر کائنات ﷺ سے عرض کیا کہ دنیاوی زندگی میں آپ ﷺ کا معمول تھا کہ کوئی داڑھی منڈا آتا تو آپ ﷺ اس سے اعراض فرما لیتے تھے، قبر کی زندگی میں آپ ﷺ کی عادت مبارکہ کیا ہے؟

تو رحمت للعالمین ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”اگر کوئی داڑھی منڈوانے یا کترانے والا آ کر روضہ اطہر پر سلام عرض کرتا ہے

تو میں اس کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔“

یہ واقعہ آپؐ نے اس درد سے سنایا کہ کئی حضرات کو داڑھی رکھنے کی توفیق ہوئی۔ پوری داڑھی والے کم از کم کل قیامت کے دن یہ تو کہہ سکیں گے:

یا رب میں تیرے محبوب کی شباہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسنیؒ کو زیارت نبی ﷺ

مولانا قاضی زاہد الحسنیؒ کا ایک مخلص عقیدت مند مدینہ طیبہ میں رہتا ہے۔ اسے کام کے دوران گنبد خضراء کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ملا، جو اس نے سنبھال کر رکھ لیا پھر اسے سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”گنبد خضراء کا یہ ٹکڑا انک کے قاضی صاحب کو دے دینا“ چنانچہ وہ اس مبارک ٹکڑے کو لایا اور قاضی صاحب کو دے دیا، جسے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسنیؒ انتہائی شوق اور عقیدت سے ہمیشہ اپنے سینے کے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

محبوب ﷺ کی طرف سے بشارت اور اتباع سنت

حافظ البخاری حضرت مولانا محمد جعفر دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ جب کالج لائف میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک پڑھا کہ جس کا مفہوم ہے اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو بھی نکاح پر قدرت رکھتا ہو تو وہ نکاح کر لے کیونکہ نکاح کا عمل سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے نگاہوں کی حفاظت کا اور شرم گاہ کو حرام سے بچانے کا اور جو نکاح پر قادر نہ ہو وہ نفلی روزوں کا اہتمام کرے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ پر عمل کی توفیق اس طرح ہوئی کہ کبھی 20 دن تو کبھی پورا مہینہ مسلسل روزے کا معمول رہا۔

فرمایا کہ ایک دن تو کمزوری اور ضعف اس قدر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی عظیم الشان سنت پر عمل کی توفیق ہوئی یعنی پیٹ پر پتھر باندھنے والی سنت پر عمل کی توفیق ہوئی

اور اللہ کے فضل سے اسی رات سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت بابرکت اور بشارت سے فیض یاب ہوئے۔

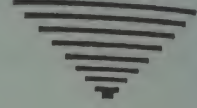
فناء فی الرسول ﷺ کا مقام

حافظ البخاری حضرت مولانا جعفر دامت برکاتہم نے فرمایا کہ حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ متعدد علماء حضرات کے سامنے مجلس میں ارشاد فرمایا کہ علماء بیٹھے ہیں کہ اس لیے ایک بات کو تحدیث بالنعمة کے طور پر پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی کے زمانے میں جب ۴ ماہ مسکین پور شریف میں لگائے تو نماز اور دیگر معمولات کے علاوہ تمام اوقات مراقبہ میں گزرتے۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہوا کہ بعض مرتبہ سرد در دو عالم ﷺ کی دن رات میں کئی کئی مرتبہ زیارت سے مشرف ہوئے اللہ رب العزت نے فنائیت کے مقامات عطا فرمائے اور فناء فی الرسول ﷺ کا مقام بھی عطا فرمایا۔

ہر ہفتہ میں زیارت حبیب ﷺ

جس کی متاع کل عشق رسول ﷺ ہو، جو ہر آن، ہر گھڑی عشق نبی میں جیتا ہو۔ اس عظیم ہستی اور ولی کامل کا یہ واقعہ پڑھیے آپ کا دل شہادت دے گا کہ حقیقت میں یہ لوگ عاشق رسول ﷺ تھے۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہ بہلویؒ فرماتے ہیں کہ جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کو جس ہفتہ میں رحمت دو جہاں، نبی آخر الزماں، محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت نہ ہوتی تو غم کی وجہ سے خون کے اسہال شروع ہو جاتے کہ پتہ نہیں کون سی بے ادبی ہو گئی جس سے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی۔ (عشق رسول ﷺ اور علمائے حق)

باب: 7



رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی سے بچ کر زیارت رسول ﷺ

جوشِ جنوں میں حدِ ادب سے نکل نہ جاؤں
مجھ کو سنبھالتی ہے شریعت کبھی کبھی

رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی سے بچ کر زیارت رسول ﷺ

ادب کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

أَدَّبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي

”مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔“

ایک روایت میں ہے:

الَّذِينَ كُلُّهُ أَدَبٌ ”دین سراسر ادب ہے۔“

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ”ہر شے کی کوئی قیمت ہے اور انسان کی قیمت اس کا علم و

ادب ہے۔

حضرت ہجویریؒ فرماتے ہیں: ”تارک ادب اخلاق محمدی ﷺ سے بہت دور ہوتا

ہے۔“

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا: ”بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا

معتوب و مغضوب ہوتا ہے۔“

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أَدَّبُوا النَّفْسَ إِلَيْهَا الْأَصْحَابُ

طَرُقَ الْعِشْقُ كُلُّهَا أَدَابُ

”اے دوستو! اپنے آپ کو آداب سکھاؤ اس لیے کہ عشق کے سب طریقے ادب ہی

ادب ہیں۔“

زیارت رسول ﷺ کے لیے ادب ضروری ہے

رسول اکرم ﷺ کی زیارت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے ادب کا خیال رکھا جائے، گناہوں اور سنت کی نافرمانی سے بچا جائے۔ جو شخص نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے رسول ﷺ کی بہت زیادہ عزت کرے، اکرام کرے، ادب کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
”یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا
(تاکہ اے مسلمانو!) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو
اور اس کا ادب کرو۔“

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت میں اتنے ادب کے ساتھ بیٹھتے تھے کہ ایک صحابیؓ کہتے ہیں: اتیت النبی ﷺ واصحابہ حوله كأنما علی رؤسهم الطیر ”صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کے گرد اس طرح با ادب بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں کے اوپر کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔“

بارگاہ رسالت کی شان

حدیث قدسی میں وارد ہے:

لَوْلَاكَ لَمَّا خَلَقْتُ الْآفَلَكَ

”اے محبوب ﷺ! اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔“
یعنی اگر محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا میں جلوہ افروز نہ ہوتا ہوتا تو یہ جن و

بشر، شمس و قمر، شجر و حجر، بحر و بر، پھولوں کی مہک، چڑیوں کی چہک، سبزے کی لہک، سماء،
سمک، رفعت و پستی، خوشحالی و بدحالی، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریا کی روانی،
کواکبِ آسمانی، خزاں و بہار، بیابان و مرغزار، نباتات و جمادات، جواہر و معدنیات،
جنگل کے درندے، ہوا کے پرندے غرض کائنات کی کسی چیز کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو

یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

فخر موجودات سید الاولین محبوب رب العالمین ﷺ وہ ذات ستودہ صفات ہیں کہ

جن کی خاطر کائنات ہست و بود کو وجود ملا،

جن کی برکت سے انسانیت کو شعور ملا،

جن کے گلے میں لولاک کا ہار پہنایا گیا،

جن کو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا تاج پہنایا گیا،

جن کے اسم گرامی سے جنتی درختوں کے ہر ورق کو زینت ملی،

جن کے نام کی برکت سے سیدنا آدم کی توبہ قبول ہوئی،

جن کی برکت سے حضرت ابراہیم کو سیادت کا تمغہ ملا،

جن کا کلمہ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی پر کندہ تھا،

جن کے حسن و جمال کا پر تو حضرت یوسفؑ کو ملا،

جن کے صبر کا نمونہ حضرت ایوبؑ کو ملا،

جن کے قرب کا ایک لمحہ حضرت موسیٰؑ کو مکالمات کی صورت میں ملا،

جن کے مرتبے کا ایک حصہ حضرت ہارونؑ کو وزارت کی صورت میں ملا،
 جن کی نعت کا ایک مصرع حضرت داؤدؑ کا نغمہ بنا،
 جن کی عفت کا شمع عصمت یحییٰؑ کا جلوہ بنا،
 جن کے دفتر حکمت کی ایک سطر حضرت لقمانؑ کو نصیب ہوئی،
 جن کی رفعت و بلندی کی ایک جھلک حضرت عیسیٰؑ کو نصیب ہوئی،
 جن کا وجود مسعود دعائے خلیل و نوید مسیحا بنا،
 جن کی آمد کی برکت سے لشکرِ ابراہیم کَعَصْفِ مَائِکُولِ بنا،
 جن کی ولادت باسعادت سے فارس کے آتش کدے بجھے،
 جن کی زبان فیض ترجمان سے گہوارے میں اللہ اکبر کے الفاظ صادر ہوئے،
 جن کو بعثت سے قبل ہی صادق و امین کا لقب ملا،
 جن کی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند و لخت ہوا،
 جن کی رسالت کی گواہی جمادات نے بھی دی،
 جن کے حصے میں معراج کی عظمت آئی،
 جن کے درِ اقدس کے خاک نشین صدیق اکبرؑ تھے،
 جن کے خرمین ایمان کے ریزہ چین فاروق اعظمؑ تھے،
 جن کی حیا کی کرن سے عثمانؓ ذی النورین بنے،
 جن کے بحرِ علم کے چھینٹوں سے علی المرتضیٰؓ باب العلم بنے،
 جن کے شہر کو رب کائنات نے ”بلد امین“ کہا،

جن پر نازل ہونے والی کتاب کو ”کتابِ مبین“ کہا،
جن پر رب کریم اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں،
جن کی امت کو خیر الامم کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(بابِ بانصیب)

قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور ﷺ کا ادب

حضور ﷺ کے ادب کے بارے میں قرآن مجید سے چند مثالیں:

مثال نمبر ۱:

ادبِ نبوی ﷺ سے متعلق قرآن مجید میں کئی مثالیں موجود ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا
لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ
”اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے اس
طرح کڑک کے بات کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے کڑک کر بات کرتے ہو ایسا
نہ ہو کہ تمہارے عمل برباد ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔“

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”یعنی نبی کریم ﷺ کی مجلس میں شور نہ کیا کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے

تکلف چہک کر یا تزخ کر بات کرتے ہو۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ یہ طریقہ خلاف
ادب ہے۔ آپ ﷺ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے، تعظیم و اکرام کے لہجہ میں، ادب
وشائستگی کے ساتھ۔ دیکھو! ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد اپنے استاد

جلوئی سے گفتگو کرتے ہوئے

ہے، مخلص مرید پیر و مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر ﷺ کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ ﷺ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہیے کہ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ ﷺ کو تکدر پیش آئے۔ حضور ﷺ کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا خدشہ ہے۔“

مسند بزار میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا، ”یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم اب تو میں آپ ﷺ سے اس طرح بات کروں گا جس طرح کوئی سرگوشی کرتا ہے۔“ تفسیر درمنثور میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ بہت دھیمی آواز کے ساتھ نبی اکرم ﷺ سے گفتگو کرتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انصار کے بلند آواز خطیب حضرت ثابت بن قیسؓ نے جب یہ آیات سنیں تو گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔ (ہادب بانصب)

مثال نمبر ۲:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ
”اے ایمان والو! جب تم رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔“ (مجادلہ ۱۲)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین مدینہ نے لوگوں میں اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سرگوشی کے انداز میں بات کرتے۔ دیکھنے والوں کو یہ تاثر ملتا کہ یہ بات کرنے والا بڑا اہم آدمی ہے اور کوئی

خاص گفتگو کر رہا ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمانوں نے بھی غیر اہم باتیں کرنے کے لیے اس روش کو اپنا لیا۔ چونکہ یہ سب کچھ آداب نبوی ﷺ کے خلاف تھا لہذا اللہ رب العزت نے حکم نازل فرمایا کہ اے ایمان والو! جب تم نبی اکرم ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔ جب لوگوں نے اپنی غلطی کا احساس ہونے پر یہ عادت ترک کر دی تو رب کائنات نے اس حکم کو منسوخ فرما کر مسلمانوں پر کشادگی فرمادی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ جب یہ حکم اترتا تو منافقین نے بجل کی وجہ سے وہ عادت چھوڑ دی اور مسلمان بھی سمجھ گئے کہ زیادہ سرگوشیاں کرنا (تو خلاف ادب ہے جو) اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (باادب بانصیب)

مثال نمبر ۳:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات، ۱)
 ”ایمان والو! ہرگز آگے نہ بڑھو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے (کسی بھی معاملے میں)“
 رب العزت کی سچی فرمانبرداری اس کے رسول ﷺ کی سچی فرمانبرداری میں مضمر ہے اور اطاعت و فرمانبرداری کا تعلق ادب سے ہوتا ہے لہذا اس آیت مبارکہ میں امت مسلمہ کو ادب نبوی ﷺ کی تعلیم دی گئی۔ صحابہ کرامؓ چونکہ نبی علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے لہذا انہوں نے دلوں کے تقویٰ کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کے ظاہری ادب کا اس قدر لحاظ کیا کہ کسی کام میں نبی علیہ السلام سے پہل نہیں کیا کرتے تھے۔ بات

سبلول سے فکا گزشتہ سہل

کرتے تھے پست آواز کے ساتھ اور بیٹھتے تھے تو اس طرح کہ جیسے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ ان کے سینے عشق نبوی ﷺ سے معمور، ان کے روز و شب اعمال صالحہ سے بھرپور اور ان کی زندگیوں بے ادبی سے کوسوں دور تھیں۔ (باادب باغیب)

صحابہ کرامؓ کا نبی اکرم ﷺ کا ادب کرنا

صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کا بے انتہا ادب فرماتے تھے، مثال کے طور پر چند واقعات تحریر کیے جاتے ہیں:

مثال نمبر ۱:

حضرت عباسؓ نبی اکرم ﷺ کے چچا تھے تاہم عمر میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا:

”انت اکبر منی“ کیا آپ مجھ سے زیادہ بڑے ہیں؟

یہ الفاظ سنتے ہی حضرت عباسؓ تڑپ اٹھے اور عرض کیا:

یا رسول اللہ ﷺ انت اکبر و اعظم انا اسن

”اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ بڑے ہیں اور مرتبہ والے ہیں البتہ میری عمر زیادہ ہے۔“

اسی طرح کا ایک واقعہ اور بھی منقول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی صحابیؓ سے پوچھا، تم بڑے ہو یا نبی اکرم ﷺ؟ انہوں نے جواباً کہا، نبی اکرم ﷺ

مجھ سے بڑے ہیں البتہ میں پیدائش میں ان سے پہلے ہوں۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ عام گفتگو میں بھی کوئی ایسا لفظ استعمال کرتا پسند نہیں کرتے تھے جس سے بے ادبی کا شائبہ ہو۔ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و

توقیر کا جذبہ ان کے انگ انگ میں اس طرح سا چکا تھا کہ روانی کلام میں بھی خلاف ادب کوئی لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

مثال نمبر ۲:

شمال ترمذی میں حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ اگر کسی شدید ضرورت اور تقاضے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو نبی اکرم ﷺ کے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا تو وہ ازراہ ادب اپنے ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ مقصد یہ ہوتا کہ اطلاع بھی ہو جائے اور زیادہ آواز کہیں طبیعت میں گرانی کا باعث بھی نہ بنے۔

مثال نمبر ۳:

قریش مکہ کے سردار ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہؓ مسلمان ہوئیں تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ جب معاہدہ حدیبیہ ختم ہونے کا وقت آیا تو قریش مکہ نے اس کی مدت میں توسیع کروانی چاہی۔ اس اہم کام کے لیے ان کی نظر انتخاب ابوسفیان پر پڑی۔ چنانچہ ابوسفیان قریش کے سفیر بن کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی ام حبیبہؓ کے گھر وارد ہوئے۔ ایک چارپائی پر نبی اکرم ﷺ کا مبارک بستر بچھا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے جونہی اس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام حبیبہؓ نے جلدی سے بستر سمیٹ دیا اور خالی چارپائی کی طرف اشارہ کیا کہ ابا جان تشریف رکھیں۔ ابوسفیان اس صورتحال کو صحیح طرح سمجھ نہ سکے لہذا بیٹی سے پوچھا، کیا یہ بستر میرے قابل نہ تھا یا میں اس بستر کے قابل نہ تھا؟ ام حبیبہؓ نے عرض کیا، ابا جان یہ رسول اللہ ﷺ کا بچھونا ہے۔ ابوسفیان کیا ہوا وہ تیرے شوہر ہیں تو میں تیرا باپ

ہوں۔ ام المؤمنینؓ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے مگر آپ مشرک ہیں اور نبی علیہ السلام کا بستر پاک ہے۔ مجھے گوارا نہیں کہ آپ کا نجس بدن میرے آقا ﷺ کے بستر پر لگے۔ اس واقعے سے عشق نبوی ﷺ اور آداب نبوی ﷺ کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مثال نمبر ۴:

مسجد نبوی ﷺ میں خطبہ دینے کے لیے لکڑی کا ایک منبر بنایا گیا جس کے تین درجے تھے۔ نبی اکرم ﷺ جب خطبہ دینے کے لیے سب سے اوپر کے درجے پر بیٹھتے تو درمیانی درجے پر پاؤں مبارک رکھتے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کے لیے درمیانی درجے پر بیٹھتے جبکہ پاؤں مبارک نچلے درجے پر رکھتے۔ جب عمر فاروقؓ خلیفہ بنے تو خطبہ دینے کے لیے سب سے نچلے درجے پر بیٹھتے جبکہ پاؤں زمین پر رکھتے۔ جب حضرت عثمان غنیؓ کا دور آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے، جب خطبہ دینے کی ضرورت پیش آتی تو آپ ﷺ زیادت کے پہلے درجے پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ خلفائے راشدینؓ کا یہ عمل ادب کے معاملے میں سند رکھتا ہے۔

مثال نمبر ۵:

نبی اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر قیام فرمایا۔ اس مکان کی دو منزلیں تھیں۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ مع اہل و عیال او پروالی منزل میں ٹھہرے جب کہ نبی اکرم ﷺ خلی منزل میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ رات کو محو خواب تھے اچانک آنکھ کھلی۔ معاً

دل میں خیال آیا کہ نبی اکرم ﷺ نیچے ہیں اور میں اوپر ہوں یہ صریحاً بے ادبی ہے۔ چنانچہ بستر سے اٹھ کر کمرے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو بصد اصرار آپ ﷺ کو اوپر والی منزل میں ٹھہرایا اور خود مع اہل و عیال نیچے آ گئے۔

مثال نمبر ۶:

سیدنا صدیق اکبرؓ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ بھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہہ دیئے۔ حضرت ابو بکرؓ ان ناشائستہ الفاظ کو سن کر بہت خفا ہوئے حتیٰ کہ اپنے والد کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی تو نبی اکرم ﷺ نے حقیقت احوال واقعی معلوم کرنے کی غرض سے ابو بکر صدیقؓ سے پوچھا کہ آپؓ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسے نازیبا کلمات کہنے پر میں ان کی گردن اڑا دیتا۔ (باداد بانصیب)

رسول اکرم ﷺ کے ادب کے ساتھ آپ ﷺ کی حدیث کا ادب:
نبی اکرم ﷺ کے آداب کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی حدیث کا ادب بھی ضروری ہے۔ حدیث رسول ﷺ کا ادب درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا ادب ہی ہے۔

آداب حدیث کے چند واقعات

حضرت مطرفؓ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ کے پاس لوگ آتے تو وہ اپنی باندی کو کہتے کہ پوچھو کس لئے آئے ہیں؟ اگر وہ کہتے کہ ہم فقہ کے مسائل سیکھنے کے لئے آئے ہیں

تو امام مالکؒ اسی وقت آجاتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث مبارک کی روایت لینے آئے ہیں تو امام مالکؒ غسل فرماتے، صاف ستھرے کپڑے زیب تن فرماتے، عطر لگاتے، پھر ایک تخت بنایا ہوا تھا، عمامہ باندھ کر اس تخت کے اوپر تشریف فرما ہوتے اور پھر نبی اکرم ﷺ کی بات کو آگے نقل فرماتے۔

عبداللہ ابن مبارکؒ بڑے محدث گزرے ہیں، امام اعظمؒ کے خصوصی شاگرد تھے، ان سے اگر چلتے ہوئے حدیث مبارک کے بارے میں کوئی پوچھا کرتا تھا تو وہ اس کا جواب نہیں دیتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حدیث مبارک کی شان ہے کہ انسان سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کو نقل کرے۔

امام مالکؒ حدیث مبارکہ کا اتنا ادب کرتے تھے کہ ایک مرتبہ بچھونے انہیں کئی مرتبہ ڈنگ مارا، چہرے کا رنگ متغیر ہوتا رہا، مگر انہوں نے مجلس برخاست نہیں کی، حدیث مبارکہ کو درمیان میں نہیں چھوڑا، پورا مکمل کیا، لوگ حیران تھے کہ بچھو کے ڈنگ لگانے کی تکلیف تو بہت زیادہ ہوتی ہے، اس کو برداشت کر لیا، مگر حدیث مبارکہ کے ادب میں فرق نہیں آنے دیا۔ اس ادب کا یہ انعام ملا کہ امام مالکؒ کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ان کی حدیث مبارک کی خدمت کی زندگی میں ایک رات کے سوا باقی ہر رات ان کو نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہوتا تھا۔

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے قریبی احباب میں دیکھا ہے کہ جن دوستوں کو حدیث مبارک کے ساتھ بہت محبت ہے اور اس علم کے ساتھ ان کو شغف ہے اکثر و بیشتر ان کو ہفتے میں ایک یا دو مرتبہ

نبی اکرم ﷺ کا دیدار ہوتا ہے اور جو بچے دورہ حدیث میں ہوں وہ اگر دورہ حدیث کا سال گنا ہوں سے بچ کر تقویٰ اور ادب کے ساتھ گزاریں تو عمومی طور پر اللہ رب العزت کے حبیب ﷺ کا اسی سال کے دوران دیدار ضرور ہوتا ہے۔

بے ادبی کی سزا

گستاخ رسول ﷺ کی سزا

تفسیر مواہیب الرحمن میں مولانا سید امیر علی جلد اول سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۴ کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے کسی قول و فعل کی نسبت کوئی اہانت کا کلمہ کہے تو وہ بد بخت اپنے ایمان سے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اور اسے قتل کیا جائے گا اور وہ سخت شرمندہ ہو کر جناب باری تعالیٰ کے حضور میں سچے دل سے توبہ کرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو مومن اٹھائے، لیکن دنیا میں اس کی توبہ یہی رکھی گئی ہے کہ اس کو قتل کیا جائے۔ حضرت امام غزالیؒ نے اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں ایک حدیث شریف نقل کی ہے: ”جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت حرام ہے۔“ سنت رسول ﷺ کی پیروی کے بغیر ہر ایک عمل باطل اور ضائع ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ بلکہ کافر ہو جاؤ گے۔ ایک اور حدیث شریف میں ارشاد مبارک ہے جو میری سنت سے منہ پھیرتا ہے میری امت سے خارج ہے۔

(صحیح بخاری، باب الترغیب فی النکاح، الرقم ۴۷۷۶)

ایک اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ جس میری سنتوں میں سے کسی سنت کو جو ختم ہو چکی تھی دوبارہ جاری کیا تو اس کو ان سب لوگوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے اور ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

(صحیح مسلم، باب من سن سنة حسنة او سنة، الرقم ۲۶۷۴)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو (شخص) میری سنتوں پر قائم رہا میری امت کے فساد کے وقت تو اس کے لیے سوشیدوں کے برابر ثواب ہے۔

بے ادبوں کو دنیا اور آخرت میں سزا

فقیر سید وحید الدین صاحب نے عبدالقیوم شہید کا واقعہ پوری تفصیل سے درج کیا ہے۔ نھورام نے ایک کتاب ”تاریخ اسلام“ انگریزی میں شائع کی تھی، اور اس میں حضور ﷺ کی شان اقدس میں انتہائی گستاخیاں کی تھیں۔ مسلمانوں نے اس شاتم رسول ﷺ پر مقدمہ دائر کیا، مگر کچھ نہ بنا۔ ہزارہ کا ایک نوجوان عبدالقیوم نامی کراچی میں وکٹوریہ چلاتا تھا۔ اس نے یہ سنا تو اس کے غم و غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ایک دن عین مقدمہ کی سماعت کے دوران وہ اپنا تیز دھار چاقو لے کر نھورام پر حملہ آور ہوا اور

اس کی گردن پر پیہم بھر پور وار کیے، جس سے نھورام اسی وقت واصل جہنم ہوا۔ مسلمانوں نے عبدالقیوم شہید کے مقدمہ کی ہائی کورٹ تک پیروی کی، مگر سزائے

موت ہر جگہ سے بحال رہی۔ فقیر سید وحید الدین لکھتے ہیں کہ:

”فروری ۱۹۳۵ میں کراچی کے مسلمانوں کا ایک وفد حکیم الامت علامہ اقبال کی

خدمت میں لاہور پہنچا، اور میکلوڈ روڈ والی کوشی میں علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر

ہو کر اس مقدمہ کی روداد تفصیل سے سنائی۔ اس کے بعد عرض کیا کہ آپ دائرہ سے ملاقات کریں اور اپنے اثر و رسوخ کو کام میں لائیں، اور انہیں اس پر آمادہ کریں کہ غازی عبد القیوم کی سزائے موت عمر قید سے بدل دی جائے۔

علامہ وفد کی یہ گفتگو سن کر دس بارہ منٹ تک بالکل خاموش رہے، اور گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ وفد کے ارکان منتظر اور مضطرب تھے کہ دیکھیے علامہ کیا فرماتے ہیں۔ توقع یہی تھی کہ جواب اثبات میں ملے گا، کہ ایک عاشق رسول ﷺ کا معاملہ دوسرے عاشق رسول ﷺ کے سامنے پیش ہے۔ اس سکوت کو علامہ اقبال ہی کی آواز نے توڑا۔ انہوں نے فرمایا:

”کیا عبد القیوم کمزور پڑ گیا ہے؟“

”ارکان وفد نے کہا نہیں۔ اس نے تو ہر عدالت میں اپنے اقدام کا اقبال اور اعتراف کیا ہے۔ اس نے تو نہ بیان تبدیل کیا اور نہ لاگ لپٹ اور ایچ پیج کی کوئی بات کہی۔ وہ تو کھلے خزانے کہتا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے مجھے پھانسی سے بچانے کی کوشش مت کرو۔“

وفد کی اس گفتگو کو سن کر علامہ کا چہرہ تمنا گیا۔ انہوں نے برہمی کے لہجے میں فرمایا جب وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجر و ثواب کی راہ میں کیسے حائل ہو سکتا ہوں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایسے مسلمان کے لیے دائرے کی خوشامد کروں جو زندہ رہا تو غازی ہے اور مر گیا تو شہید ہے۔

علامہ کے لہجے میں اس قدر تیزی اور سختی تھی کہ وفد کے ارکان اس سلسلے میں ہر

کچھ اور کہنے کی جرأت نہ کر سکے۔“

راج پال اس سے قبل لاہور میں رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر چکا تھا، اور انگریز کی نام نہاد عدالت نے اس کو بھی قید و بند کا مستحق نہیں گردانا تھا۔ آخر غازی علم الدین کے جوش ایمان اور حب رسول ﷺ نے اسے کیفر کردار کو پہنچایا، اور ان کو انگریزی عدالت سے سزائے موت دی گئی۔ غازی علم الدین شہید اور غازی عبد القیوم شہید کی محبت رسول ﷺ میں شہادت اور سرفروشی کے واقعات سے علامہ اقبال بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے لاہور اور کراچی کے عنوان سے تین اشعار کا ایک قطعہ کہا، جس میں خاص طور پر غازی عبد القیوم کے اس واقعے کی طرف بلیغ اشارہ پایا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خوں جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ اے مردِ مسلمان! تجھے کیا یاد نہیں؟
حرف لا تدع مع اللہ الہا آخر

سنت کی استہزاء، مسواک کی بے ادبی کا عبرت ناک واقعہ:

علامہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص ابو سلامہ نامی جو بصریؒ کا باشندہ تھا اور نہایت بے باک اور بے غیرت تھا۔ اس کے سامنے مسواک کے فضائل و مناقب اور

محسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ و غضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو اپنی سرین میں استعمال کروں گا چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک کو گھما کر اپنی قسم کو پورا کر کے دکھایا اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی اور پھر ایک (بد شکل) جانور جنگلی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگلی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور اس کا سر کچل کر اس نے جانور کو ہلاک کر دیا اور تیسرے دن یہ شخص مر گیا۔

مدینہ طیبہ کی چیزوں میں نقص نکالنے کا وبال:

ایک آدمی نے مدینہ شریف کی چیزوں کا نقص نکالتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ مدینہ کی دہی تو کھٹی ہوتی ہے۔ رات کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور حکم فرمایا کہ اگر تمہیں مدینہ کی دہی کھٹی لگتی ہے تو یہاں سے چلے جاؤ۔ بزرگوں سے خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کو اپنے چچا حضرت امیر حمزہؓ سے بہت محبت تھی ان کے ہاں جائیں وہاں گئے تو فرمایا کہ ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ایمان کے جانے کا بھی خطرہ ہے۔

۔ ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تراست

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آج بے ادبیوں کی بھی مختلف شکلیں رونما ہو رہی ہیں کہ وہ لوگ جو دن رات گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور دل غفلت سے سیاہ ہیں نمازیں بے حضوری کی پڑھتے ہیں مگر یہی نبی آخر الزماں ﷺ کا مقام متعین کر رہے ہیں کہ وہ تو مردہ ہو گئے ہیں نعوذ باللہ! مٹی میں مل کر خاک ہو گئے ہیں یہ بڑی بے ادبی اور جرأت کی باتیں ہیں کہ عشاقِ رسول ﷺ حیران ہیں!!! ہماری مثال تو کیا پدی اور کیا پدی کا شور بہ والی بات ہے کہ ہماری تو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں comments (تبصرہ) دینے والوں کو کبھی اپنی حالتِ زار کا بھی مشاہدہ کرنا چاہیے کہ انہیں تہجد میں اٹھ کر آہ و زاری کی توفیق ہے؟ کیا کبھی دل میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آرزو اور تمنا پیدا ہوئی؟ کیا نبی اکرم ﷺ کے فراق میں رونا نصیب ہوا؟ نبی اکرم ﷺ کی رسالت پہ یہ کیسا ایمان ہے؟ محض ایمان کا ظاہری اظہار ہے مگر حقیقت نصیب نہیں ہے۔ بلکہ ایک رسمی سا ایمان ہے مگر حقیقت سے دور ہیں۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

بے ادبی سے بچنا کیوں ضروری ہے؟

رسول اکرم ﷺ کی بے ادبی سے ہر ممکن طریقے سے بچیں، آپ ﷺ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا بھی ادب کیا جائے ورنہ انسان لعنت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا
 ”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (سورۃ الاحزاب ۵۷)
 بے ادبی شعوری طور پر ہو یا غیر شعوری طور پر ہو ہر قسم کی بے ادبی سے بچیں۔
 مثال کے طور پر اگر

کوئی اولاد ماں باپ کی بے ادبی کرے تو ماں باپ کو کتنی تکلیف ہوتی ہے.....
 کوئی شاگرد اپنے استاد کی بے ادبی کرے تو استاد کو کتنی تکلیف ہوتی ہے.....
 کوئی مرید شیخ کی بے ادبی کرے تو شیخ کو کتنی تکلیف ہوتی ہے.....

دل دکھتا ہے، غم زدہ ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے،
 اگر رسول ﷺ کا امتی (روحانی بیٹا یا بیٹی) نبی ﷺ کی بے ادبی کرے گا تو
 آپ ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچے گی، کتنا دکھ ہوگا؟
 نبی علیہ السلام کو دکھ تکلیف پہنچا کر کوئی شخص دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل
 نہیں کر سکتا۔ وہ نبی ﷺ تو میرے اور آپ کے لیے

دن میں بھی رویا، رات میں بھی رویا.....
 سجدوں میں بھی رویا، دعا میں بھی رویا.....
 احد میں بھی رویا، بدر میں بھی رویا.....
 جوانی میں بھی رویا، بڑھاپے میں بھی رویا.....
 جنت البقیع میں بھی رویا، مقام عرفات میں بھی رویا.....

سوچنے کی بات ہے کہ اگر

اولاد ماں باپ کا ادب کرے تو ماں باپ کو اچھا لگتا ہے.....
شاگرد استاد کا ادب کرے تو استاد کو اچھا لگتا ہے.....
مرید شیخ کا ادب کرے تو شیخ کو اچھا لگتا ہے.....

دل اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی طرح جو نبی ﷺ کا ادب کرے گا، نبی کی سنتوں کا ادب کرے گا، نبی ﷺ کے ساتھ نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب کرے گا تو نبی ﷺ کو بھی اچھا لگے گا۔ جو نبی ﷺ کو اچھا لگ گیا تو اس سے بڑا خوش نصیب اور کون ہوگا۔ جب دونوں طرف سے محبت ہو جائے تو دونوں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھنا چاہتے ہیں، زیارت کرنا چاہتے ہیں، ملنا چاہتے ہیں۔

حضور ﷺ کا اتنا ادب کریں کہ محبوب ﷺ کو پسند آجائیں تو پھر انشا اللہ تعالیٰ زیارت بھی نصیب ہو جائے گی اور آخرت میں بھی دیدار نصیب ہو جائے گا۔
ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں، لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں
ان کی سرکار میں التجا کے لیے، جنبش لب نہیں چشم تر چاہیے

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تم ہی تو ہو
دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تم ہی تو ہو

رہے پاسِ آدابِ اے دل ہمیشہ

مدینے میں تھے جس زمانے میں حاضر
یہ ہیں اس مبارک مہینے کی باتیں

جو چاہو کہ تازہ رہے دین و ایماں
تو کرتے رہو تم مدینے کی باتیں

رہے پاسِ آدابِ اے دل ہمیشہ
ہوں دیوانگی میں قرینے کی باتیں

سنا دے خدا را کوئی پھر سنا دے
وہی بابِ رحمت کے زینے کی باتیں

کھلے گا نہ اشعار سے رازِ دل کا
خدا کو ہیں معلوم سینے کی باتیں

حمیدِ اپنے دل کا یہی مدعا ہے
کہ ہوتی رہیں کچھ مدینے کی باتیں

(حمید مدنی لکھنؤ)

رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچ کر زیارتِ رسول ﷺ

پھر مدینے کی زیارت کے ہوں لمحات نصیب!
جب بھی آتی ہے یہی لب پہ دعا آتی ہے
ان کی رحمت ہی سے امید ہے مجھ کو ورنہ
ایسا مجرم ہوں کہ کہتے بھی حیا آتی ہے

نافرمانی، گمراہی اور بدبختی ہے

کسی شخص کی کامیابی اور فوز و فلاح کے لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی ضروری ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی گمراہی اور بدبختی ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بھی موجب ضلالت و شقاوت ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (الاحزاب ۷۱)

”جس نے اطاعت کی اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اس نے بڑی مراد پائی۔“

وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (الاحزاب ۳۶)

”اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی وہ بڑی کھلی گمراہی میں جا پڑا۔“

نیز قرآن میں ہی بتایا گیا ہے کہ کفار دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد جس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے پر کف افسوس ملیں گے اور اپنا ماتم کریں گے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر بھی افسوس کریں گے۔

وَيَوْمَ تَقْلُبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ

”جس دن اوں دھمے منہ ڈالے جائیں گے آگ میں، کہیں گے کاش! ہم نے کہا مانا ہوتا

اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا۔“ (الاحزاب ۶۶)

دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ

”اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی اور رسول کی نافرمانی

کی کہ برابر کر دیئے جائیں زمین کے“ (یعنی خاک ہو کر زمین کا جزو بن جائیں اور عذاب سے بچ جائیں) (النساء ۴۲)

نیز مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ رسول کی نافرمانی کی کوئی بات بھی آپس میں نہ کریں۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْأَلْمِ وَالْعُدْوَانِ

وَمُغْصِبَتِ الرُّسُولِ

”اے ایمان والوں جب تم چپکے چپکے آپس میں باتیں کرو تو گناہ اور ظلم و زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی کوئی بات نہ کرو۔“ (مجادلہ ۹)

رسول اللہ ﷺ جو دیں اس کو قبول کرنا اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جانا واجب ہے:

مَا اتَّكُمُ الرُّسُولُ فَخُذُوهُ جَ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (حشر ۷)

”جو تم کو رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول اللہ ﷺ کو بھی راضی کرنا ضروری اور شرط ایمان ہے:

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ (توبہ ۶۲)

”اور اللہ کو اس کے رسول کو راضی کرنا ان کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے اگر وہ ایمان رکھتے ہیں۔“

اللہ کے رسول جب کسی کام کے لیے دعوت دیں اور پکاریں تو اس پر بلیک کہنا ہر مومن پر فرض ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرُّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ
”اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا جب بلاوے تم کو اس کام کی

طرف جس میں تمہاری حیات ہو۔“ (انفال ۲۴)

(معارف الحدیث)

رسول اکرم ﷺ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں
رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کے لیے سخت وعید:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
”جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ ان

کوئی مصیبت آ پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔ (النور ۶۳)

تفسیر:

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے امر کی مخالفت سے بچنے کی تاکید فرمائی
ہے اور آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت میں فتنہ میں مبتلا ہو جانے یا دردناک عذاب کی وعید
شدید سنائی گئی ہے۔

فتنہ سے مراد دنیا میں مصیبت اور مشقت میں پڑنا ہے اور دردناک عذاب سے اخروہ
عذاب مراد ہے، اس میں منافقین کو متنبہ فرمایا ہے کہ تم جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت
کرتے ہو اور چپکے سے مجلسوں سے کھسک جاتے ہو، اس کو معمولی بات نہ سمجھنا۔ اس کی
سزا دنیا میں بھی مبتلائے عذاب ہو سکتے ہو اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

آیت کریمہ کا سیاق گو منافقین کی حکم عدولی کے بارے میں ہے لیکن الفاظ کا
ہر خلاف ورزی کرنے والے کو شامل ہے۔

بہت سے لوگ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا حکم سامنے آتا ہے تو حکم عدولی کرتے ہیں، نفس کے تقاضوں اور بیوی بچوں کے مطالبات اور رسم و رواج کی پابندی اور حب دنیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی قصداً خلاف ورزی کر جاتے ہیں اور بعضے تو مولویوں کو صلواتیں سناتے ہیں، چوری اور سینہ زوری اور زبانی کٹ جھتی پر اتر آتے ہیں، داڑھی مونڈھنے اور کاٹنے ہی کو لے لو، اور رشوت کے لین دین کو سامنے رکھ لو، بے پردگی اور خیانت کا اندازہ لگا لو، اور دیکھو کہ زندگی میں کہاں کہاں احکام شرعیہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور یہ بھی سمجھ لو کہ ان کی خلاف ورزی پر وعید شدید ہے، ہر شخص اپنی زندگی کا جائزہ لے اور دیکھے کہ کہاں کہاں اور کس کس عمل سے آخرت برباد ہو رہی ہے۔

اس آیت کریمہ میں وارد لفظ ”فتنہ“ کا مطلب امام جعفر صادقؑ نے ظالموں کا تسلط بیان کیا ہے، یعنی اگر مسلمان رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے تو ان پر جابر و ظالم حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے۔

جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کر دے گا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَ ثَمَرًا (النساء ۱۱۵)

”جو شخص رسول کی مخالفت کرے اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی اور مسلمانوں کے راستے کے خلاف کسی دوسرے راستے کا اتباع کرے تو ہم اس کو وہ کام کرنے دیں گے جو وہ کرتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔“

تفسیر:

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستہ کے علاوہ دوسرے راستے کا اتباع کرے ہم اسے وہ کرنے دیں گے جو کرتا ہے (یعنی اپنے اختیار سے جس برائی میں لگا ہوا ہے دنیا میں ہم اسے کرنے دیں گے اس کا اختیار سلب نہیں کریں گے) اور اسے جہنم میں داخل کریں گے (یہ اس کو آخرت میں سزا ملے گی اور دوزخ بری جگہ ہے اس آیت میں دو باتوں میں دوزخ کے داخلہ کی خبر دی گئی، اول یہ کہ جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ وہ تمام لوگ جن کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا علم ہوا اور پھر اسلام قبول نہ کیا اور ہر وہ شخص جس نے اسلام قبول کر لیا اور پھر اسلام قبول کر کے اسلام سے پھر گیا وہ سب لوگ اس آیت کی وعید میں شامل ہیں۔ چوری کرنے والا وہ شخص جس کا واقعہ ان آیات کا سبب نزول بنا، مرتد ہو کر چلا گیا تھا اس لیے اس بات کو یہاں ذکر کیا گیا لیکن مفہوم اس کا عام ہے ہمیشہ جب کبھی بھی کوئی شخص اسلام قبول کرے پھر مرتد ہو جائے اس آیت کا مضمون اس پر صادق آئے گا یعنی دوزخ میں جائے گا۔

اجماع امت بھی حجت ہے:

دوسری بات یہ بتائی کہ جو شخص مومنین کے راستہ کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ اختیار کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسا کہ دین اسلام میں قرآن و حدیث حجت ہیں اسی طرح اجماع امت بھی حجت ہے کیونکہ قرآن مجید کا مطلب اور عقائد و اعمال کی تفصیلات جو حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک ہر زمانے کے علماء اور صلحاء اور مشائخ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے ان کی ماننا اور ان پر عمل کرنا ہی ذریعہ نجات ہے۔ اور ان ہی کے ذریعہ سے قرآن مجید کی تفسیر ہم تک پہنچی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بتائی آپ سے سمجھ کر حضرات صحابہ کرامؓ نے تابعین کو بتائی پھر انہوں نے آگے اس کی روایت کی۔ عقائد بھی انہی حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں اور فرائض و واجبات کا بھی انہی کے ذریعہ سے پتہ چلا ہے، اب جو کوئی شخص ان حضرات کو بیچ میں سے نکال کر خود اپنے پاس سے قرآن کی تفسیر کریگا اور آیات کے معانی و مفہیم اپنے پاس سے تجویز کرے گا اور احکام اسلام کی اپنے طور پر تشریح کرے گا یا حجت حدیث کا منکر ہوگا یا امت مسلمہ کے مسلمہ عقائد کا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا، دوزخی ہوگا۔ جو لوگ قرآن مجید میں تحریف کے قائل ہیں یا جو لوگ پانچ نمازوں کے منکر ہیں یا جو لوگ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے منکر ہیں یا جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کے قتل ہونے یا ان کی طبعی موت واقع ہونے کے قائل ہیں، یہ سب لوگ کافر ہیں اور دوزخی ہیں کیونکہ حضرات صحابہ کرامؓ سے لے کر اب تک پوری امت کے جو عقائد ہیں یہ لوگ ان کے منکر ہیں، اپنے تراشیدہ عقیدہ کے حامل ہیں (اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ

حضرت عیسیٰؑ نہ مقتول ہوئے نہ طبعی موت سے دنیا سے تشریف لے گئے وہ قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے امن و امان اور عدل و انصاف قائم کریں گے۔)

روح المعانی میں ہے کہ حضرت امام شافعیؒ سے ایک شخص نے کہا کہ اجماع کے حجت ہونے کی کیا دلیل ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے تین دن تک روزانہ رات اور دن میں تین تین بار پورا قرآن مجید پڑھا ان کو یہ آیت مل گئی جس سے انہوں نے اجماع امت کے حجت ہونے پر استدلال کیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اللہ نے مجھ سے میری امت کے بارے میں تین وعدے فرمائے اور ان کو تین چیزوں سے امان دی۔

اول یہ کہ کبھی پوری امت قحط کے ذریعے ہلاک نہ ہوگی۔

دوم یہ کہ ان کا کوئی دشمن ان کو بالکل ہی ایک ایک فرد کر کے ختم نہ کر سکے گا۔

سوم یہ کہ ان کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔

(رواہ الدارمی کما فی مشکوٰۃ)

حضرت ابو مالک اشعریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تین چیزوں سے امان دی۔

اول یہ کہ تمہارا نبی تم پر بددعا نہ کرے گا جس سے تم ہلاک ہو جاؤ۔

دوم یہ کہ باطل اہل حق پر غلبہ نہ پائیں گے (جس سے حق مٹ جائے اور نور حق ختم ہو جائے)

سوم یہ کہ تم لوگ گمراہی پر جمع نہ ہوں گے۔

(مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والے ذلیل ہوں گے
اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ
أَنْزَلْنَا آيَاتٍ م بَيِّنَاتٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ

”بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں اور ذلیل ہوں
گے جیسے وہ لوگ ذلیل ہوئے جو ان سے پہلے تھے اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے
ہیں۔“

فرمانبرداری کرنے والے کو جنت کی بشارت

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ
يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا (الفتح ۷۱)

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے وہ اسے ایسی جنتوں میں
داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص روگردانی کرے وہ اسے
دردناک عذاب دے گا۔“

(قرآن کریم میں رسول اکرم ﷺ کا عالی مقام)

حدیث مبارکہ ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی
اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

فرمانبرداری کے چند واقعات

ایک صحابی آتے ہیں، ایک پاؤں مسجد کے اندر ہے ایک پاؤں دروازے کے باہر ہے اس وقت جو لوگ مسجد میں تھے نبی اکرم ﷺ ان کو فرماتے ہیں کہ اجلسو اور یہ لفظ ان کے کان میں پڑ گیا اور وہ صحابی وہیں بیٹھ گئے، بعد میں آنے والے نے پوچھا کہ یہ کوئی بیٹھنے کی جگہ ہے؟ ایک پاؤں اندر ایک پاؤں باہر دہلیز پہ؟ تو کہنے لگے کہ میرا ایک پاؤں اندر رہتا، اتنے میں میرے کان میں آقا ﷺ کا فرمان پڑا اجلسو اب میرے لئے تعمیل کے سوا چارہ نہیں تھا۔ ان صحابہ کے دلوں میں سنت کی کتنی وقعت اور عظمت تھی کہ ایک ایک سنت پر بڑے اہتمام کے ساتھ وہ عمل کرتے تھے۔

حضرت حسین بن دحوحؓ فرماتے ہیں:

جب حضرت طلحہ بن برّہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں ملنے گئے تو وہ حضور ﷺ سے چمٹنے لگے اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کا بوسہ لینے لگے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے جو چاہیں حکم دیں، میں آپ ﷺ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت طلحہؓ کو عمرؓ کے تھے اس لیے ان کی اس بات پر حضور ﷺ کو بڑا تعجب ہوا۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، جاؤ اور جا کر اپنے باپ کو قتل کر دو۔ وہ اپنے باپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے چل پڑے تو حضور ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا، ادھر آ جاؤ مجھے رشتے توڑنے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد حضرت طلحہؓ بیمار ہو گئے۔ حضور ﷺ ان کی عیادت کے لیے ان کے گھر گئے۔ سردی کا زمانہ تھا، خوب سردی پڑ رہی تھی اور بادل بھی تھے۔ جب آپ ﷺ واپس آنے لگے تو حضرت طلحہؓ کے

گھر والوں سے آپ ﷺ نے کہا مجھے تو طلحہؓ پر موت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ جب ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے خبر کر دینا تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں اور ان کی جہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔

حضور ﷺ ابھی قبیلہ بنو سالم بن عوف تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہؓ کا انتقال ہو گیا اور رات کا وقت ہو گیا۔ حضرت طلحہؓ نے انتقال سے پہلے جو باتیں کیں، ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ مجھے جلدی دفن کر کے مجھے میرے رب کے پاس پہنچا دینا اور حضور ﷺ کو نہ بلانا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور ﷺ میری وجہ سے رات کو ہی تشریف لائیں اور راستہ میں یہودی حضور ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائیں۔ چنانچہ (رات کو) حضور ﷺ کو اطلاع دیئے بغیر نماز جنازہ پڑھ کر ان کے گھر والوں نے ان کو دفن دیا (صبح کو جب حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ حضرت طلحہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! تیری ملاقات طلحہؓ سے اس حال میں ہو کہ تو اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو اور وہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو۔

(عشق نبوی کے ایمان افروز واقعات)

ایک صحابیؓ کی اطاعت رسول ﷺ:

حضرت سعد الاسودؓ بہت بد صورت آدمی تھے۔ ان کا رنگ بہت کالا تھا۔ اس لیے ان کے نام کے ساتھ اسود جڑ گیا تھا۔ ایک دن یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نکاح کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بد صورتی کی وجہ سے کوئی شخص مجھے اپنی بیٹی دینے کو تیار نہیں ہوتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم عمرو بن وہب ثقفی کے پاس جاؤ اس کی ایک نوجوان لڑکی ہے اس کو پیام دو۔“

سعد الاسود حکم رسول ﷺ کے مطابق عمرو بن وہب کے گھر پہنچے اور ان کی لڑکی سے اپنا پیام دیا۔ عمرو بن وہب نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان کی طبیعت میں ابھی زمانہ جاہلیت کا رنگ موجود تھا۔ انہوں نے سعد کی صورت کو دیکھا تو ایسا لگا گویا وہ پیام نہیں انہیں گالی دے رہا ہو۔ اس لیے انہوں نے یہ رشتہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لڑکی پردے کے پیچھے سے اپنے باپ اور سعد کی بات سن رہی تھی وہ دوڑ کر دروازے پر آئی اور آواز دے کر سعد کو روکا اور کہا ”کیا واقعی تمہیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے؟“ کہا: ”ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دے کر بھیجا ہے کہ میں تمہارے لیے نکاح کا پیام دوں۔“

لڑکی نے کہا: ”اگر واقعی تمہیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے تو مجھے یہ رشتہ قبول ہے۔ میں جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ٹالنے والے کے لیے رسوائی کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔“ عمرو بن وہب نے لڑکی کی بات سنی تو بات سمجھ میں آئی۔ وہ اپنے انکار پر سخت پشیمان ہوئے۔ بارگاہ رسالت میں جا کر معافی مانگی اور لڑکی کی شادی سعد الاسود کے ساتھ کر دی۔

نافرمانی کرنا عشق رسول ﷺ کے خلاف ہے

آج داڑھیاں مونڈھی جا رہی ہیں، مونچھیں بڑی بڑی رکھی ہیں، طبلے، سارنگیاں بچ رہی ہیں، جماعت سے نمازیں چھوٹ رہی ہیں اور یہ سب سے بڑے عاشق رسول

ہیں، کیا یہ عشق رسول ہے؟

تعصى الرسول وانت تظهر حبه

هذا لعمري فى القياس بدیع

لو كان حبك صادقا لا طعنه

فان المحب لمن يحب مطیع

”رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہو، اور عشق رسول کا دعویٰ کرتے ہو، اگر تمہارا

عشق سچا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے کیونکہ عاشق تو اپنے محبوب کا فرماں

بردار ہوتا ہے۔“

یہ کیا عشق ہے کہ جماعت کی نمازیں چھوڑ رہے ہیں، مسجدیں خالی ہو رہی ہیں

اور عشق رسول ﷺ کے بلند بانگ دعوے ہو رہے ہیں۔ زبانی عشق کے دعوے قیامت

کے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے کام نہیں آئیں گے بلکہ اعمال کو دیکھا جائے گا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے عبادت قبول نہیں ہوتی

بخاری شریف کی حدیث میں سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کے

بعد کوئی نفل جائز نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بھئی! ہمیں تو اللہ میاں سے محبت کرنی ہے اور

وہ اخلاص کے ساتھ دروازے بند کر کے نفلیں پڑھے اور اخلاص بھی اتنا کہ اسے نہ

نیویں بچے دیکھ رہے ہیں، نہ کوئی مخلوق دیکھ رہی ہے، خالص اللہ کے لیے نفلیں پڑھ رہا

ہے مگر! رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے نہ اس کا اخلاص قبول ہے نہ اس کے نفل قبول ہیں۔

نافرمانی رسول ﷺ کے ساتھ عشق رسول کا دعویٰ باطل ہے

جب بخاری شریف میں سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ، اور تمام زندگی مبارک آپ نے ایک مشت داڑھی رکھی، جملہ انبیاء نے رکھی، تمام صحابہ نے رکھی، اتباع رسول ﷺ یہاں دکھاؤ۔ آپ کے فرمان عالی شان کے پرچے اڑاتے ہو، رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہو اور محبت اور عاشقی کے دعویٰ کرتے ہو، عربی شاعر کہتا ہے تعصى الرسول وانت تظهر حبه ”رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے اور پھر محبت کا اظہار بھی کرتا ہے۔“

گھر میں تصویر لگانے کی حرمت

آہ! آج امت کے لوگوں کا کیا ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ عالیشان کے پرچے اڑا کر محبت کا دعویٰ ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تصویروں کو گھروں میں مت رکھو۔ جہاں تصویریں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ آج امت کے گھر گھر میں تصویریں لگی ہیں لیکن دعویٰ عشق رسول ﷺ میں سب سے آگے ہیں، نافرمانی کے ساتھ یہ کون سی عاشقی ہے؟ کیا محبت کا یہی حق ہے؟

اور صحابہ کرامؓ کی کیا شان تھی کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ کو ناشتہ کی دعوت دی، آپ ناشتہ کے لیے جب ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ گھر میں تصویر تھی، فرمایا کہ عمر ایسے گھر میں ناشتہ نہیں کرے گا جس میں نافرمانی رسول ہو رہی ہو، حضور ﷺ کے فرمان

عالیشان کی خلاف ورزی کی جا رہی ہو، ہم ایسے ناشتہ سے باز آئے۔ یہ محبت ہے اس کا نام عشق ہے۔

آج امت کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے وظیفے خوب پڑھ رہے ہیں لیکن گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں ہے۔ ایک مرنے والے پر سورۃ یٰسین کے کئی ختم ہوئے مگر اس کی روح نہیں نکلی، ڈاکٹر عبدالحیؒ نے خود مجھ سے فرمایا کہ وہ لوگ مجھے لے گئے تھے کہ تین دن ہو گئے ہیں مگر روح نہیں نکل رہی ہے، حالانکہ ہزار دفعہ یٰسین شریف پڑھی جا چکی ہے، میں نے دیکھا کہ وہاں لیاقت علی خان کی تصویر لگی ہوئی تھی، میں نے کہا کہ تصویر رکھے ہوئے سورہ یٰسین کے ذریعے فرشتے گھر میں کیسے آئیں گے؟ لہذا ابھی تصویر نکالو، چنانچہ جیسے ہی تصویر ہٹائی گئی فوراً ہی روح نکل گئی۔ تو عشق رسول نام ہے اتباع رسول ﷺ کا، سنت پر جان دے دو چاہے دنیا کچھ ہی کہتی رہے اور آپ کا کتنا ہی مذاق اڑائے۔ آج ہمارے زوال کی سب سے بڑی وجہ سنت رسول ﷺ کی توہین کرنا ہے۔ کبھی توہین عمل سے ہوتی ہے کبھی توہین زبان سے ہوتی ہے اور کبھی توہین سوچ کے ذریعے ہوتی ہے کہ یورپی اور کافرانہ تہذیب پر عمل ہو رہا ہے اور اس کو مجبوری بتایا جا رہا ہے۔ فرنگی لباس اور ٹائی جو کہ کافروں کا شیوہ ہے وہ پہنا جا رہا ہے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمل سے تکلیف پہنچائی جا رہی ہے۔ کبھی سنت رسول ﷺ کی توہین ہو رہی ہے کہ داڑھی سنت ہی تو ہے کون سا فرض ہے۔ کیا کوئی یہ بات نبی اکرم ﷺ کے سامنے کہہ سکتا ہے۔ کبھی یورپی اور کافرانہ تہذیب کو حسرت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ اور اس طرح اپنی سوچ کی ذریعے سنت رسول ﷺ کی توہین کر رہے ہیں۔

تا شعائرِ مصطفیٰ از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت

”جب سے مسلمانوں نے نبی اکرم ﷺ کے طریقے اور شعائر چھوڑے ہیں تو اپنی ترقی اور بقا کے راز کو بھول گئی ہے۔“

ٹخنے چھپانا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہے

بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْأَزَارِ فِي النَّارِ

”جس کا ٹخنہ اوپر سے آنے والے لباس مثلاً شلوار، پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھپا رہے گا، اتنا حصہ جہنم میں جلے گا۔“ دوسری حدیث میں اضافہ ہے کہ ”جو تکبر سے ایسا کرے گا۔“

اس حدیث کو لے کر آج لوگ خوب ہوشیاریاں اور چالاکیاں دکھا رہے ہیں کہ صاحب میرا ٹخنہ تکبر کی وجہ سے نہیں ڈھکا ہوا۔ حالانکہ کبھی کسی صحابی نے ٹخنہ نہیں ڈھکا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا پیٹ ذرا نکلا ہوا تھا اس لیے آپ کا پاجامہ لٹک جاتا تھا لیکن آپ ہر وقت اس کو اہتمام سے اوپر کرتے رہتے تھے اور وحی الہی سے سرور عالم ﷺ کی زبان رسالت سے اس بات کا اعلان ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ تکبر سے پاک ہیں، آج کے زمانہ میں کس کو سرور عالم ﷺ نے مستثنیٰ فرمایا؟ کس کے لیے وحی نازل ہوئی؟ لہذا جو لوگ ٹخنے ڈھک رہے ہیں وہ حضور ﷺ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔

بیوی کو دیکھ نہ مسکرانا سنت کی نافرمانی ہے

آپ ﷺ عشاء کے بعد مسکراتے ہوئے گھر تشریف لایا کرتے تھے، یہ بھی سنت ہے لہذا جب اپنے گھروں میں داخل ہوں تو سلام کریں اور مسکراتے ہوئے داخل ہوں۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ہاتھ میں تسبیح لیے، آنکھ بند کیے ہوئے، منہ پھلائے ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب بایزید بسطامیؒ سے کم نہیں ہیں، مسکرانا کیا جانیں؟ دوستوں میں تو ہنسیں بولیں گے، لیکن بیوی بیچاری بات کرنے کو ترستی ہے، وہاں جا کے بالکل سنجیدہ اور تختہ بیٹھنے والے بن گئے، حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اس وقت آنکھ بند نہیں کرنی چاہیے بلکہ مسکراتے ہوئے اپنی بیوی اور گھر والوں کو السلام علیکم کہو۔ بعض لوگ اس لیے غصہ میں رہتے ہیں کہ اگر ہم ہنس دیں گے، مسکرا دیں گے تو بیوی کے اوپر ہمارا رعب نہیں رہے گا، لہذا وہ منہ پھلا کر، آنکھیں سرخ کیے ہوئے متکبر کی طرح گھر میں داخل ہوتے ہیں، یہ بھی حرام ہے اور سنت کے خلاف زندگی ہے، سرور عالم ﷺ کی سنت پر عمل کرو تا کہ کامیابی نصیب ہو۔

داڑھی منڈھانے والوں سے حضور ﷺ کا اظہارِ نفرت

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ ایک مشت داڑھی تینوں طرف سے رکھنا واجب ہے یعنی دائیں طرف سے، بائیں طرف سے اور سامنے سے لہذا اگر قیامت کے دن سرور عالم ﷺ یہ دریافت فرمائیں کہ اے میرے امتی! تو نے میرے چہرے میں کیا عیب پایا کہ میری جیسی شکل نہیں بنائی تو بتائیں ہم لوگ کیا جواب دیں گے؟ جبکہ زندگی مبارک میں آپ ﷺ کو

داڑھی منڈھی شکلوں سے سخت نفرت تھی۔ ایک مرتبہ ایران کے دو سفیر آپ کے سامنے حاضر ہوئے جن کی داڑھی منڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں، آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک نفرت سے پھیر لیا۔ چنانچہ اگر قیامت کے دن ایسی شکل بنانے پر ہم سے نفرت سے چہرہ مبارک پھیر لیا تو شفاعت کے امیدوارو! کہاں جاؤ گے؟ کس کو خوش کر رہے ہو، بیویوں کو خوش کر رہے ہو یا اپنا نفس خوش کر رہے ہو؟

بڑی مونچھیں رکھنے پر وعید

حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے اپنی مونچھوں کو بڑھایا:

لَمْ يَنْلُ شَفَاعَتِي وَلَمْ يُرِدْ عَلَى حَوْضِي وَيَبْعَثَ اللَّهُ الْمُنْكَرَ وَالنَّكِيرَ فِي غَضَبٍ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ إِنْ لَمْ يَتُبْ

”میری شفاعت سے محروم کر دیا جائے گا اور حوضِ کوثر پر نہیں آنے پائے گا اور سوال جواب کے لیے قبر میں منکر نکیر کو غصے میں بھیجا جائے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے اگر توبہ کیے بغیر مر گئے۔“

نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کرنے والوں کی عبرت ناک سزا

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے (ازراہ تکبر) کہا میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب طاقت نہ ہوگی۔ اس کے بعد پھر وہ منہ تک سیدھا ہاتھ نہ اٹھا سکتا تھا۔

سنت کی نافرمانی کی سزا

ایک ٹرک ڈرائیور نے کھانے کے لیے ایک ہوٹل کے قریب اپنا ٹرک کھڑا کیا۔ نیچے اتر کر اس نے ٹرک کے ٹائر چیک کیے اور پھر کھانا کھایا۔ ڈرائیور کھانا کھاتے ہی مر گیا۔ حالانکہ اسی ہوٹل سے اور لوگوں نے بھی کھانا کھایا لیکن انہیں کچھ نہ ہوا۔ بہت سوچ و بچار اور کھوج کے بعد معلوم ہوا کہ مرحوم نے ٹائروں کو چیک کرنے کے لیے ان پر ہاتھ لگایا تھا۔ وہاں ایک زہریلا سانپ کچلا ہوا تھا اور اس کا تازہ زہر ٹائر پر لگا ہوا تھا اور وہی زہر ہاتھوں پر لگ گیا اور ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے زہر کھانے میں شامل ہو کر اس کی موت کا سبب بن گیا۔

سنتِ نبوی ﷺ ہے کہ پانی کو دیکھ کر پیئیں :

ملتان نشتر ہسپتال میں ایک نوجوان کا آپریشن ہوا اس کے معدے سے ایک کھجوا نما بلا نکلے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ یہ پانی کے ذریعے اندر گئی تھی اور مریض بھی فوت ہو گیا۔

U.S.A میں ایک مسلم بچہ غیر مسلموں کے ساتھ پڑھتا تھا اس کا دوست بھی غیر مسلم تھا۔ مسلم بچے نے جب پانی پیا تو بیٹھ کر اور دیکھ کر پیا تھا، غیر مسلم بچے نے پوچھا کہ آپ پانی کو کیوں دیکھ کر پی رہے ہو تو اُس نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی بتایا ہے کیونکہ اس کے بڑے فائدے ہیں اور ہمارے نبی ﷺ کی سنت بھی ہے۔

غیر مسلم بچے کو رات کو پیاس لگی اس نے اپنی ماں سے پانی مانگا۔ ماں نے پانی گلاس میں ڈال کر دیا پھر بچے نے اصرار کیا کہ امی لائٹ آن کریں۔ ماں نے کہا بیٹا

پانی بالکل صاف ہے، ابھی فرج سے لیا ہے، ضد نہ کرو، پی لو۔ کہا امی پہلے لائٹ آن کریں پھر پیوں گا۔ بچے کی ضد پر ماں نے لائٹ آن کر دی۔ بچے نے پانی کو دیکھا اور چیخ ماری کہ امی اس میں تو بچھو ہے۔ ماں بہت حیران ہوئی اور بچے سے پوچھا آپ لائٹ آن کرنے کی کیوں ضد کر رہے تھے۔ پھر اس نے سارا واقعہ بتایا کہ اس طرح میرے ساتھ ایک مسلم بچہ پڑھتا ہے وہ پانی دیکھ کر پی رہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہو تو اس نے کہا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے ہمارے مذہب میں ہے۔ اس لیے میں آپ کو کہہ رہا تھا کہ لائٹ آن کریں۔ اگر آپ نہ کرتی تو یہ مجھے نقصان پہنچاتا۔ اس کی ماں نے کہا بیٹا مجھے اپنے اس دوست سے ملو او۔ چنانچہ وہ اپنی امی اور ابو کے ساتھ اپنے دوست کے گھر گیا، وہاں جا کر ان سب نے اسلام قبول کر لیا کہ یہ کتنا اچھا مذہب ہے۔

نافرمانی کا ایک عبرتناک واقعہ:

دور نبوی ﷺ میں ایک شخص ثعلبہ بن ابی حاطب تھا۔ اس نے نبی اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اس کے لیے مالی وسعت کی دعا فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کر سکو وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم حق ادا نہ کر سکو۔“

اس نے پھر وہی درخواست دہرائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے ثعلبہ! کیا تو اللہ کے نبی کی حالت اپنانے پر راضی نہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں چاہوں کہ سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں تو وہ چلنے پر تیار

ہو جائیں (مگر مجھے پسند نہیں)۔“

یہ سن کر ثعلبہ بولا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے، اگر آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کر دی اور مجھے اللہ نے مال دے دیا تو میں ضرور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دوں گا، تو آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی:

اللهم ارزق ثعلبة مالا ”اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا فرما۔“

چنانچہ ثعلبہ نے کچھ بکریاں پال لیں تو ان میں کیڑے مکوڑوں کی طرح زیادتی ہوئی تا آنکہ مدینہ کی رہائش اس کے لیے تنگ پڑ گئی۔ چنانچہ وہ آبادی سے ہٹ کر قریب کی ایک وادی میں مقیم ہو گیا۔ اور صرف دن کی دو نمازیں ظہر اور عصر مسجد نبوی میں پڑھتا تھا۔ بقیہ نمازوں میں نہیں آتا تھا۔ پھر بکریاں اور زیادہ بڑھ گئیں کہ وہ وادی بھی تنگ پڑنے لگی تو وہ اور دور چلا گیا کہ ہفتہ میں صرف جمعہ کی نماز کے لیے مدینہ آیا کرتا تھا۔ تا آنکہ یہ معمول بھی چھوٹ گیا۔ اب جو قافلے راستے سے گزرتے تھے ان سے مدینہ کے حالات معلوم کرنے ہی پر اکتفاء کرتا تھا۔

اسی دوران ایک روز آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ ”ثعلبہ کہاں ہے؟“ تو لوگوں نے بتایا کہ اس نے بکریاں پال لیں تھیں وہ اتنی بڑھیں کہ اس کے لیے مدینہ میں رہنا مشکل ہو گیا چنانچہ وہ دور چلا گیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: یا ویح ثعلبہ ”ہائے ثعلبہ کی تباہی۔“

پھر جب صدقات وصول کرنے کا حکم نازل ہوا تو آنحضرت ﷺ نے قبیلہ جہدہ اور بنو سلیم کے دو آدمیوں کو ثعلبہ اور ایک سلمیٰ شخص کا صدقہ وصول کرنے بھیجا، وہ دونوں

سفر پہلے ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا اور آنحضرت ﷺ کی تحریر پڑھ کر سنائی۔ وہ بولا یہ تو جزیہ (ٹیکس) ہے۔ میں نہیں جانتا یہ کیا ہے؟ اور اب تم جاؤ دوسروں سے نمٹ کر میرے پاس آنا۔

وہ دونوں اس کے بعد سلمیٰ شخص کے پاس گئے، اس نے بطیب خاطر جو حق بنتا تھا وہ بہتر انداز میں عطا کیا پھر اور لوگوں سے صدقات وصول کر کے واپسی میں پھر وہ ثعلبہ کے پاس آئے۔ اس نے اب بھی انہیں ٹیکس کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ جاؤ میں سوچوں گا۔ وہ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ابھی روداد سنائی بھی نہ تھی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثعلبہ کے بارے میں یا ویح ثعلبہ ”ثعلبہ پر افسوس ہے“ فرمایا اور سلمیٰ شخص کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ چونکہ ثعلبہ نے صدقہ سے انکار کر کے اپنے اس وعدہ اور معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی جو اس نے پیغمبر ﷺ کے سامنے کیا تھا کہ میں مال کا حق ادا کروں گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اس کے اس فعل کی مذمت فرمائی۔

جب یہ خبر ثعلبہ کو پہنچی تو وہ اپنا صدقہ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور اسے قبول کرنے کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرما دیا ہے، تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈال کر اظہار افسوس کرنے لگا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے عمل بد کی نحوست ہے، تو نے میری بات کیوں نہیں مانی؟ یہ سن کر وہ واپس چلا آیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے سامنے اپنا مال پیش

کیا مگر ان سب حضرات نے بھی یہ کہہ کر اس کا مال لینے سے انکار کر دیا کہ جب آنحضرت ﷺ نے قبول نہیں کیا تو ہم کیسے قبول کر سکتے ہیں۔

(اللہ کے نافرمانوں کے عبرتناک انجام)

نافرمان قوموں کی تباہی کے بارے میں قرآن پاک بھرا ہوا ہے جنہوں نے نافرمانیاں کیں وہ کتنی بڑی بڑی سزاؤں کے مستحق ہوئے جس طرح نافرمان بندے سے اللہ خوش نہیں ہوتے.....

نافرمان اولاد سے ماں باپ خوش نہیں ہوتے.....

نافرمان شاگرد سے استاد خوش نہیں ہوتے.....

اسی طرح نافرمان امت سے نبی اکرم ﷺ خوش نہیں ہوتے۔

جس نے نبی ﷺ کا دل دکھایا نافرمانی کی وہ کسی طرح فلاح نہیں پاسکتا۔ ہم دن میں بھی اللہ کے نبی ﷺ کی نافرمانیاں کرتے ہیں اور رات میں بھی۔ جیسے

نبی ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ کر کھانا کھاؤ مگر ہم کھڑے ہو کر کھاتے ہیں.....

نبی ﷺ نے فرمایا پانی بیٹھ کر پیو لیکن ہم کھڑے ہو کر پیتے ہیں.....

نبی ﷺ نے فرمایا کہ دائیں طرف سے کپڑا پہنو مگر ہم اس کے خلاف کرتے ہیں.....

نبی ﷺ نے فرمایا کہ دائیں طرف سے جوتا پہنو مگر ہم اس کے خلاف کرتے ہیں.....

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جوتا کپڑا جھاڑ کر پہنو مگر ہم اس پر عمل نہیں کرتے.....

نبی ﷺ نے فرمایا کہ داڑھی رکھو مگر ہم روزانہ شیو کر کے نبی ﷺ کی نافرمانی

کرتے ہیں.....

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مرد بخنوں سے اوپر شلوار رکھیں مگر ہماری شلواریں نیچے

ہوتی ہیں.....
 نبی ﷺ نے موسیقی سے منع فرمایا مگر ہمارے کان موسیقی سن سن کر تھکتے نہیں.....
 نبی ﷺ نے فرمایا کہ نگاہ کی حفاظت کرو مگر ہم نامحرموں کو سر سے پاؤں تک دیکھتے
 ہیں۔ اور کچھ نہیں تو تین تین گھنٹے ٹی وی کیبل ڈش پر بیٹھ کر نامحرموں کو دیکھ کر نبی ﷺ کی
 نافرمانیاں کرتے ہیں۔

ایسی بے شمار نافرمانیاں ہیں جو ہم دن رات کرتے ہیں ہمیں احساس بھی نہیں ہوتا
 ۔ اگر ہمارا بچہ، شاگرد، نوکر یا ماتحت کسی دن ہماری اتنی نافرمانی کرے تو ہمیں کیسا لگے
 گا؟ خدا را اگر آپ چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہو تو پہلے نبی ﷺ کی
 نافرمانیوں کو چھوڑ کر نبی ﷺ کا دل خوش کریں پھر انشاء اللہ تعالیٰ زیارتِ رسول ﷺ
 نصیب ہوگی۔

ہر قول و فعل حضرت محبوب کبریا
 تا حشر خلق کے لیے دستور ہو گیا

سر کا ﷺ کو ہر حال میں فرقت کے غموں سے
 آہوں کے ذریعہ سے خبر کرتے رہیں گے
 جب تک کہ نہ ہوگا ہمیں دیدارِ مدینہ
 ہم اشکوں سے دامن یونہی تر کرتے رہیں گے

باب: 9



نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

مدحت سرور دو جہاں ﷺ کے لیے ، صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو
فنِ شعری ہے اقبالِ اپنی جگہ ، نعت کہنے کو خونِ جگر چاہیے

نعتیہ اشعار کے ذریعے زیارت رسول ﷺ

حمد و نعت کے اشعار اور عارفانہ اشعار سننا گویا عبادت ہے، آپ اشعار سنئے لیکن حدود شریعت نہ ٹوٹنے پائے۔ علامہ قرطبی تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں کہ خود حضور ﷺ نے ایک صحابی سے فرمائش کی کہ فلاں شاعر حکیمانہ شعر کہتا ہے، اس کا کوئی شعر تم کو یاد ہو تو سناؤ؟ انہوں نے ایک شعر سنا دیا، آپ ﷺ نے فرمایا اور سناؤ پھر اور سنایا، صحابی کہتے ہیں حتیٰ کہ انشدت مائۃ بیت میں نے سرور عالم ﷺ کو سوا اشعار سنائے۔ آپ کو معلوم ہے کہ کئی صحابہ شاعر تھے، جنہوں نے حضور ﷺ کی محبت میں نعت شریف کہی۔ خود حضرت عائشہؓ نے آپ کی محبت میں دو شعر کہے ہیں اور کیسے پیارے شعر ہیں:

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْأَفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِي خَيْرٌ مِّنَ الشَّمْسِ السَّمَاءِ
فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدَ الْفَجْرِ
وَشَمْسِي طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشَاءِ

”ایک میرا سورج ہے اور ایک آسمان کا سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے کہ ان کے صدقے میں سورج اور چاند پیدا ہوئے، آسمان کا سورج نماز فجر کے بعد نکلتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے۔“

شرکیہ نعتوں کے سننے سے پرہیز کرنا:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قصبہ باغ جھنگ میں ہمارے حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کی موجودگی میں کسی نعت خواں نے شرکیہ نعت پڑھی تو

ہگواری کا اظہار فرمایا کہ کیا ہم بھی بدعتیوں کی طرح شرکیہ نعتیں سنیں گے؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، اسے تو خود حضور ﷺ بھی کبھی پسند نہیں کریں گے۔ اگر حضور ﷺ سنتے تو ناراض ہوتے کہ اللہ وحدہ لا شریک کا مجھے شریک ٹھہراتے ہو؟ شرک ایسا گناہ ہے جس کا معاف ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

حضور ایسا کوئی انتظام ہو جائے

سلام کے لیے حاضر غلام ہو جائے

میں صرف دیکھ لوں اک بار صبحِ طیبہ کو

بلا سے پھر میری دنیا میں شام ہو جائے

تجلیات سے بھر لوں میں اپنا کاسہ جاں

کبھی جو ان کی گلی میں قیام ہو جائے

حضور آپ جو چاہیں تو کچھ نہیں مشکل

سمٹ کے فاصلہ یہ چند گام ہو جائے

مزا تو جب ہے فرشتے یہ قبر میں کہہ دیں

صبحِ مدحتِ خیر الانام ہو جائے

جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی حاصل
 اے عشقِ نبی میرے دل میں بھی سما جانا
 مجھ کو بھی محمد ﷺ کا دیوانہ بنا جانا
 قدرت کی نگاہیں بھی جس کے چہرے کو تکتی تھیں
 اس چہرہٴ انور کا دیدار کرا جانا
 دیدارِ محمد ﷺ کی حسرت تو رہے باقی
 بجز اس کے ہر اک حسرت اس دل سے مٹا جانا
 جو رنگ کہ جائی پہ رومیٰ پہ چڑھایا تھا
 اس رنگ کی کچھ رنگت مجھ پر بھی چڑھا جانا
 جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی ﷺ حاصل
 اے عشق! کبھی مجھ کو نیند ایسی سلا جانا
 دنیا سے ریاض ہو جب عقبیٰ کی طرف جانا
 داغِ غم احمد ﷺ سے سینے کو سجا جانا

مدینے کے والی

دل میں ارمان بس اک یہی ہے لب پہ ہر وقت ہیں یہ دعائیں
 تاجدارِ دو عالم ہمیں بھی خواب میں اپنا جلوہ دکھائیں
 ہوگی کب آرزو اپنی پوری کب مٹے گی جو حائل ہے دوری
 بہرِ بطحا تڑپتے ہیں ہر دم ، سوئے بطحا ہمیں بھی بلائیں
 اب وہیں پر ہو اپنا ٹھکانہ ختم ہو زیست کا واں فسانہ
 کاش آجائے ہم کو بلاوا! سر کے بل چل کے طیبہ کو جائیں
 آپ ﷺ سے دور کب تک رہیں گے کب تک ہجر کا غم سہیں گے
 اشک آنکھوں سے کب تک بہیں گے پاس اپنے ہمیں بھی بلائیں
 چین اک پل بھی آتا نہیں ہے دل نہیں اپنا لگتا نہیں ہے
 راس آئیں گی ہم کو فقط اب قریہ مصطفیٰ ﷺ کی فضا میں
 نیکیوں سے مدینے کے والی ﷺ! اپنا دامن ہے بالکل ہی خالی
 تھام کر کیوں نہ روضے کی جالی ہم بھی اشکِ ندامت بہائیں
 (نیاز سواتی)

میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے
 نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
 جسے چاہے اس کو نواز دے یہ درِ حبیب کی بات ہے
 جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
 یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے
 وہ بھٹک کے راہ میں رہ گئی یہ مچل کے در سے لپٹ گئی
 وہ کسی امیر کی شان تھی ، یہ کسی غریب کی بات ہے
 میں بروں میں لاکھ برا سہی ، مگر ان سے ہے میرا واسطہ
 میری لاج رکھ لے میرے خدا ، یہ تیرے حبیب کی بات ہے
 تجھے اے منور بے نوا ، درِ شہمہ سے چاہیے اور کیا
 جو نصیب ہو کبھی سامنا ، تو بڑے نصیب کی بات ہے

اس نے نبی کی امت سے ہمیں پیدا کیا سبحان اللہ

اے دوستو سب مل کے کہو اپنے رب کو یاد کرو

اس نے نبی کی امت سے ہمیں پیدا کیا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

گلشن گلشن مہک اٹھے ارض و سما سب چمک اٹھے

صل علیٰ کے ترانوں سے ہر سو پرندے چمک اٹھے

کون ہے کس کی آمد پر، ہے چرچا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

واللیل سیاہی زلفوں کی چہرہ والضحیٰ اس کا

سارے جہاں کا پیارا ہے آپ محبت ہے خدا اس کا

رب نے بنایا جب اس کو خود آپ کہا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

جو تیرا ہے وہ میرا ہے جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں

سب تیروں کو بخشوں گا کچھ غم نہ کر محبوب حسین

تو چاہتا کیا ہے عبد میرے ذرا لب تو ہلا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

جیسے چاند سجا ہے تاروں سے یوں بزم جی تیرے یاروں سے

صدیق، عمر، عثمان، علی مجھے پیار ہے تیرے پیاروں سے

قرآن میں رب نے صحابہؓ کا بڑا ذکر کیا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

جب حوضِ کوثر پر آقا تقسیم کریں گے خود ساغر

ساتھ ان کے خادم بھی ہوں گے صدیق عمر عثمان حیدر

فرمائیں گے آقا پھر سیفی تو نعت سنا سبحان اللہ

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ.....

مدینے سے ہم جانثاروں کی دوری

قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

جہاں روضہ پاک خیر الوریٰ ہے، وہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

کہاں میں کہاں وہ مدینے کی گلیاں یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

ﷺ کی عظمت کو کیا پوچھتے ہو، وہ صاحبِ قاب تو سیں ٹھہرے

بشر کی سرِ عرش مہماں نوازی، یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے، جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے

اسے اور کیا نام دے گا زمانہ، وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

شفاعت قیامت کے تابع نہیں ہے، یہ چشمہ تو روزِ ازل سے ہے جاری

خطا کار بندوں پہ لطفِ مسلسل، شفاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

قیامت کا اک دن معین ہے لیکن، ہمارے لیے ہر نفس ہے قیامت

مدینے سے ہم جانثاروں کی دوری، قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

تم اقبال یہ نعت کہہ تو رہے ہو مگر یہ بھی سوچا کہ کیا کر رہے ہو

کہاں تم کہاں مدحِ ممدوحِ یزداں، یہ جرأت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

سارے مل کر یہ مانگو دعائیں ہم جلدی مدینے کو جائیں
سارے نبیوں کے رتبے بڑے ہیں، میرے آقائے ﷺ کا منصب جدا ہے
وہ امامِ صفِ انبیاء ہیں، ان کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے
کوئی لفظوں سے کیسے بتا دے، ان کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے، صرف اللہ ہی ان سے بڑا ہے
وہ جو اک شہر نور الہدیٰ ہے، جلوہ گاہوں کا اک سلسلہ ہے
جس کی ہر صبح شمس الضحیٰ ہے، جس کی ہر شام بدر الدجی ہے
نام جنت کا تم نے سنا ہے، میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
میں یہاں سے تمہیں کیا بتا دوں، میرے آقائے ﷺ کی مسجد کیا ہے
پیشواؤں کے جو پیشوا ہیں، اک لقب جن کا صدرِ العلیٰ ہے
کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں، بابِ جبریل میرا پتہ ہے
سارے مل کر یہ مانگو دعائیں ہم جلدی مدینے کو جائیں
ہے ہمارے لیے یہ تو مشکل میرا اللہ تو مشکل کشا ہے

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے چھوڑ آیا ہوں

زہے مقدر حضورِ حق سے سلام آیا ، پیام آیا
جھکاؤ نظریں ، بچھاؤ پلکیں ادب کا اعلیٰ مقام آیا

یہ کون سر پر کفن لپیٹے چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا

فضا میں لبیک کی صدائیں زفرش تا عرش گونجتی ہیں
ہر اک قربان ہو رہا ہے زبان پہ یہ کس کا نام آیا

یہ کہنا آقا بہت سے عاشق تڑپتے چھوڑ آیا ہوں
بلاوے کے منتظر ہیں لیکن نہ صبح آیا نہ شام آیا

خدا ترا حافظ و نگہباز او راہ بطحا کو جانے والے
نوید صد انبساط بن کر پیام دار السلام آیا

یہ راہِ حق ہے سنبھل کے چلنا یہاں ہے منزل قدم قدم پر
پہنچنا در پر تو کہنا آقا سلام لیجئے غلام آیا

دعا جو نکلی تھی دل سے آخر پلٹ کے مقبول ہو کے آئی
وہ جذبہ جس میں تڑپ تھی سچی ، وہ جذبہ آخر کو کام آیا

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا

ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

سرکارِ دو عالم ﷺ کے ربخ پر انوار کا عالم کیا ہوگا

جب زلف کا ذکر ہے قرآن میں ، رخسار کا عالم کیا ہوگا

معراج کی شب جب اللہ نے محبوب ﷺ کو اپنے بلوایا

سوچو تو سہی ان دونوں میں گفتار کا عالم کیا ہوگا

ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ اور سارے صحابہؓ دوزانو

جب بیٹھتے ہوں گے مجلس میں دربار کا عالم کیا ہوگا

کھائی ہیں قسمیں خود قرآن میں ، اصحاب کے دوڑتے گھوڑوں کی

اصحاب کا جب یہ عالم ہو ، سرکار کا عالم کیا ہوگا

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی

یہ شان ہے خدمت گاروں کی ، سردار کا عالم کیا ہوگا

جب شمع رسالت روشن ہو کیونکر نہ جلے پروانہ دل

جب رشکِ مسیحا آجائیں ، بیمار کا عالم کیا ہوگا

اللہ غنی سبحان اللہ ، کیا خوب ہے روضے کا نقشہ

محرابِ حرم کا ، جالی کا ، مینار کا عالم کیا ہوگا

کہتے ہیں عرب کے ذروں پر انوار کی بارش ہوتی ہے

اے جہم نہ جانے طیبہ کے گلزار کا عالم کیا ہوگا

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا مجھ کو دردِ الفت ، کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل ، حضور ﷺ کی بندہ پروری ہے
عمل کی اپنے اساس کیا ہے ، بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت ، میرا تو بس آسرا یہی ہے
بشر کہیے نذیر کہیے ، انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بسر ہے کلامِ ربی ، وہ میرے آقا کی زندگی ہے
تجلیوں کے کفیل تم ہو ، مرادِ قلبِ خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو ، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
انہی کے در سے خدا ملا ہے ، انہی سے اس کا پتہ چلا ہے
وہ آئینہ جو خدا نما ہے جمالِ حسنِ حضور ہی ہے

نبی ﷺ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰ ﷺ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے

زباں پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی ﷺ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمد ﷺ ہے ، یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

یہ دربارِ رسالت ہے ، یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

ارے او نا سمجھ! قربان ہو جا ان کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

جو ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامد
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

پھر کروں عرض آقا غلام آگیا

جب زبان پر محمد ﷺ کا نام آگیا
آسمان سے درود و سلام آگیا
سوزِ فرقت سے دل جب پریشاں ہوا
لب پہ لا تقنطوا کا پیام آگیا
جب بڑھی حد سے دیدار کی تشنگی
رو برو میرے ماہِ تمام آگیا
ان کی محفل کا جب بھی تصور کیا
ہاتھ سر وحدت کا جام آگیا
فاصلے خواب ہی خواب میں طے ہوئے
آنکھ کھولی باب السلام آگیا
کاش پھر حاضری کی اجازت ملے
پھر کروں عرض آقا غلام آگیا
جب مدینہ میں پہنچوں فضا گونج اٹھے
لوگو شیدائے خیر الانام آگیا
جب زبان پر محمد ﷺ کا نام آگیا
آسمان سے درود و سلام آگیا

قرب حاصل ہو تب لطف جینے میں ہے

کملی والے کا روضہ مدینے میں ہے
قرب حاصل ہو ، تب لطف جینے میں ہے

اللہ اللہ مدینے کے شام و سحر
کتنی رونق وہاں ہر مہینے میں ہے
آج تک وہ کسی میں نہ پائی گئی
بات جو مصطفیٰ ﷺ کے قرینے میں ہے

مجھ کو آغوشِ رحمت میں لے لیجئے
یارب یہ تڑپ میرے سینے میں ہے
جس نے مانگا طلب کے سوا مل گیا
کیا کی مصطفیٰ ﷺ کے خزینے میں ہے
میرے آقا ﷺ کا روضہ مدینے میں ہے
قرب حاصل ہو ، تب لطف جینے میں ہے

میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے
 بُ احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
 میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں ہے
 جنت میں بھی ایسی خوشبو نہیں
 جیسی خوشبو نبی ﷺ کے پسینے میں ہے
 وہ مزا کسی اور پانی میں نہیں
 جو مزا آب زمزم کے پینے میں ہے
 جس طرف میں جھکا اس طرف ہے کعبہ
 لطف جنت سے بڑھ کر مدینے میں ہے
 کیا مقدر ہے ابوبکرؓ و فاروقؓ کا
 جن کا گھر رحمتوں کے خزانے میں ہے

وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیغام آئے
 نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
 وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیغام آئے
 جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر
 سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے
 وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
 وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے
 پر پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو
 ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے
 وہ آئے جب تو دنیا اس طرح سے جگمگا اٹھی
 کہ خورشید درخشاں جس طرح بالائے بام آئے
 خدا شاہد یہ ان کے فیضِ صحبت کا نتیجہ تھا
 شہنشاہ گر پڑے قدموں میں جب ان کے غلام آئے
 وہ ہیں بے شک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
 جہاں دیکھو خدا کے نام کے ساتھ ان کا نام آئے
 بروزِ حشر امین جب نفسا نفسی کا سماں ہوگا
 وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

ارادہ ہو مدینے کا تو عشقِ نبوی ﷺ پیدا کر
 بلاو اب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا
 تڑپ کر ڈیوں دلِ مضطر کا مر جانا نہیں اچھا
 کوئی نیکی نہیں اپنی ، ڈروں کیوں کر نہ مرنے سے
 سفر کا جب نہ ہو ساماں ، سفر جانا نہیں اچھا
 ارادہ ہو مدینے کا تو عشقِ نبوی ﷺ پیدا کر
 تعلق ہو نہ جن سے ، ان کے گھر جانا نہیں اچھا
 ٹھکانہ گور تیرا ، عبادت کچھ تو کر بندے
 کہاوت ہے کہ خالی گھر جانا نہیں اچھا
 بلاو اب تو اے آقا ٹھہر جانا نہیں اچھا
 تڑپ کر یوں دلِ مضطر کا مر جانا نہیں اچھا

کر اپنے حبیب ﷺ دا عشق عطا سارے جگ توں بے نیاز چا کر
 ملے قطرہ عشق محمد ﷺ دا بنی تخت شاهی دی لوڑ نہیں
 دل مست رہے وچ مستی دے بنی عقل دانائی دی لوڑ نہیں
 میڈے قلب سیاہ گناہ گار دے وچ تیڈی یاد دا ڈیوا بلدا رہے
 پھر ایں جگ اُوں جگ قبر حشر کسے بنی روشنائی دی لوڑ نہیں
 کر اپنے حبیب ﷺ دا عشق عطا سارے جگ توں بے نیاز چا کر
 سر جھکدا رہے تیرے در اُتے در در دی گدائی دی لوڑ نہیں
 ایں عبد دا عرض قبول تھیوے دربارِ الہی دے اندر
 لوں لوں وچ ہووے عشق نبی ﷺ کسی بنی آشنائی دی لوڑ نہیں

جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

بات میں سناواں اک ایسے نازنین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 اس دے جمال وانگوں کسے دا جمال نہیں
 اس باکمال دی کوئی ملدی مثال نہیں
 کھج لیندی دل ہر ادا نازنین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 آپ وی ہے سوہنا ، اوہدی سیرت وی سوتی ہے
 ہر گل بات اوہدی بڑی من موہنی ہے
 شیریں گفتار اس صادق الامین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 والضحیٰ دا چہرہ ، اوہدے چہرے دی کی بات اے
 زلفاں دے کولوں شرما جاندی رات اے
 سچے دستار اوہنوں طہ یسین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 اوہنوں جہاں تکیا ، اوسے دے ہو کے رہ گئے
 بھل سکیاں شاہیاں ، آکے قدماں وچ بہہ گئے
 ملی خوشخبری انہاں نوں علیین دی

جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 ویکھیا جے یوسف نوں انگلیاں کنیاں
 آقا دے دیوانیاں نے جاناں وار سٹیاں
 پیار دی اخیر ویکھی اوہدے عاشقین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 بن کے آیا پیشوا خدا دی خدائی دا
 ڈنکا دو جہان وچ اوہدی مصطفائی دا
 ملی اوہنوں شاہی آسمان تے زمین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی
 کوئی نہ احاطہ یارو جس دی صفات دا
 اظہر امیدوار جس دی شفاعت دا
 شان اے نرالی رحمۃ للعالمین دی
 جگ دے حسیناں کولوں ودھ کے حسین دی

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
 مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
 جبین افسردہ افسردہ ، قدم لرزیدہ لرزیدہ
 چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
 نظر شرمندہ شرمندہ ، بدن لرزیدہ لرزیدہ
 کہاں میں اور کہاں اس روضۂ اقدس کا نظارہ
 نظر اس سمت اٹھتی ہے ، مگر درزیدہ درزیدہ
 مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
 ہوا پاکیزہ پاکیزہ ، فضا سنجیدہ سنجیدہ
 بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
 مدینہ ہم نے دیکھا ہے ، مگر نادیدہ نادیدہ
 وہی اقبال جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
 فراقِ طیبہ میں پھرتا ہے ، اب رنجیدہ رنجیدہ

ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
 فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
 ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
 جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا
 بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
 سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے
 خود ہی پلکوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
 ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
 اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
 ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے
 ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
 نامِ آقا ﷺ جہاں بھی لیا جائے گا
 ذکر ان کا جہاں بھی کیا جائے گا
 نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا
 ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے
 اے مدینے کے زائرِ خدا کے لیے
 داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سنا

بات بڑھ جائے گی ، دل تڑپ جائے گا
 میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے
 ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر
 کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر
 ہم کو اقبال جب بھی اجازت ملی
 ہم بھی آقا ﷺ کے دربار تک جائیں گے

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ

ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود!

فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب!

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے

عقل غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب!

نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

اے خاصہ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

پردیس میں وہ آج غریب الغریاء ہے

وہ دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان

اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہبان

بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے

نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے

اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر

مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی

ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ خدا ہے

کل دیکھتے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا

اب تک تو ترے نام پہ اک اک فدا ہے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والے
 مرادیں غریبوں کی بر لانے والے
 مصیبت میں غیروں کے کام آنے والے
 وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والے
 فقیروں کا ملجاء ضعیفوں کا ماویٰ
 یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
 خطاکار سے درگزر کرنے والے
 بداندیش کے دل میں گھر کرنے والے
 مفسد کو زیر و زیر کرنے والے
 قبائل کو شیر و شکر کرنے والے
 اتر کر حرا سے سوئے قوم آئے
 اور، اک نسخہٴ کیمیا ساتھ لائے
 مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
 کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
 عرب جس پہ قرونوں سے تھا جہل چھایا
 پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
 ادھر سے ادھر پھر گیا رخِ ہوا کا
 پڑی کان میں دھات تھی اک نکمی
 نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جس کی
 طبیعت میں جو اس کے جوہر تھے اصلی
 ہوئے سب تھے مٹی میں مل کر وہ مٹی
 یہ تھا مثبت علمِ قضا و قدر میں
 کہ بن جائے گی وہ طلا اک نظر میں

مولانا الطاف حسین حالی

درود کی سوغاتیں

تنہائی کے سب دن تنہائی کی سب راتیں
 اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
 ہر آن تسلی ہے ہر لمحہ تشفی ہے
 ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہے مداراتیں
 کوثر کے ہیں تقاضے تسنیم کے وعدے ہیں
 ہر روز یہی چہرے ہر رات یہی باتیں
 معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
 اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
 بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
 بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

(مولانا محمد علی جوہر بزمِ قیدِ پنجاب)

شمع رسالت

وہ شمع، اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
 اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
 گر ارض و سما کی محفل میں لولاک و لما کا شور نہ ہو
 یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
 جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
 وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں
 وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
 ڈھونڈھے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سیپاروں میں
 (مولانا ظفر علی خان)

آیات کے جھرمٹ میں تیرے نام کی مسند

خورشید قیامت میں سرفراز بہت ہے
لیکن تیرے قامت کی کشش اس سے سوا ہے

یٰسین تیرے اسمِ گرامی کا ضمیمہ
ہے ن تیری مدح ، قلم تیری ثنا ہے

واللیل تیرے سایہ کیسو پہ تراشا
والعصر تیری نسیم نگاہی کی ادا ہے

اک بار نقشِ قدم چوم لیا تھا
سو بار فلک ، شکر کے سجدے میں جھکا ہے

اور کیا بیاں ہو کسی سے تیری مدحت
یہ کم تو نہیں کہ تو محبوبِ خدا ہے

جب تک کہ نہ ہوگا ہمیں دیدارِ مدینہ

آرام سے دنیا میں بسر کرتے رہیں گے
ہم ذکرِ شہِ جن و بشر کرتے رہیں گے

جذبات سے بھرے نعت کے اشعار سنا کر
تشریحِ غمِ قلب و نظر کرتے رہیں گے

سرکارِ ﷺ کو ہر حال میں فرقت کے غموں سے
آہوں کے ذریعہ سے خبر کرتے رہیں گے

جب تک کہ نہ ہوگا ہمیں دیدارِ مدینہ
ہم اشکوں سے دامنِ یونہی تر کرتے رہیں گے

جو حال پسند آئے گا آقا ﷺ کو ہمارے
اس حال میں ہنس ہنس کے گزر کرتے رہیں گے

آنکھوں میں لئے سبیدِ خضرؑ کے نظارے
تا عمرِ مدینہ کا سفر کرتے رہیں گے

دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو یہ ایمان ہے نشر
سرکارِ عنایت کی نظر کرتے رہیں گے

(نشرِ واجدی)

مروں کعبے میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے
 نام کے نقش سے روشن یہ نگینہ ہو جائے
 کعبہ دل مرے اللہ! مدینہ ہو جائے
 تو جو چاہے ارے او مجھ کو بچانے والے
 موج طوفانِ بلا ، اٹھ کے سفینہ ہو جائے
 ظلمتِ کفر سے بڑھ کر ہے سیاہی دل کی
 دور کیوں کر دلِ اغیار سے کینہ ہو جائے
 اس کی تقدیر ، جو پامال ہو تیرے در پر
 اس کی تقدیر کہ جو خاکِ مدینہ ہو جائے
 جان کی طرح تمنا ہے یہی دل میں ریاض
 مروں کعبے میں تو منہ سوئے مدینہ ہو جائے

(علامہ ریاض خیر آبادی)

رحمت کا فیض

عقیدت نے کیا کیا بلندی عطا کی، یہ قسمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 نگاہوں میں رہتی ہے روضے کی جالی، یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 گنہگار بے حد ہوں ہر چند لیکن، مگر دنیا والو خبر بھی ہے تم کو
 جو آنکھوں سے جاری ہے اشکوں کا دریا، ندامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 تصور مدینے کا اللہ اکبر، ہزاروں گلستان نچھاور ہیں جس پر
 تمناؤں کے پھول دل میں کھلے ہیں، یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 اندھیرے میں بھی آگئی ہے تجلی، نظر معتبر ہے نہیں ہے تجلی
 ہے آنکھوں میں نور اور دل میں ایماں، یہ دولت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 ہر اک سانس بھی ہے عمل کا نمونہ، مثالِ نبی ﷺ اب جہاں میں نہ ہوگی
 ہے پھر شکم پر، چٹائی کا بستر، یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 یہ رحمت کا فیض مسلسل تو دیکھو کہ دل جھک گیا ساتھ سجدے کے مطرب
 جہیں پر چمکتا ہے اک چاند پیہم، یہ عزت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 (مطرب نظامی لکھنوی)

سنور جائے گی زندگی دھیرے دھیرے
 چلو پیارے! کوئے نبی ﷺ دھیرے دھیرے
 سنور جائے گی زندگی دھیرے دھیرے
 سنا ہے محمد ﷺ کی گلیوں میں جا کر
 ملی غمزدوں کو خوشی دھیرے دھیرے
 لگائی جو آنکھوں میں خاکِ مدینہ
 نظر پا گئی روشنی دھیرے دھیرے
 کرو پیروی سنتِ مصطفیٰ ﷺ کی
 یقیناً بنو گے ولی دھیرے دھیرے
 ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ سے
 ملاتے رہو زندگی دھیرے دھیرے
 سند مل گئی جس کو پیارے نبی ﷺ سے
 وہی ہو گیا جنتی دھیرے دھیرے
 پیو شوق سے جامِ عشقِ محمد ﷺ
 بجھاتے رہو تشنگی دھیرے دھیرے
 تقاضا ہے وہ سر کے بل جائے طیبہ
 اجازت جسے مل گئی دھیرے دھیرے
 عبادت ہے نعتِ محمد ﷺ اے قاصر
 کرو جم کے یہ شاعری دھیرے دھیرے

(غلام ربانی قاصر)

خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے

رسولِ مجتبیٰ کہئے محمد مصطفیٰ ﷺ کہئے

خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے

محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہئے

جبین و ربخ محمد ﷺ کے ، تجلی ہی تجلی ہیں

کسے شمس الضحیٰ کہئے کسے بدر الدجی کہئے

جب ان کا ذکر ہو ، دنیا سراپا گوش بن جائے

جب ان کا نام آئے مرجاء صل علی کہئے

غبارِ راہِ طیبہ ، سرمہٗ چشمِ بصیرت ہے

یہی وہ خاک ہے جس خاک کو خاکِ شفا کہئے

صداقت پر بنا رکھی گئی ہے دینِ فطرت کی

اسی تعبیر کو انسانیت کا ارتقاء کہئے

مرے سرکار کے نقشِ قدمِ شمعِ ہدایت ہیں

یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے

محمد ﷺ کی نبوت دائرہ ہے جلوۂ حق کا
 اسی کو ابتداء کہئے اسی کو انتہاء کہئے
 مدینہ یاد آتا ہے تو پھر آنسو نہیں رکتے
 مری آنکھوں کو ماہر چشمہ آبِ بقا کہئے

(ماہر القادری)

آپ کے روضے پہ جا کر ہی مرادم نکلے
 آپ ہی دل ہو جگر جان رسول عربی ﷺ
 ہو مرا دین اور ایمان رسول عربی ﷺ
 میں ہوں کیا اور میری جان کی کیا ہے اوقات
 میرے ماں باپ بھی قربان رسول عربی ﷺ
 یوں تو دنیا میں نبی آئے بہت ہیں لیکن
 آپ نبیوں کے ہیں سلطان رسول عربی ﷺ
 عاصیوں پر بھی ہے رحمت کی نظر کیا کہنے!
 بے شک احسان ، احسان رسول عربی ﷺ
 بات اب اس سے بڑی اور بھلا کیا ہوگی
 مہربان ہم پہ ہیں ہر آن رسول عربی ﷺ
 آپ کے روضے پہ جا کر ہی مرادم نکلے
 میرا تو ہے یہی ارمان رسول عربی ﷺ
 آپ ﷺ کا امتی ہونے کا دعویٰ جو ہر
 معتبر ہے مری پہچان رسول عربی ﷺ

(حضرت جوہر)

عشق کی انتہا کو دیکھیں گے

روضہ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھیں گے

قبہ پر ضیاء کو دیکھیں گے

صبح کی شبنمی فضاؤں میں

رقصِ موجِ صبا کو دیکھیں گے

طائرانِ حرم کے ہونٹوں پر

وردِ صلِ علیٰ کو دیکھیں گے

بابِ رحمت کے گرد آخرِ شب

وجد کرتے دعا کو دیکھیں گے

عمر بھر کی وفا کا پا کے صلا

عشق کی انتہا کو دیکھیں گے

اعترافِ خطا کے بعد انور

ان کی شانِ عطا کو دیکھیں گے

(علامہ انور صابری)

سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا

آیا جو سامنے وہی مسحور ہو گیا

زنارِ کفر توڑ کے ، ذوالنور ہو گیا

سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا

سامانِ راحت دلی رنجور ہو گیا

ماہِ عرب کے مہر جہاں تاب تھے حضور ﷺ

عالمِ تمام نور سے معمور ہو گیا

کیا حد ہے فیضِ شافعِ محشر تو دیکھیے

مجھ سا گناہ گار بھی مغفور ہو گیا

ہر قول و فعل ، حضرتِ محبوبِ کبریا

تا حشرِ خلق کے لیے دستور ہو گیا

(خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ)

خدا دے تو دے آرزوئے محمد ﷺ

خدا دے تو دے آرزوئے محمد ﷺ

کریں چشم و دل جستجوئے محمد ﷺ

کہاں باغِ جنت کہاں باغِ یشرب

کہاں بوئے گل اور بوئے محمد ﷺ

خوشی سے اچھل جائیں تنیم و کوثر

جو مل جائے آبِ وضوئے محمد ﷺ

کہوں کیوں نہ ہر بار صل علی

تصور میں پھرتا ہے روئے محمد ﷺ

بنیں دستِ مژگاں مرے پاؤں یا رب

کروں طے ان آنکھوں سے کوئے محمد ﷺ

الہی نہ ہو داغ کا بال بیکا

رگِ جاں بنے تارِ موئے محمد ﷺ

(داغِ دلونی)

جس سینے میں قرآن اتر اہو، اس سینے کی عظمت کیا کہنا

یہ جلوۂ حق سبحان اللہ ، یہ نورِ ہدایت کیا کہنا
جبریل بھی شیدا ہیں ان کے ، یہ شانِ نبوت کیا کہنا

وہ کفر کی ظلمت دور ہوئی اور محفلِ دیں پر نور ہوئی
یہ مہرِ ہدیٰ سبحان اللہ ، یہ صبحِ سعادت کیا کہنا

جس دل میں ہو پرتو کرسی و عرش ، اس دل کی بلندی کیا کہنا
جس سینے میں قرآن اتر اہو ، اس سینے کی عظمت کیا کہنا

تبلیج سے دنیا گونج اٹھی ، تکبیر کا غل تا عرش گیا
تاثیرِ ہدایت صل علی ، جوشِ عبادت کیا کہنا

نغمہ ہے ترا دلکش اکبر ، مضمون ترا پاکیزہ تر
بلبل کے ترانے صل علی ، پھولوں کی لطافت کیا کہنا

(اکبر الہ آبادی)

نرالی شان

میرے کملی والے کی شان نرالی ہے
 وہ جہاں کے داتا ہیں ، سارا جگ سوالی ہے
 خلد جس کو کہتے ہیں میری دیکھی بھالی ہے
 سبز سبز گنبد ہے اور سنہری جالی ہے
 چھاؤں مہکی مہکی ہے دھوپ ٹھنڈی ٹھنڈی ہے
 شہرِ مصطفیٰ ﷺ! تیری بات ہی نرالی ہے
 وہ بلال حبشی ہوں یا اولیس قرنی ہوں
 اُن ﷺ پہ مرنے والوں کی ہر ادا نرالی ہے
 ہر طرف مدینے میں بھیڑ ہے فقیروں کی
 ایک دینے والا ہے کل جہاں سوالی ہے
 ہم گنہگاروں کو رب سے بخشوا لیں گے
 اُن کے رب نے کب اُن کی بات کوئی ٹالی ہے
 قبر کے اندھیرے کا اے سعید کیا خطرہ
 شمعِ مصطفائی سے میں نے لو لگالی ہے

(محمد سعید بدر)

نظروں میں رہے جس کے جمالِ شہہ والی علیہ السلام

خوابوں میں مدینے کی فضا دیکھنے والا
خاطر میں کہاں لائے گا رنگِ گل و لالہ

نظروں میں رہے جس کے جمالِ شہہ والا
اس شخص کی دنیا میں اجالا ہی اجالا

ہر گام پہ آلام و مصائب رہے درپیش
ہر گام پہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے سنبھالا

روشن ہے ازل سے جو مرے گوشہ دل میں
وہ چاند کسی طور نہیں ڈوبنے والا

دنیا کا طلبگار رہا ہے نہ رہے گا
سرکارِ کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا

قدموں میں مسرور لپٹ جاؤں جو مل جائے
سرکارِ دو عالم ﷺ کا کوئی چاہنے والا

(مسرور کیفی)

جس نے عشق احمد علیہ السلام کو اپنے دل میں پالا ہے

آپ ہی کے جلوؤں سے ہر طرف اجالا ہے
ظلمتوں سے انساں کو آپ ﷺ نے نکالا ہے

اس کو دین و دنیا کی ہر خوشی میسر ہے
جس نے عشق احمد علیہ السلام کو اپنے دل میں پالا ہے

ان کی اک نظر سے قبل ان کی اک نظر کے بعد
ہر طرف اندھیرا تھا ہر طرف اجالا ہے

نغمہ ازاں بن کر گونجتا ہے نام ان کا
جس طرف نظر ڈالو ان کا بول بالا ہے

معرفت کے دریا کے آپ ہی شناور ہیں
بحر علم و حکمت کو آپ نے کھنگالا ہے

اک نظر کرم کی ہو حالِ زارِ کیفی پر
آپ نے تو ذروں کو کہکشاں میں ڈھالا ہے

(محمد زکی کیفی)

دھرتی کا نگینہ

میں مکہ دیکھ آئی ہوں ، مدینہ دیکھ آئی ہوں
 بلندی دین کی زینہ بہ زینہ دیکھ آئی ہوں
 میں دولت مند ہو آئی خزینہ دیکھ آئی ہوں
 عرب کے ریگزاروں میں دفینہ دیکھ آئی ہوں
 سلیقہ سیکھ آئی ہوں عبودیت کا مکے سے
 مدینہ میں محبت کا قرینہ دیکھ آئی ہوں
 مجھے خطرہ نہیں بحرِ فنا میں ڈوب جانے کا
 جو ساحل پر لگا وہ سفینہ دیکھ آئی ہوں
 جو اس گھر کی زینت وہ کسی گھر کی نہیں زینت
 خدا کا گھر ہے دھرتی کا نگینہ ، دیکھ آئی ہوں
 اسی مستی میں رہ کر عمر ساری اب گزاروں گی
 تیری بستی میں رہ کر اک مہینہ دیکھ آئی ہوں
 نہ کیوں میں محترم ٹھہروں کہ میرا نام ہے مریم
 مجھے دیکھو ادب سے ، مدینہ دیکھ آئی ہوں
 (مریم النساء مریم)

طیبہ مری حیات کا عنوان ہو گیا

تسکینِ قلب و جاں کا سامان ہو گیا

طیبہ مری حیات کا عنوان ہو گیا

انسان تھا عظیم مگر اس قدر نہ تھا

جتنا عظیم آپ ﷺ سے انسان ہو گیا

جو کچھ کہا ہے آپ ﷺ نے اے فخرِ کائنات

وہ میری جان ہو گیا ایمان ہو گیا

سلطانِ کائنات کے روضے کے سائے میں

جو فقیر آ گیا سلطان ہو گیا

جس کو شعاعِ عشقِ محمد ﷺ عطا ہوئی

مسرور اس کا راستہ آسان ہو گیا

(مسرور کیفی)

یوں ترا اسم گرامی میرے لب پر آ گیا

یوں ترا اسم گرامی میرے لب پر آ گیا
جیسے دریا تشنگی کے پاس چل کر آ گیا

روضہ سر کا ﷺ سے آگے نہ لے جا زندگی
میری امیدوں کی بستی روح کا گھر آ گیا

تیری صورت جس نے دیکھی اس نے دنیا دیکھ لی
اس پہ سب در کھل گئے جو تیرے در پر آ گیا

جب سے ہو آیا ہوں دربار رسول پاک ﷺ سے
زندگی کرنے کا ڈھب مجھ کو مظفر آ گیا

(مظفر وارثی)

نعت کہتا رہوں

نعت سنتا رہوں نعت کہتا رہوں آنکھ پر نم رہے دل مچلتا رہے
 تحم نام محمد ﷺ زباں پر رہے ذکر ہوتا رہے سانس چلتا رہے
 بے سہاروں کا کوئی سہارا نہیں مصطفیٰ ﷺ کے سوا تو گزارا نہیں
 ان کی چشمِ کرم ہو تو کچھ غم نہیں چاہے سارا زمانہ بدلتا رہے
 عشقِ احمد ﷺ سی دنیا میں نعمت نہیں مال و زر کی بھی کوئی حقیقت نہیں
 بادشاہوں سے بہتر بھکاری ہے وہ ان کے در پر جو ٹکڑوں پر پلتا رہے
 یہ دعا ہے سلامت سدا غم رہے تا ابد رابطہ ان سے قائم رہے
 آتشِ عشق ہر دم بھڑکتی رہے خون روتا رہوں دل پگھلتا رہے
 مصطفیٰ ﷺ کی نظر جس گھڑی ہو گئی اس کی تقدیر کھوٹی کھری ہو گئی
 اس کو ٹھکرائے سارا جہاں بھی اگر ، گرنے والا مگر پھر سنبھلتا رہے
 تحم کی اے خدا آرزو ہے یہی عاشق زار کی آبرو ہے یہی
 آخری وقت سران کے قدموں پر ہو دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے
 (تحم نعمانی)

پہاں ملی دلوں میں عقیدت حضور ﷺ سے

پوچھا ہے دشمنوں نے جب اپنے شعور سے
پہاں ملی دلوں میں عقیدت حضور ﷺ سے

اس جانِ دل کا نامِ مبارک لبوں پہ ہے
دل آشنا ہے عالمِ کیف و سرور سے

سائے میں ہیں اک ایسے رؤف و رحیم
جس نے ملا دیا ہمیں ربِ غفور سے

دولتِ خدا نے دی جنہیں عشقِ رسول ﷺ کی
دنیا سے ان کو کام ہے ، نہ حور و قصور سے

آسودہ آ کے منزلِ بطحا میں ہو گیا
جلوؤں کا کارواں جو چلا کوہِ طور سے

کیٹتی پڑھا درود تو محسوس یہ ہوا
جیسے گزر رہا ہوں میں اک سیلِ نور سے

(محمد زکی کیفی)

قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور ﷺ کی
 قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور ﷺ کی
 اللہ کا کرم ہے عنایت حضور ﷺ کی
 دو لفظ ہیں خلاصہ عرفان و آگہی
 وحدانیت خدا کی رسالت حضور ﷺ کی
 بھر لی ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں
 نگری رہے ہمیشہ سلامت حضور ﷺ کی
 رب کریم! شانِ کریمی کا واسطہ
 جنت میں ہو نصیب رفاقت حضور ﷺ کی
 کتنی خدا نصیب کرے اپنے فضل سے
 الفت کے ساتھ اطاعت حضور ﷺ کی

(محمد زکی کفنی)

دیکھ کر روضہ اطہر کیفی

دیکھ کر روضہ اطہر کیفی
کیوں نہ رہ جاؤں میں ششدر کیفی

جب سے دیکھی ہے مدینہ کی بہار
کوئی چتا نہیں منظر کیفی

ان سے نسبت کا شرف حاصل ہے
میں ہوں قطرہ وہ سمندر کیفی

آپ ﷺ کا نام زباں سے نکلا
بن گیا نور سراسر کیفی

کاش ہو جائے تمنا پوری
کاش دیکھے ربخ انور کیفی

ہے جو تسکینِ دل و جاں منظور
پڑھ درود آپ پر اکثر کیفی

(محمد زکی کیفی)

دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو

اے کاش! پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو

دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو

پھر ذکر لا الہ مرا حزیہ جاں رہے

اور وقت واپسی یہی میرا کلام ہو

محرابِ مصطفیٰ ﷺ میں ہو، معراجِ سر نصیب

پھر سامنے وہ روضہ خیر الانام ہو

پھر کاش! میں مکینِ حرمِ مصطفیٰ ﷺ بنوں

فصلِ خدا سے روضہ جنت مقام ہو

جس کو وہ خو یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے

دوزخ کی آنچ اس پہ یقیناً حرام ہو

(مولانا مفتی محمد شفیع)

دیکھ لوں پھر زمیں مدینے کی

اس لیے آرزو ہے جینے کی
 دیکھ لوں پھر زمیں مدینے کی
 دھن لگی ہو جسے مدینے کی
 اس کو حاجت نہیں سفینے کی
 راہ طیبہ میں جو گزر جائے
 زندگی ہے وہی قرینے کی
 جو درِ مصطفیٰ ﷺ سے ملتا ہے
 عشق کنجی ہے اس خزینے کی
 چل مدینے اگر ضرورت ہے
 قلب صد چاک چاک سینے کی
 جامِ کوثر کا ساقی کوثر
 مجھ کو بھی آرزو ہے پینے کی
 ان کے در پر گرا ہے اک آنسو
 خوش نصیبی ہے آئینے کی

(محمد زکی کیفی)

نعت کہتا ہوں تو طیبہ کی ہوا آتی ہے
 نعت کہتا ہوں تو طیبہ کی ہوا آتی ہے
 گلشنِ جاں میں دبے پاؤں صبا آتی ہے
 غیر مجھ سے نہ ثناء خوانی کی امید کرے
 بس مجھے سرورِ عالم ﷺ کی ثنا آتی ہے
 پھر مدینے کی زیارت کے ہوں لمحات نصیب!
 جب بھی آتی ہے یہی لب پہ دعا آتی ہے
 دل مچلتا ہے پھر اس بستی کو دیکھوں کہ جہاں
 سنگریزوں سے بھی خوشبوئے وفا آتی ہے
 ان کی رحمت ہی سے امید ہے مجھ کو ورنہ
 ایسا مجرم ہوں کہ کہتے بھی حیا آتی ہے

(محمد حنیف نازش قادری)

دل کو مدینہ دیکھتا ہوں

کبھی خواب اتنا اچھا دیکھتا ہوں
میں بند آنکھوں سے روضہ دیکھتا ہوں

مدینے کو کبھی دل ڈھونڈتا ہے
کبھی دل کو مدینہ دیکھتا ہوں

ارادے باندھتے اک عمر گزری
سو دیکھو کب وہ روضہ دیکھتا ہوں

جو دیکھ آتی ہیں جلوہ جالیوں کا
میں ان آنکھوں کا جلوہ دیکھتا ہوں

میں رہ جاتا ہوں اس کو دیکھتا ہی
مدینے جس کو جاتا دیکھتا ہوں

(محشر بدایونی)

شہہ ہر دوسرا کا مجھ کو روضہ یاد آتا ہے
 بہت بے چین ہوتا ہوں جو مکہ یاد آتا ہے
 شہہ ہر دوسرا کا مجھ کو روضہ یاد آتا ہے
 مدینے جانے والو! مجھ کو بھی ہمراہ لے لینا
 بتاؤں کیا تمہیں مجھ کو کیا یاد آتا ہے
 مری آنکھوں میں پھرتے ہیں مدینے کے گلی کوچے
 مجھے ہر وقت ان میں چلنا پھرنا یاد آتا ہے
 وہ محراب اور وہ جنت کی کیاری اور وہ منبر
 جو دل میں نقش ہیں میرے وہ نقشہ یاد آتا ہے
 سکونِ قلب پیاری جالیاں پھرتی ہیں نظروں میں
 وہیں موجود ہوں میں ، مجھ کو ایسا یاد آتا ہے
 مودب دست بستہ حاضری میں نیچی نظروں سے
 سلامِ شوق رو رو کر عرض کرنا یاد آتا ہے
 شہنشاہِ کرم ﷺ! اک بار پھر مجھ پر کرم کر دیں
 کہ میں مضطر ہوں مجھ کو سبز گنبد یاد آتا ہے

(صبا اکبر آبادی)

حریم رسالت کا فیضان ہے یہ

مدینہ ہے اور جلوہ سامانیاں ہیں
حبیبِ دو عالم ﷺ کی مہمانیاں ہیں

ادھر عاصیوں کی پشیمانیاں ہیں
ادھر رحمتوں کی فراوانیاں ہیں

تصدق ہوں اے قبۂ نور تجھ پر
عجب تیرے جلوؤں کی تابانیاں ہیں

نگاہوں کی فردوس ہے بزمِ طیبہ
جدھر دیکھئے جلوہ سامانیاں ہیں

حریم رسالت کا فیضان ہے یہ
پریشانیاں ہیں نہ حیرانیاں ہیں

میر ہیں جن کو ترے در کے جلوے
انہی کی سرفراز پیشانیاں ہیں

مدینہ کہاں اور کہاں میری قسمت
تری رحمتوں کی فراوانیاں ہیں

حمید ان کی رنگینیاں کوئی دیکھے
یہ اشعار ہیں یا گل افشانیاں ہیں

(حمید صدیقی لکھنؤی)

دیارِ طیبہ

دعائیں پیغمبروں کی لوٹیں درِ خدا سے قبول ہو کر
 جہاں کو تھا انتظار جن کا وہ آئے آخر رسول ہو کر
 وہ نور بن کر فضا پہ چھائے جہاں میں اک انقلاب لائے
 بے دلوں میں وہ بن کے خوشبو، رہے وہ کانتوں میں پھول ہو کر
 یہی ہے حسرت یہی تمنا کہ جان نکلے رہِ حرم میں
 پس فنا بھی پھرا کروں میں دیارِ طیبہ کی دھول ہو کر
 اگر نہ ان کی پناہ ملتی نہ جانے کیا کچھ تباہ ہوتے
 جہاں میں ہم لوگ آگئے تھے ظلوم بن کر جہول بن کر
 خدا کے لطف و کرم سے کتنی اسے ملی دو جہاں کی دولت
 جو کوئی پہنچا ہے ان کے در پر غم جہاں سے ملول ہو کر
 (محمد زکی کنگا)

آتے ہیں نظر ہر سو انوار مدینے میں

آتے ہیں نظر ہر سو انوار مدینے میں
بتے ہیں دو عالم کے سردار مدینے میں

اللہ کے کھلتے ہیں اسرار مدینے میں
ہوتا ہے محمد ﷺ کا دیدار مدینے میں

بیاری الفت کا ہوتا ہے وہاں درماں
جاتے ہیں محبت کے بیمار مدینے میں

دیتا ہے خدا جن کو عرفان حقائق کا
کھل جائیں گے خود ان پر اسرار مدینے میں

امداد وہ کرتے ہیں تم جا کے ذرا دیکھو
ہیں اہل مصیبت کے غم خوار مدینے میں

باقی یہ تمنا ہے اب تو اے سرور! اپنی
لے جائے خدا ہم کو اک بار مدینے میں

(سرور بجنوری)

طیبہ مجھے دکھا کہ بہت جی اداس ہے

یارب! مری یہ شام و سحر التماس ہے

طیبہ مجھے دکھا کہ بہت جی اداس ہے

دنیا میں بھی انہی کے کرم سے ہوں سر بلند

روزِ جزا بھی ان کی شفاعت کی آس ہے

دل ان کے ذکرِ خیر سے بھرتا نہیں کبھی

میرے نبی ﷺ کے نام میں ایسی مٹھاس ہے

سر کا ﷺ کے مقام سے ہیں آشنا وہی

پہلو میں جن کے قلبِ حقیقت شناس ہے

عابد! مرا عقیدہ و مسلک ہے بس یہی

عشقِ رسول ہاشمی ﷺ دیں کی اساس ہے

(عابد نظامی)

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ معطر معطر ہوئے مدینہ

وہ صبحِ مدینہ وہ شامِ مدینہ معطر معطر ہوئے مدینہ

نہری جالیوں ، حجابوں میں رحمت مقدس مقدس فضائے مدینہ

وہ روضے کی جالی وہ احساسِ عظمت وہ بیتابی دل طبیعت پہ رقت

لڑتے ہوئے لب وہ اشکِ ندامت سکوں بخش آہ و بکائے مدینہ

درو بامِ اقدس پہ نظروں کے سجدے زباں پر وہ صلی علی کے ترانے

دروِ مدینہ ، سلامِ مدینہ ، لب و قلب مدحت سرائے مدینہ

وہ دالاں جو ہے اہل صفہ کا مسکن جو مزدور و محنت کشوں کا تھا دامن

تھے دل جن کے عشقِ پیہر سے روشن نثار شہبہ خوش لقائے مدینہ

شب و روزیادوں کو دیتے ہیں دستک دل و گوش جن سے ہیں مسحور اب تک

اذانِ مدینہ ، صلوٰۃِ مدینہ ، سجودِ مدینہ ، دعائے مدینہ

یہی دل کی دھڑکن یہی آرزوئیں ، نمازوں میں شام و سحر یہ دعائیں

کہ پھر آپ کے در پہ سر کو جھکائیں ، ہو خورشید کی جاں فدائے مدینہ

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد ﷺ کی محبت آنِ ملت شانِ ملت ہے

محمد ﷺ کی محبت روحِ ملت جانِ ملت ہے

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے

یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے

محمد ﷺ متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا

پدر ، مادر ، برادر ، جان ، اولاد سے پیارا

(حفیظ جالندھری)

زے سبز گنبد پہ ہر دم نظر ہے نہ سوزِ الم ہے نہ دردِ جگر ہے
 مدینے کی حسرت کے قربان جاؤں یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 کہ اس سبز گنبد کا ہر دم تصور عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 نورِ منور مدینے کے دن ہیں درخشاں درخشاں مدینے کی راتیں
 مطرِ معطر مدینے کی بستی یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 زے سبز گنبد پہ ہر دم نظر ہے نہ سوزِ الم ہے نہ دردِ جگر ہے
 نہ اپنی خبر ہے نہ دل کی خبر ہے یہ راحت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 جہاں سر جھکاتے ہیں فرشتے وہاں ہم گنہگار کرتے ہیں سجدے
 یہ بخشش نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
 (بہنر اذکھنوی)

یہی آرزو ہے

یہی تمنا ہے میں بھی کچھ دن درِ نبی ﷺ پہ گزار آؤں
 جو لے کے جاؤں اثاثہ جاں وہ ان کے قدموں پہ وار آؤں
 ہوں میں بھی اک منتظر مسافر ، سکونِ قلب و نظر کی خاطر
 یہاں سے میں بیقرار جاؤں وہاں سے لے کر قرار آؤں
 میں آپ کی خاکِ در کے صدقے ، میں آپ کی نظر کے صدقے
 کبھی درِ فیض وا ہو مجھ پر کہ عاقبت کو سنوار آؤں
 نظر ہو مجھ پر طیب میرے کہ جاگ اٹھیں نصیب میرے
 مجھے بھی اے میرے بندہ پرور ﷺ! عطا ہو یہ اختیار ، آؤں
 میں چوموں کعبہ کو ہر طرف سے پھروں مدینے کی ہر گلی میں
 میں بار بار اس دیارِ اقدس میں جاؤں اور بار بار آؤں
 حضور ﷺ کے در پہ جان دے دوں ، میری یہی آرزو ہے جعفر
 جو بوجھ سر پہ ہے زندگی کا وہ بوجھ سر سے اتار آؤں
 (جعفر شیرازی)

حبیبِ خدا

ہمارے نبیوں کے رتبے بڑے ہیں، لیکن آقا ﷺ کا منصب جدا ہے
 وہ امامِ صفِ انبیاء ہیں ان کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے
 کوئی لفظوں میں کیسے بتا دے، ان کے رتبے کی حد ہے تو کیا ہے
 ہم نے اپنے بڑوں سے سنا ہے صرف اللہ ان سے بڑا ہے
 نامِ جنت کا تم نے سنا ہے، میں نے اس کا نظارہ کیا ہے
 یہ وہی شہرِ طیبہ ہے جس میں خواب گاہِ حبیبِ خدا ﷺ ہے
 کتنا پیارا ہے موسمِ وہاں کا کتنی پر کیف ساری فضا ہے
 تم میرے ساتھ خود چل کر دیکھو، خاکِ طیبہ بھی خاکِ شفا ہے
 مستقل ان کی ڈیوڑھی عطا ہو، میرے معبود یہ التجا ہے
 کوئی پوچھے تو یہ کہہ سکوں میں، بابِ جبریل میرا پتہ ہے
 (اقبالِ عظیم)

ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیے

سوزِ دل چاہیے چشمِ غم چاہیے اور شوقِ طلب معتبر چاہیے

ہوں میسر مدینے کی گلیاں اگر، آنکھ کافی نہیں ہے نظر چاہیے

ان کی محفل کے آداب کچھ اور ہیں، لب کشائی کی جرأت مناسب نہیں

ان کی سرکار میں التجا کے لیے، جنبشِ لب نہیں چشمِ تر چاہیے

میں گدائے درِ شاہِ کونین ہوں، شیشِ محلوں کی مجھ کو تمنا نہیں

ہو میسر زمیں پر کہ زیرِ زمیں، مجھ کو طیبہ میں اک اپنا گھر چاہیے

رونقِ زندگی کی بہت دیکھ لیں اب میں آنکھوں کا اپنی کروں گا بھی کیا

اب نہ کچھ گفتنی ہے نہ کچھ دیدنی، مجھ کو آقا ﷺ کی بس اک نظر چاہیے

ان نئے راستوں کی غلط روشنی، ہم کو راسِ آئی ہے اور نہ راسِ آئے گی

ہم کو کھوئی ہوئی روشنی چاہیے، ہم کو آئینِ خیر البشر ﷺ چاہیے

گوشہ گوشہ مدینے کا پر نور ہے، سارا ماحول جلوؤں سے معمور ہے

شرط یہ ہے کہ ظرفِ نظر چاہیے، دیکھنے کے لیے دیدہ در چاہیے

مدحتِ سرورِ دو جہاں ﷺ کے لیے، صرف لفظ و بیاں کا سہارا نہ لو

فنِ شعری ہے اقبالِ اپنی جگہ، نعت کہنے کو خونِ جگر چاہیے

(اقبالِ عشر)

جناب مصطفیٰ ﷺ آئے بہار آئی مدینے میں

مدینے میں یہ کس کی روشنی معلوم ہوتی ہے
کہ روشن اس کی دیکھو ہر گلی معلوم ہوتی ہے

جناب مصطفیٰ ﷺ آئے بہار آئی مدینے میں
ابو ایوبؓ کے گھر چاندنی معلوم ہوتی ہے

زمین کے ذرے روشن، چرخ کے تارے درخشاں ہیں
ضیائے ماہ انور، کیا بھلی معلوم ہوتی ہے

سرور و کیف حاصل کیوں نہ ہو جا کر مدینے میں
دل پڑمردہ میں بھی تازگی معلوم ہوتی ہے

بجملہ اللہ صحرائے مدینہ کی ہوا مجھ کو
نسیم باغ جنت سے بھلی معلوم ہوتی ہے

زیارت کرنے آتے ہیں زمیں والے فلک والے
یہاں ہر وقت رحمت کی جھڑی معلوم ہوتی ہے

وہ ارض پاک، آسودہ ہیں جس میں رحمت عالم ﷺ
ہمیں خلدِ بریں سے بھی بھلی معلوم ہوتی ہے

محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
مجھے ہر آن بڑھتی تشنگی معلوم ہوتی ہے
کمر بستہ ہو وارثِ ارضِ طیبہ کا ارادہ کر
یہاں دشوار بے حد زندگی معلوم ہوتی ہے

(حضرت مولانا وارث علی جتاپوری)

نہ ہو گر رہبرِ کامل، سفرِ کامل نہیں ہوتا
 نبی ﷺ کی سنتوں پر جو کوئی عامل نہیں ہوتا
 وہ کچھ بھی کر رہا ہو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
 کرشنے کچھ دکھائے یا ولی اس کو کہے کوئی
 گردہ اولیاء میں وہ کبھی شامل نہیں ہوتا
 سفر ناقص ہی رہتا ہے کبھی منزل نہیں ملتی
 نہ ہو گر رہبرِ کامل، سفرِ کامل نہیں ہوتا
 عمل پیہم ہو پھر اللہ کی مرضی بھی حاصل ہو
 تو ایسے کام میں کوئی کبھی حائل نہیں ہوتا
 جو فکرِ آخرت میں رات دن بے چین رہتا ہے
 خدا کی یاد سے اک آن بھی غافل نہیں ہوتا
 جسے عشقِ پیہم ﷺ ہے جسے پاسِ شریعت ہے
 وہ احکامِ شریعت سے کبھی غافل نہیں ہوتا
 خدا کے در پہ سائل بن کے جانا جس کو آتا ہے
 کسی کے در پہ جا کر وہ کبھی سائل نہیں ہوتا

(تا پوری)

وہ گمراہی میں رہتا ہے ہدایت مل نہیں سکتی
طریقِ حق کی جانب جس کا دل مائل نہیں ہوتا

نہیں ہوتا ہے جس میں خدمتِ مخلوق کا جذبہ
کسی کی بھی نظر میں وہ کسی قابل نہیں ہوتا

بہت تحقیق کی ثاقبِ ترا بس یہ جرم نکلا
خلافِ شرع باتوں کا قائل نہیں ہوتا

(مولانا سید صدیق احمد باندوی)

عشقِ شہِ لولاک لما مانگ رہے ہیں

دیوانگی شوق میں کیا مانگ رہے ہیں
 عشقِ شہِ لولاک لما مانگ رہے ہیں
 بس صرف یہی ایک دعا مانگ رہے ہیں
 اپنے لیے طیبہ میں قضا مانگ رہے ہیں
 جس سے مٹی دنیا سے گناہوں کی سیاہی
 وہ روشنی غارِ حرا مانگ رہے ہیں
 اے خالقِ کونین عطا کر یہ سعادت
 ہو وردِ زباں صلی علیٰ ، مانگ رہے ہیں
 دشتِ کدہٗ دل میں سمٹ آئیں بہاریں
 وہ کوئے محمد ﷺ کی ہوا مانگ رہے ہیں
 صدیق و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ سے
 عشقِ شہِ بطحاء کی ادا مانگ رہے ہیں
 کہہ دے کوئی اتنا یہ گنہگار ہے میرا
 پہچان سرِ حشر ، جدا مانگ رہے ہیں
 محشر میں نہیں ہوگا شرر جب کوئی پرساں
 بخشش ، کرم ، لطف و عطا مانگ رہے ہیں

(مولانا انوار احمد)

رسائی آپ ﷺ کی سمجھے گا کیا کوئی کہاں تک ہے
نظر اہل جہاں کی بس زمیں سے آسمان تک ہے
رسائی آپ ﷺ کی سمجھے گا کیا کوئی کہاں تک ہے

محبت کے لیے لازم ہے آقا ﷺ کی اطاعت بھی
نتیجہ کیا؟ اگر دعویٰ فقط حسنِ بیاں تک ہے

مری منزل مدینہ اور کعبہ ہے میرا مقصد
اب اس سے مجھ کو کیا مطلب، نظر کس کی کہاں تک ہے

رسول اللہ ﷺ کی ہر بات، آئینہ حقیقت کا
جہاں والوں کا سارا فلسفہ وہم و گماں تک ہے

غلام سید الکونین ﷺ ہیں ہم، اے ستم کار!
تمہاری داستاں بھی بس ہماری داستاں تک ہے

نظر نقشِ کفِ پا پر ہے سر کا ﷺ کے اور پھر
بلا کھٹکے چلا جائے، جسے جانا جہاں تک ہے

شرف پایا زباں نے اور قلم نے ان ﷺ کی مدحت کی
بلندی دیکھئے میرے مقدر کی کہاں تک ہے

رئیس آقا ﷺ کی الفت ہے میرا سرمایہ ایماں
اسی کی تزکیہ کاری مرے دل سے زباں تک ہے

(ڈاکٹر ریحان)

کمالاتِ نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر
 خدا کی بندگی کا لطف ہرگز پا نہیں سکتے
 رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جو اپنا نہیں سکتے
 مدینہ کے گلی کوچے بے ہیں جس کی نظروں میں
 کسی کے گلشن کے گل بوٹے اسے بہلا نہیں سکتے
 ہزاروں بولہب آئیں ہزاروں بوجہل آئیں
 غلامانِ محمد ﷺ کو کبھی بہکا نہیں سکتے
 ابو بکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ کو چھوڑنے والے
 نبی ﷺ کے پاک دامن کی ہوا بھی پا نہیں سکتے
 عرب کے چاند سے نورِ ہدایت مل گیا جن کو
 وہ باطل کے اندھیروں سے کبھی گھبرا نہیں سکتے
 کمالاتِ نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر
 کسی کے پاس جبریل امینؑ آ نہیں سکتے
 امام الانبیاء معراج کی شب اس جگہ پہنچے
 جہاں روح الامیں جیسے ملک بھی جا نہیں سکتے
 رسول اللہ ﷺ سے جن کو محبت ہے عقیدت ہے
 وہ ان کے حکم کو دانش کبھی ٹھکرا نہیں سکتے

(مولانا امام علی دانش)

ملتی ہے اضطراب میں راحت کبھی کبھی
 رکتا نہیں ہے جوشِ طبیعت کبھی کبھی
 تھمتے نہیں ہیں اشکِ محبت کبھی کبھی
 ہوتی ہے خواب میں جو زیارت کبھی کبھی
 سوتے میں جاگ اٹھتی ہے قسمت کبھی کبھی
 ان کا لیا جو نام تو آنسو نکل پڑے
 یوں موجزن ہوئی ہے طبیعت کبھی کبھی
 جوشِ جنوں میں حدِ ادب سے نکل نہ جاؤں
 مجھ کو سنبھالتی ہے شریعت کبھی کبھی
 شہرِ رسول ﷺ میرے تصور میں آگیا
 یوں بس گئی نگاہ میں جنت کبھی کبھی
 سب اس میں بہہ گئے خس و خاشاکِ معصیت
 اٹھا وہ سیلِ اشکِ ندامت کبھی کبھی
 کس کس طرح کیا ہے تسلی سے دل کو شاد
 آئی جو لب پہ غم کی حکایت کبھی کبھی

گا ہے سکونِ دل بھی بنا وجہ اضطراب
مٹی ہے اضطراب میں راحت کبھی کبھی

پر لگ گئے دعا کو پڑھا جب درود ساتھ
آنکھوں سے دیکھ لی یہ حقیقت کبھی کبھی

نسبت ہے کیا امینؑ، میں ذرہ وہ آفتاب
ہوتی ہے اپنے آپ پہ حیرت کبھی کبھی

(سید امین گیلانی)

کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں؟

توبہ کر کے میں گنہ اپنے مٹا لوں پہلے

عشق کی آگ ذرا دل میں بڑھا لوں پہلے

جلوۂ نورِ نبی ﷺ دل میں سما لوں پہلے

خاکِ طیبہ کو میں آنکھوں میں لگا لوں پہلے

نذر پھر ان کو درودوں کی میں سوغات کروں

بعدہ نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

مشک و عنبر سے میں سو بار زباں گر دھو لوں

ہیرے الفاظ کے لاؤں انہیں پرکھوں تولوں

باادب نعت میں پھر ، اپنے لبوں کو کھولوں

پھر بھی گستاخی سراسر ہے اگر کچھ بولوں

منہ ہے چھوٹا مرا کیسے میں بڑی بات کروں

کس طرح نعت کے لکھنے کی شروعات کروں

چند بہترین اشعار کا انتخاب

حضرت امیر مینائی فرماتے ہیں:

مدینے جاؤں پھر آؤں پھر مدینے جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

امت کو عشقِ سرورِ عالی صفات کا
طوفانِ حشر میں ہے سفینہ نجات کا

جناب مٹن کا کوری فرماتے ہیں:

مولا کی نوازشِ نہاں کھلتی ہے
عزت مری پیشِ قدسیاں کھلتی ہے
کہہ دو کہ ملکِ گوشِ بر آواز رہیں
مداحِ پیغمبر کی زبان کھلتی ہے

کچھ سو جھتا ہی نہیں ہے محبت کے سامنے
 آئے تھے یوں ملائکہ حضرت ﷺ کے سامنے
 جیسے فقیر صاحبِ دولت کے سامنے
 جتنے جری تھے خندق و بدر و حنین میں
 سب مردہ دل تھے آپ ﷺ کی جرأت کے سامنے
 چاہے جسے وہ دولتِ کونین بخش دے
 یہ بات کیا ہے اس کی سخاوت کے سامنے
 ہو سامنا اجل کا تو یثرب میں یا خدا
 مرقد بنے تو شاہِ عالم کی تربت کے سامنے
 ممکن نہیں کہ رکوں میں مدینے کی راہ
 ہر چند سینکڑوں ہوں ، قیامت کے سامنے
 اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں
 کچھ سو جھتا ہی نہیں ہے محبت کے سامنے
 مشکل نہیں ہے نکلی بارانِ تر امیر
 اس آفتابِ مہر و مروت کے سامنے

سر سے ہو گانہ در احمد مختار ﷺ جدا

آنکھ میں پھرتی ہے وہ شوخی رفتار جدا
 تڑپے جاتا ہے جدائی میں دل زار جدا
 وہی اچھے رہے محشر میں جو رحمت بری
 بے گناہوں سے کھڑے تھے جو گنہگار جدا
 دل و جاں لوٹتے ہیں عشق نبی ﷺ میں دن رات
 لذت درد جدا ، لذت آزار جدا
 خاک پر لوٹتے ہیں کوئے نبی ﷺ میں دن رات
 نورِ خورشید جدا ، سایہ دیوار جدا
 آبلے پھوٹ کے روئیں گے رہ طیبہ میں
 میرے تلوؤں سے اگر کوئی ہوا خار جدا
 دیکھنے سننے کا وہ شوق کہ دیکھا نہ سنا
 ذوق دیدار جدا ، لذت گفتار جدا
 چلتا پھرتا رہے دن رات مگر کیا ممکن
 ان کی دیوار سے ہو سایہ دیوار جدا
 اپنا اپنا تجھے سب کہتے ہیں اللہ اللہ!
 شیخ و میخوار جدا ، کافر و دیندار جدا

دے گئی آپ کے بیمارِ جدائی کو جواب
 تابِ رفتارِ جدا ، طاقتِ گفتارِ جدا
 کون ہے درپے آزارِ دلِ زار نہ پوچھ
 دل کا آزارِ جدا ، دردِ دلِ آزارِ جدا
 سر اگر تن سے جدا ہو تو جدا ہو حافظ
 سر سے ہوگا نہ درِ احمدِ مختار ﷺ جدا

(حافظ خلیل الدین حسن)

مرحبا سید مکی مدنی العربی

قد رعنا کی ادا ، جامہ زیبا کی پھین
 سرگیں آنکھ غضب ، ناز بھری وہ چتون
 وہ عمامے کی سجاوٹ ، وہ جبین روشن
 اور وہ مکھڑے کی تجلی ، وہ بیاض گردن
 وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن
 دل زبانیہ ہو رفتار ، وہ بیساختہ پن
 مردہ بھی دیکھے تو کرے چاکِ گریبانِ کفن
 اٹھ چلے قبر سے بیتاب زبان پر یہ سخن
 مرحبا سید مکی مدنی العربی
 دل و جاں بادِ فدایت چہ عجب خوش لقمی

(مولانا غلام احمد شہید)

ترے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا

ترے کرم کا رسالت مآب کیا کہنا
ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کہنا

ملے خدا سے تو ایسے ملے کہ مل ہی گئے
تمہارے قرب کا عالی جناب کیا کہنا

خدا بھی ، خدا کی خدائی بھی چاہے
تمہاری چاہ کا رحمت مآب کیا کہنا

شفیع حشر ﷺ ، رسول کریم ﷺ ، ختم الرسل ﷺ
حبیب پاک تمہارے خطاب کیا کہنا

حسین ایسے کہ اللہ کے حبیب ہوئے
تمہارا حسن ہے وہ انتخاب کیا کہنا

گناہ گاروں نے جب رو کے یا غفور کہا
برس پڑا ہے کرم کا سحاب کیا کہنا

تکلیں گے اور نبی ان کا منہ جو امت کو
وہ بخشوائیں گے روزِ حساب کیا کہنا

سنا کے نعت نکیریں کو کیا خاموش
تمہارا اکبر حاضر جواب کیا کہنا

(خواجہ محمد اکبر بریلوی)

نظر میں مدینہ ہے، دل میں مدینہ

مدینے کے ماہِ کمال اللہ اللہ!
ہر اک شے میں عکس جمال اللہ اللہ!

مثال آپ کی دونوں عالم میں کیا ہو
کہ ہر بات ہے بے مثال اللہ اللہ!

نظر میں مدینہ ہے، دل میں مدینہ
بڑے لطف کا ہے یہ حال اللہ اللہ!

مرادِ زمانہ جو تم بن کے آئے
تمنائے کل ہے نہال اللہ اللہ!

غمِ عشقِ احمد ﷺ کے قربان جاؤں
میر کسے یہ ملال اللہ اللہ!

ہر اک شے میں پاتا ہوں رنگِ محبت
ہے طیبہ کا جب سے خیال اللہ اللہ!

طفیلِ محمد ﷺ جو مانگیں دعائیں
تو پورا ہوا ہر سوال اللہ اللہ!

درود و سلام اس شہِ دو سرِ طیب ﷺ پر
جو ہے آپ اپنی مثال اللہ اللہ!

میں بہرِ اد ہوں مستِ یادِ محمد ﷺ
مقدر نے بخشا یہ حال اللہ اللہ!

(جناب بہرِ اد کھنوی)

رحمتِ حق کا خزانہ آگیا

بابِ رحمت کے قریب دل نے کہا
رحمتِ حق کا خزانہ آگیا

میرے دامن میں کسی کے لطف سے
علم و ایقان کا خزانہ آگیا

آپ کے صدقے میں اے شاہِ ہدیٰ
بے قرینوں کو قرینہ آگیا

جب سے اے بہرآد وقفِ نعت ہوں
زندگی کو ہر قرینہ آگیا

یہ کس کا تصور ہے ہم جھوم رہے ہیں

یہ کس کا تصور ہے ہم جھوم رہے ہیں

ہم ہی نہیں خود دیر و حرم جھوم رہے ہیں

شع و گل و پروانہ و بلبل ، مہ و انجم

پر کیف نگاہوں کی قسم جھوم رہے ہیں

چھایا ہوا اک عالم مستی ہے فضا میں

ہر سمت غزالانِ حرم جھوم رہے ہیں

ہے عکسِ فلک کس کی نگاہ چمن آرا

گل جتنے ہیں با دیدہ نم جھوم رہے ہیں

آنے کو ہے اک سروخماں کی سواری

مرغانِ چمن مل کے بہم جھوم رہے ہیں

ہر چیز درخشاں ہے ہر اک ذرہ ہے رقصاں

کیا خود ہی وہ سر تا بقدم جھوم رہے ہیں

اس محفلِ عشرت میں حمید آج بصدِ شوق

ہم بھی لیے گلِ بانگِ حرم جھوم رہے ہیں

(حمید مدنی لکھنوی)

جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے

تیری جالیوں کے نیچے ، تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت ، وہ مدینہ دیکھ آئے

نہ یہ بات شان سے ہے ، نہ یہ بات مال و زر کی
وہی جاتا ہے مدینے ، آقا ﷺ جسے بلائے

کیسی وہاں کی راتیں ، کیسی وہاں کی باتیں
انہیں پوچھ لو نبی ﷺ کا ، جو مدینہ دیکھ آئے

روضے کے سامنے میں یہ دعائیں مانگتا تھا
میری جاں نکل تو جائے ، یہ سماں بدل نہ جائے

طیبہ کو جانے والو ! تمہیں دیتا ہوں دعائیں
درِ مصطفیٰ ﷺ پہ جا کے ، تو جہاں کو بھول جائے

میں تو اس قابل نہ تھا

شکر ہے تیرا خدایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 تو نے اپنے گھر بلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 اپنا دیوانہ بنایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 گرد کعبے کے پھرایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
 جام زمزم کا پلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
 اپنے سینے سے لگایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 بھا گیا میری زباں کو ذکرِ الا اللہ کا
 یہ سبق کس نے پڑھایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
 یوں نہیں در در پھرایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
 پر نہیں تو نے بھلایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 میں کہ تھا بے راہ تو نے دنگیری آپ کی

تو ہی مجھ کو رہ پہ لایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 عہد جو روزِ اول تجھ سے کیا تھا یاد ہے
 عہد وہ کس نے نبھایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 تیری رحمت ، تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
 کبیدِ خضراء کا سایہ ، میں تو اس قابل نہ تھا
 میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہِ قدس میں
 اور جو پایا سو پایا ، میں تو اس قابل نہ تھا
 بارگاہِ سیدِ کونین ﷺ میں آکر نفیس
 سوچتا ہوں ، کیسے آیا؟ ، میں تو اس قابل نہ تھا

زیارت رسول ﷺ کے طریقے

اتباع سنت کرنے کی پوری کوشش کریں۔

درود شریف والہانہ صورت میں پیش کریں۔

حضور اکرم ﷺ سے والہانہ محبت کریں

نبی اکرم ﷺ کے مشن کو اپنا مشن بنالیں کہ دن رات دعوت

دین اور دعوت قرآن کے لیے اپنی زندگی کو کھپا دیں۔

عاشقان رسول ﷺ کے حالات کا کثرت سے مطالعہ کریں۔

نبی اکرم ﷺ کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔

حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی سے ہر ممکن طریقہ سے بچیں۔

اخلاق محمد ﷺ اور کریمانہ صفات کو اپنائیں

کتابیات

- ۱۔ قرآن حکیم
- ۲۔ صحاح ستہ
- ۳۔ معارف الحدیث
- ۴۔ فضائل اعمال
- ۵۔ قرآن حکیم میں رسول اللہ ﷺ کا عالی مقام
- ۶۔ خطبات فقیر
- ۷۔ عشق رسول ﷺ
- ۸۔ باادب بانصیب
- ۹۔ تصوف و سلوک
- ۱۰۔ خطبات ہند
- ۱۱۔ بزرگان نقشبندیہ کو خواب میں زیارت نبی ﷺ
- ۱۲۔ رحمت کائنات ﷺ
- ۱۳۔ عشق نبوی ﷺ کے ایمان افروز واقعات
- ۱۴۔ عشق رسول ﷺ اور علمائے حق
- ۱۵۔ مستند نعتیہ کلام
- ۱۶۔ مجموعہ اوراد و وظائف

حضرت مولانا مفتی پیر محمد اسلم نقشبندی کی دیگر اصلاحی و تربیتی کتب

- ۱۔ نئی طلب کیسے پیدا کریں؟
- ۲۔ محبت رسول ﷺ کا ذوق و شوق
- ۳۔ مثالی تربیت اساتذہ کورس
- ۴۔ اصلاح و تربیت کے مؤثر طریقے
- ۵۔ دعوت دین کا درد کیسے
- ۶۔ تاثیر قرآن
- ۷۔ اصلاحی و تربیتی مکتوبات
- ۸۔ آسان ترجمہ تفسیر قرآن
- ۹۔ پردے میں سکون ہی سکون
- ۱۰۔ مثالی تربیتی کورس
- ۱۱۔ ہم کدھر جا رہی ہیں؟
- ۱۲۔ حافظہ تیز کرنے کے فطری طریقے
- ۱۳۔ اکابرین امت اور عشق قرآن
- ۱۴۔ قرآن حکیم یاد کرنے کے آسان طریقے
- ۱۵۔ بخشش کے بہانے

مکتبہ جامعۃ الصالحات ڈھوک مستقیم روڈ، پشاور روڈ، راولپنڈی
0321-8538190, 051-5462347